



WWW.PAKSOCIETY.COM



سازگ سے جو بڑی خود پرستوں سے بھری ہوئی تھی ہر ایک اپنی فکر میں غلطی ایک دوسرے سے بے نیاز اپنی رات میں کھو جوا سب پیش و پشت میں ڈھبے ہوئے تھے کسی کو کسی سے غور نہیں تھی۔ اب سب کی سب ایک ہی ذہن تھی ملک صاحب کا ہنس میں ہر لمحہ ان کے لیے دن کو رات اور رات کو دن سمجھنا ملک صاحب خوش تو تھا خوش ملک خدا داد میں اس حویلی کے خدائے۔ ان کا ذات پرور کی حویلی پر مستو تھی۔ جو ان کی کمر کی آواز پر آواز ملے جس نے آواز جند کی رائے فوراً ہو۔ اس کے لیے حویلی میں یہ ملک صاحب کے آنکھوں گاڑا میں کوئی جھنجھکی تھی۔ ملک صاحب کی خوشنودی عزت بخشی تھی اور ان کی ہر قسمی رات و روزانہ۔

تہہ ہوں جنوں کے پیچھے۔۔۔ لیکن آنکھوں بیوں سے زیادہ ہوں نڈ اور نہ صحت مند۔ بیٹیوں کو ہر بیٹیوں پر تو غور کیا تھا لیکن ان کی سب سے حسین اور میں ابد و زیاں آن رستو تھیں۔ رشتہ درود کی محض آسے دن بھی رہتی تھیں۔ حویلی کے ایک مخصوص حصے میں یہ رنگ۔ یہ بون تھیں۔ لیکن ان کی محسوس نہیں ہوتی۔ بیٹے جو۔ بس کے نقش قدم پر تھے کو اسے نہ۔ کہنے کوں اور کہیں سے بھون بھونتی شرافت میرے سینے میں آسمانی تھی اور بکے پریشان کوئی رہتی تھی۔ درہ

اس حویلی میں اس کی کیا تھا میں تھی۔ جہاں کے دن اور راتیں۔ ہر موسم اور طے کی آوازوں سے مرتع ہوں، جہاں کے چہنچہتے میں کھٹکوں کی جھنجھکی ہو۔ جہاں کا قانون ملک خدا داد خاں کا بتا ہوا ہو۔ وہ قانون جو کتابوں میں نہیں تھا۔ کتابوں کا اس حویلی میں کوئی اثر نہیں تھا۔ کتابیں بڑھ کر غرض کرنے کے بولے یہاں زراعت کی عملی تعلیم مناسب سمجھی جاتی تھی۔ زمیندار اور باغیچہ سازوں کی مشاقت و فلسفوں کی برائی اور کٹائی کے طریقے۔ کسانوں سے خون پسینے کی کھجور حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مزدوروں کو آٹھ روپے روزانہ ملے مگر جس طرح زندہ رکھا جاسکتا ہے۔ کس طرح انہیں ان کی ادوات بتائی جاتی ہے۔ خود کو اوجھا رکھنے کے لیے دوسروں کو نیچے رکھنے کا طریقہ۔ تعلیم تھی تو بس یہ تھی اور یہی تعلیم اس حویلی میں رہتی تھی۔









بہترین ہونے پر اس کی  
 بننے میں آپ کی خوشیوں کو دیکھ کر  
 رنجور کے ساتھ ہنستا مسکاتا رہا  
 بہت پر غصہ ہی جانتا ہے۔



ہماری زندگی کی اہمیت کوئی جاسکتی ہے۔ خزانہ خزانہ آگے  
 بڑھا رہا ہو کہ اس لیے ہوتا ہے۔ بڑھا رہا ہو کہ اس لیے ہوتا ہے۔

یہی کہلاؤں :-  
اسے تم قرآن مجید میں نہیں دیکھو۔ آؤ ہمارے



9



۱۔ اعلیٰ درجہ کے دانشور کی ایک کمی ہے جس سے تعلیم کو گراں گئے  
 ۲۔ تعلیم پر جو خرچہ کر دیا ہے وہ سب کچھ ہی نہیں بلکہ اس سے دلیلوں  
 ۳۔ سب سے اعلیٰ درجہ کے پروفیسر، فاضل و محقق کی کمی ہے جو اس  
 ۴۔ تعلیم پر سب سے زیادہ خرچہ کر رہے ہیں اور جو اس سے فائدہ  
 ۵۔ اعلیٰ درجہ کے محققین کی کمی ہے اور یہ کہ تمام امور سے  
 ۶۔ تعلیم کو گراں گئے۔

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۲۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۳۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۴۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۵۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۶۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۷۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۸۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۹۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔  
 ۱۰۔ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور شخص کو پسند کرے تو اس کو اپنے دل سے نکال دے۔

[illegible]

مکتوبوں کو بچھتے ہیں۔ کسی عورت کو نہ لکھتے اور نہ لکھنے سے اجازت دیتے۔  
ان کے ساتھ سوتیلی دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں اور شیشویں  
اور ساتویں اور آٹھویں اور نہاویں اور دسویں اور سترہویں اور اسی

۱۔ ایک سو نو سو پچاس  
 ۲۔ ایک سو نو سو پچاس  
 ۳۔ ایک سو نو سو پچاس  
 ۴۔ ایک سو نو سو پچاس

”میں نہیں سمجھا۔“  
 ”خدا کیوں میں بڑا مل جائے گی۔ یہ اس سے عمل ہوا  
 کہیں بھی جہاز چھوڑ دیتا۔“  
 ”کیا آتا آسمان کو بھی؟“

ماہنامہ نذر فیضیہ کے لئے آسمان باز فرمائیے۔ توفیق سے  
 منکر لے جوئے کا۔ احمد میاں بزمیہ، اجنبی سے بات  
 ہوئی۔ لکیر نذر فیضیہ کے حریف جوئے اور بے ایک اعلیٰ لکیر  
 کے ساتھ ہمارے ہر پہلو پر چاہا گیا۔ براہ راست ایک کہنے کے  
 لئے میں نے چاہا۔  
 تم فلاں میں کام کر رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ فلاں نے فلاں  
 دوسرے کہا۔

ہیں کون کہہ ۔  
 بڑے تھے ہو ۔  
 نہیں ۔  
 نقل و دل کرنا ہے کون ؟  
 نہیں ۔  
 محرمے (وای) ہو چکی ہے ۔

۱۔ انہوں نے کج راج پر تانہ زور سے ہے ؟  
 ۲۔ جس ممبری جانہ ، تو میں نے تانہ میں پوچھوں میں ۔  
 ۳۔ تو متھدا پہلی ۔ کہیں جاندہ دل آدمی تھا ۔

ایک خطے تک جہاز میں لے گئے۔ جہاز پر دو اور چار جہازیں  
 روانہ ہو چکی تھیں۔ کئی روزوں کے بعد ان کے ساتھ  
 ایک اور جہاز بھی روانہ ہوئی اور جہاز پر ایک اور  
 شخص بھی تھا۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی  
 تھا۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔

[illegible]

خدا تھا۔ وہ جسے خواہی جسے کہے کیوں کہ جو سے کہے وہ سب سے ہے۔  
 خدا کو جو سے زیادہ شریف آدمی نہ ہو۔ خدا، مجاہد نہیں بلکہ  
 پاک معنی میں بھی جہاد تھا۔ لیکن میں نے اپنی زندگی میں جہاد نہیں کیا  
 تھا۔

جہاں پہلی منزل پر پہنچے تھے۔ تقریباً ۱۴ میل دھڑکیں  
بہاڑ سے پہلے پہنچے تھے۔ یہاں ایک مردہ تھا۔ مجھے اس سے کوئی طرحی  
شک نہیں تھی۔ میں فوراً اپنے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ انٹیلیجنس  
مجھے بتا کہ میں فوراً شروع کر دیتا تھا۔ جہاں پہلے پہنچے تھے  
کے وہاں میں نے فوراً ہی کر دیا تھا۔

اسی دنوں کو لوگوں کو پوری تھی، جہاں ان کی زمینیں مال  
لوگوں پر تھیں۔ اس شام ہارن جو ایک سخی، جھلن لکھ بھی رہا تھا  
نقا، کچھ ہمالیائی تھا اگر اسے باہر نہیں پھرتے، ہمارا ہاں سنا تھا۔  
اس لیے کہ میں اس کا کر رہی تھیں اسی دن جو اسے ہمارا ہاں پر  
تھا، کچھ پتھر ڈھونڈ رہی تھی، اس میں وہ ایک کراہی تھا کہ ایک  
ماوٹ ہو گیا۔ کہیں کوئی ہڈی نہ دیکر ہمارے کراہی تھی کہ اس  
سے کچھ سے کتا روٹ گیا۔ جاننے پر جان میں تھی کہ کچھ ہو گیا  
جہاں تھا کہ وہ تھا میں اس کر رہی تھیں کہ وہ تھا کچھ میں  
سے کہ وہ تھا میں اس کر رہی تھیں کہ وہ تھا کچھ میں  
کراہی سے کہ وہ تھا میں اس کر رہی تھیں کہ وہ تھا کچھ میں  
بھر تھی کہ وہ تھا میں اس کر رہی تھیں کہ وہ تھا کچھ میں

پیشانیان بھر بیٹھے کہ جی تھیں، ان کو اس طرح سے دیکھ  
 تھا، اور اس کا ہر سر سے دائرے میں آگ آگ سے بھرا تھا  
 تھا، کھینچ کر جو کوئی بھی تھا، اس کے سینے میں وہی کھینچ کر  
 ہو رہے تھے کہ کھینچ کر کھینچ کر، جس نے اس کی تھیں، ہر کوئی اس  
 اسے اٹھا کر اور چھو کر دیکھ کر، ایک جہاں تک پہنچا  
 کے کہ کھینچ کر کھینچ کر، کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر  
 زمین پر پاؤں لگتے ہی دوبارہ اٹھ کر کھینچ کر کھینچ کر  
 کی جگہ کی سے ملنے میں تھا۔

شہزادہ جو اپنے رشتہ داروں سے اور کباروں سے بڑا ہوا تھا۔ شیوہ  
 کہ: میں اگرچہ آزاد ہوں، اور دلاور کی ہونے سے یقیناً  
 کہتا ہوں جو کچھ ہو گیا ہو۔ لیکن یہ وہی جلد تھکے  
 لے کر بھاگا تھا۔ مرثیہ دور تھکے ہوئے تھا۔ یہی میر  
 پہلی بیوی تھی۔

نہیں دیا گیا، اور خدا کی کھوپڑی میں بھری ہوئی ہو گئی۔

بعد میں ہی کوروا میں جوتی رہیں، جبار لکھتے ہو گئے تھے۔  
 کہیں کہ اس حادثے سے بہت دھڑکتا ہوں کہ اس کے بعد اس پہنچنے  
 سے جا پان کی تندرگاہ چھوڑ دی۔ اب اس کا رُخ فنیائے حق کی  
 طرف تھا۔ جا پان سے فنیائے حق تک کے سفر کے لیے جو بہت  
 سے سہارا ملا۔

میں حسب معمول اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ سہرا دروازہ  
 دھکا دیا تو وہاں کے گھنٹے کے بعد میں آگ کر سنے کے لیے ابھرا  
 آگ مود میں آکر بجنا تھا کہ نہ سید کا میٹ آگیا۔  
 گنہ نے غلبہ کیا ہے۔ اگست کیا  
 گئے۔

۱۰۔ میں نے جواب دیا: اور میں اس کے ساتھ  
میل چلا۔

میں نے ان کے کہیں میں داخل ہو گیا۔ شکر اے اکبرام  
نہی میں وہاں نہ رہا۔

میں نے کہا کہ میں نے ہمیشہ کہا، جو بڑی بڑی نعمتیں  
اور شایہ کا ایک حصہ اس پر بنایا۔ مجھے علم ہے کہ میں نے جو  
اس نے اس میں بڑی طرف سے کیا۔  
میں نے یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

[illegible][illegible]

میں نے اس کی کتاب کو دیکھا ہے۔



ہر اس سے دل میں لگا تھا۔  
اور نہ نے مجھ کو دیا۔

پہلے  
تعلیم یافتہ نہیں ہو؟  
نہیں جواب۔

میں نے جواب دیا اور کہا میں نہیں ہوں۔  
آئندہ کیا کر دوں گا؟

میں نے کہا آپ اس جہاز پر رہنے دیں گے رہوں گا اور  
جب آپ کو میری ضرورت نہیں ہے گی کہیں کوئی جہاز ملے گی۔  
میرے پاس سے اجازت ہے جس ملک میں آنا چاہوں  
وہیں ہمارا بندہ رہتا ہے۔ اگر جہاز پر چاہیں تو گئے تو  
میں جب تک ڈکری کر رہوں اس وقت تک تو نہیں کوئی  
تعلیم نہیں ہوگی۔  
نہیں ٹھکر رہے ہیں کہیں؟

ٹھکر کا تدارک نہ ملے رہا ہے نہیں ہوگا۔ یہاں سے  
نہیں ہوتے کہا اور میرا دل آگے سے تم کہیں پھر واپس نہ آؤ گی  
اب ہم دو گئے۔ غلامی کا کام ختم۔ مسافروں کے کراہنے کا تال ہٹا دیا  
ڈوڑی ہوئی۔ ان کے کہنے کی ضرورت کی چیزیں خرچ کر دی گئے۔  
وہ آدمی بھاگے نہ گئے۔  
اور۔ میں ٹھکر رہا نہیں کروں گا جواب۔ میں نے

سزا سن کر کہا۔  
"کام سے درمیان معاہدہ ہے۔ یہاں سے میرے گلاس  
میں دوبارہ وہی اڈا لیں دی۔  
نئی ڈوڑی زارہ دکھائی تھی۔ یہ ڈوڑی پھر وہی اڈا لیں جس قدر  
گلاس میں تھی کہیں بیان نہیں کر سکتا۔ میں مسافروں کے ساتھ گفتگو  
کر کے اس میں سادہ مائل کرنا چاہتا تھا۔

جہاز نکلتی ہی پہنچ گیا۔ باب میری خواہش پر رخصتی ہوئی اور  
اوپر کی اب میں بدلتے کے طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اس لیے  
مجھے نے کیا کیا میں اپنے دوسرے ساتھیوں کا ساتھ دیا اور یہاں  
کی بعض گاہروں سے ملنے افتادہ ہوا۔ قہار میں ہارا تھا ایک ماہ  
دس دن رہا۔ یہاں سے میرا پرگرام ختم ہوا۔ جہاز کا کام شروع  
ہو گیا۔ یہ جہاز لاڈ اور سازگار اور ہر طرح کی کامیابیوں کا تال تھا۔ یہاں  
کے لوگ اتر گئے تھے اور نئی جہاز شروع ہوئی تھی۔ کنگس کارڈ  
پہرے پاس ہی تھے اور میں مسافروں کو معلومات فراہم کر رہا تھا۔  
ساتھ ساتھ ہی ایک خاتون کے کاغذات میں کوئی نوٹ بھی اور

وہ بے چاری بہت گہرائی کوئی مٹی میرے روایتی لباس میں طہری  
یہ صورت باز کی طرح چمکیا کبھی سوئی منزل میں ہوئی۔ دن مسافر تھیں  
لا حامل تھا۔ وہ قامت مناسبت اور سب سے مدد میں تھا۔ سیاہ لٹا  
کے عجیبے رنگ کی پریشان آنکھیں۔ عجیبے سرخیز تھیں۔ میں تکیہ لے  
کے لیے ان آنکھوں میں گھور کر رہ گیا۔

مجھے بتا گیا ہے کہ میرے کاغذات درست نہیں۔ وقت  
بالکل نہیں ہے۔ اگر میں اس جہاز سے روانہ ہو مٹی تو میرے لیے بڑی  
مشکلات پڑیں گی۔ اس نے عاجزی سے کہا۔  
تکیہ ہے۔ آپ بدلنے کا کاغذات درست ہو جائیں  
گئے۔ میں نے جواب دیا اور وہ اپنے میں روٹ گیا۔ میرے اس کی آنکھوں  
سے غمناک کے جذبات جھلکنے لگے۔ اس نے ان غصہ آنکھوں  
سے میرا شکریہ ادا کیا۔ اور اندر چلی گئی۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو محکم  
دیا کہ اس کے کاغذات کی غواہی درست کر لی جاوے۔

تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی ضروریات میں گم ہو گیا اور  
اسے غفلت میں گیا۔ تمام ضروریاتوں سے فراغت حاصل کھاتے کے بعد  
جہاز سے نکلنا چاہیے۔ کہیں ایک ناز کی حیثیت سے میں نے جہاز  
کے اندر آگے کے بعد کبڑوں کی چٹنگ شروع کر دی۔  
فرسٹ کلاس کے ایک کہیں پر میں نے دس گھنٹے کی قوت سے  
ایک نر کا ڈانڈا لے لیا۔

آج ماڈ۔ اور میں کہیں کا دوروازہ دھکیل دیا اور اندر اقل  
ہو گیا۔ میں نے اپنی میں طہری ایک خاتون کی طرف رخ کر کے وہی  
گڑائی میں مصروف تھی مجھے دیکھ کر انہوں نے نکلیں اٹھائیں اور  
میرے دہن کو ایک جھٹکا مارا۔ خدو خال تو میں نہیں پہچان سکا  
تھا۔ لیکن یہ آنکھیں سرزمین میں میری پھر رادہ ستائیں ان آنکھوں  
میں کئی بوئی تھیں۔ میں غلامان آنکھوں کو قبول نہ کر سکتا تھا۔ یہ وہی  
خاتون تھیں جن کے کاغذات میں نے درست کر دیے تھے۔

انہوں نے بھی مجھے پہچان دیا تھا۔ اسے آپ۔ وہ جلدی  
سے رسالہ رکھ کر لیں۔ تشریف لائے۔  
میں بھی ہنسی لیا۔ مجھے اپنی ڈوڑی یاد آگئی۔  
"آئیے نا۔ آپ رنگ کیوں گئے؟  
"صاف کیسے؟ میں۔۔۔  
"صاف کر دیا۔ تشریف لائے۔ اس نے شروع لہجے میں

میری بات کاٹ دی۔  
کبڈوں کی دیکھ بھال میری ذمہ داری ہے مجھے تو علم بھی  
نہیں تھا کہ آپ اس کہیں میں موجود ہیں۔

پہلے ہی میں یوں کہ آپ مجھے تھوڑے کرستے ہوئے بیان تک  
نہیں آئے لیکن تشریف تو لائے۔

آپ کو یہاں کوئی تعلیم تو نہیں ہے؟ میں  
نہیں لارو بازی اعزاز میں ہوں۔ وہ خوش مزاجی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔  
لیکن مجھے اپنی اوقات یاد رکھنی تھیں۔ اور میری روم یا سوئم کلاس  
کی مسافر تھیں بلکہ فرسٹ کلاس کی مسافر تھیں۔ دو۔ بیٹنا مسابقت  
ہوئی اس کے کاغذات کی درستگی میں سے کسی خاص قسم کے وقت  
نہیں گزرائی تھی۔ اب اس بات کا اعتراف کے لیے نہ رہوں گا کہ اس کی  
توجہ آنکھوں نے مجھ سے ایک لمحے میں سب کچھ کر لیا تھا۔ ہر طرح  
میں آگے بڑھا۔ اس نے مجھے بیٹھنے کے لیے کہا تو میں بیٹھ گیا۔ وہ  
مسکرائی تھی کہ میں نے مجھے دیکھ کر ہی تھی۔ میرے پاس تھا۔

میں اپنا سوال پھر دہرائی گا خاتون کوئی تعلیم تو  
تھیں ہے آپ کو؟

تھے۔ اس نے شروع مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔  
"میں خزانے میں ہر خدمت کے لیے مائل ہوں۔"

میں نے کہا آپ میری تعلیم تو مختلف قسم کی ہے۔  
وہ شرارت آمیز انداز میں ہنسی پڑی۔ میں نے ابھی تک خود کو سیر  
ہی نہ کیا تھا۔ لیکن ایک لمحے میں مسکراہٹ میرے ہونٹوں پر چلی آگئی۔  
"میں آپ کی تمام تعلیموں کو یاد کر کے دے دوں گا۔  
میں تباہی کی تعلیم کا شکار ہوں دیکھئے آپ۔ بریت  
ہو رہی ہے مجھے۔ یہ چند سالے میں میرے پاس جو میرا ساتھ ہے  
یہ ہے درنہ۔"

آپ اتنی بڑی بڑی نئی آپ کو اور رسالے ہتھیاروں  
کا۔ جہاز کی ہتھیاری میں ہر طرح کے رسالے موجود ہیں۔

رسالے بولے ہیں۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔  
"میں ہاں۔ یہ کی تو ہے ان میں۔"

کیا آپ یہ کی پورا نہیں کر سکتے؟  
میں نے کہا میں کر دیتی خاتون۔ ملازم آدمی ہوں۔ دیے آپ

مجھے جب بھی طلب فرمائیں گی میں ملازم ہر جاؤں گا۔  
"مجھے آپ کی طلب تو اس وقت بھی ہے مجھے۔ سو رہی

مٹی کو لائی ہیں۔ لیکن تباہی پیٹنے میں کوئی نرا نہیں۔ جب  
جتائے آپ میری شکل کس طرح لیں گے؟

میں نے کہا آپ کے ہاتھ کے لوگ موجود ہیں۔ شاہ کو سی  
کلب کی تقریبات شروع ہو جائی ہیں۔ آپ کو ان تقریبات میں

نظر آئے گا۔ میں نے کہا اور وہ ایک مسمومہ ہر گئی۔

اس کے چہرے کی شرم مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔ پھر اس نے  
مجھ کو گئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ اس وقت تمام ضروریات موجود  
ہیں اگر کوئی تعلیم ہوئی تو آپ کو اطلاع کرادی جاوے گی۔"  
یہ کہہ کر اس نے پھر رانا اٹھا دیا۔ میں ایک لمحے کے لیے ساکت  
رہ گیا تھا۔ ہمارا ملک کا انداز تمام کہیں میں کیا کرتا۔ اس انداز کی  
تبدیلی کیسے کی جا سکتی تھی۔ زمانے کیوں وہ مجھے اس قدر گلاس  
ڈال رہی تھی۔ کیا رت اس لیے کہ میں نے اس کا ایک جھوٹا سا  
کام کر دیا۔ ایک لمحے کے لیے میں مذہب کا شکار رہا۔ اس نے  
دوبارہ میری طرف رخ کر لیا تھا۔ میں رسالے میں مصروف  
رہی اور میں آہستہ قدموں سے باہر آ گیا۔

دوسرے کہیں میں داخل ہوا اور پھر میرے اندر چھوٹے  
میں اور پھر چند لمحات کے بعد میں اس کی اس کیفیت کو قبول چکا

تھا۔ مسافر ہوتے ہی ہر طرح کے مسافر ہوتے ہیں۔ ہر چیز کو وہ  
صحت میں۔ وہی کوئی کوئی کوئی کرنے والی تھی۔ لیکن مجھے یہ نہیں

پہچان پاتے تھے۔ تھا کہ چند دن پہلے میں صرف ایک غلامی تھا۔ جہاز  
کا فرش صاف کرنے والا اور اس کے دوسرے کاموں کی نگرانی

کرتے والا۔ لیکن کتنا ہی ہر بات نے مجھے یہ کیفیت بخشنی دی  
تھی۔ اور میں اس کیفیت سے کوئی ناچار ناگوار نہیں اٹھا جا رہا

تھا۔ اگر کسی مسافر نے میری بد نظری کی شکایت کر دی تو مجھے  
کہاں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ جب کہ وہ میرے سر

میرے سر کے لٹکا تھا۔ ٹیکہ ہے اس کی ناراضگی مناسبت ہے۔  
کوئی ایسی بات نہیں ہوئی چاہیے جو میرے لیے پریشان کن ہو۔

میں اپنے کاموں میں مصروف رہا۔ شام ہو گئی۔ رات کو میری  
ڈوڑی ختم ہو جائی تھی اور یہ ذمہ داری ایک دوسرے آدمی کو سونپ

دی جاتی تھی کہ وہ کبڈوں کی نگرانی کرے۔ میں نے اپنے کہیں  
میں آکر پاس و فریقہ بدل کیا اور پھر کلب کے لیے نکل آیا۔ زندگی

کی تقریبات میں اب مجھے دلچسپی ہو رہی تھی۔ ذہن سے  
دھمکد اور خرابیاں دور ہو گئیں تھیں جو اسے پرانہ دیکھے رہتی

تھیں۔ چنانچہ اب میں نے بھی کہ دوست بنائے تھے اور ان  
کے ساتھ جو کچھ ضروری بہت ہی بلا باکر تھا۔ اس وقت بھی میر

اپنے اپنے خاصے لباس میں ہوں کلب کے ہال میں داخل ہوا۔ میرے  
بہت سے ساتھی وہاں موجود تھے اور شاید میرا انتظار بھی کر رہے

تھے۔ ان میں سے دو ایک نے ہاتھ ملائے اور میں ان کی جانب



[illegible]

وہ لگا۔  
 سوچ فرمایا کہ میں نے کب کو کہیں اچھی حالت سے  
 واسطہ ملا ہے۔ خواہ لڑکا کس کے پیچھے لڑکھائی اور خود ہی باپ  
 کرنے لگا لیکن میں کب کرتا ہوں میں ضرور ذہنی الجھن کا شکار  
 ہوں ایک اہم مقصد کے لیے ذہن کو اتنی صحت، صبر و سحر و تربیت  
 مزید صحت کا شکار ہو گئی۔ اگر مقصد حاصل ہو گیا تو ہلکے ذہن کا  
 خوشامد باقی ہو چکی ہوگا۔ اسی جگہ مغربی میں سمندری سفر کا ارادہ  
 کرنا پورا ہو کر لوگ میری فکر میں آئے۔ وہ یقیناً بڑا جوانی سفر شروع  
 کر رہے ہوں گے لیکن میں نے اس لیے دھوکہ دینے کے لیے بڑی سزا کا  
 فیصلہ کیا۔ قرعہ بیکر تھائی کر میرے سفر کے کاغذات اسی جگہ  
 مغربی میں درست نہ ہونے کے اور میں بڑی کمزوری کا شکار تھی کہ اگر  
 مجھے جہاز میں سوار کر دیا جائے تو میرا لہجہ نہ ہوگا۔ ایسے وقت میں  
 آپ نے میری فکر پر مدد کی اور میں دوسری سے کہی اس سے میں  
 بہت متاثر ہوئی ہوں۔  
 "میں آپ کا نام فریڈرک جی ڈسکاٹافون" میں نے کہا۔  
 "اور۔ یقیناً آپ جیسے معروف لوگ ہزاروں خواندہ  
 معززات سے منسلک رہتے ہوں گے۔ ان رعایت میں مجھ کو  
 کو کسی سفر نامہ کتاب کو کبھی یاد رہ سکتا ہے۔ مگر آپ  
 نے میرے کاغذات لیے تھے۔" اس نے کہا اور میں ایک کام شروع کیا  
 "سوری اور دی سوری۔ سارہ شاکلی" میں نے جواب  
 دیا۔ اور وہ مسکرائی۔  
 "ابھی میری خوش فہمی تھی کہ آپ نے میرا نام یاد رکھا۔"  
 "خاتون" آپ نے مجھے اپنی اہمیت سے لالچ دیا اور  
 میں خواہ لڑکا آپ سے ہٹے کھٹ بڑا ہمارا ہوں میں پوچھ سکتا  
 ہوں۔ یہ کیا حالت تھی بن کا آپ کا شکار نہیں ہے۔ میرے اس  
 سوال پر اس کے پرے پر گہری توجہ کی چھائی۔ مجھ پر حریفی  
 کے کہہ رہی۔  
 "یقیناً کریں بار صاحب وہ رعایت خود میرے پر کرنا  
 نہیں تھی۔ اگر میں پہلے سے اس کے بارے میں جانتی ہوتی تو شاید اتنی  
 پریشانی نہ ہوتی۔ میں ہوں کہیں کہ پڑا ہوا لوگ میرے پیچھے سے  
 چھوٹتے۔ وہ مجھے کیا نصیحتیں پہنچا رہا ہے۔ اور کون  
 کی کاظم مجھے نہیں ہو سکتا۔ میں اب بھی اس سے متاثر ہوں لیکن  
 میں کہہ رہی ہوں کہ وہ عجیب ہیں۔  
 میں کہہ رہی ہوں کہ رعایت کے بارے میں وہ مجھے کہہ رہا تھا  
 جانتی تھی۔ چنانچہ اس سے زیادہ وہ جانتا تھا۔ حق یہ ہے کہ

[illegible]

شاہد آپ اور دست کہیں ہوں، میں نے ٹلنے والے  
انداز میں کہا اور وہ بھی اٹھلا گا، یہی خاموش ہو گئی، اس کی  
آنکھوں سے یوں ٹپکتا تھا جیسے وہ اندر سے کچھ ٹوٹنا چاہتی  
ہو۔ وہ یہ جھٹکنے کی خواہش بھی کر میں، کوئی ہوں، لیکن میں نے  
اس احتیاج کی قدر دی کہ وہ پامال نہیں کیا اور اس کے بائیں میں کڑبہ  
نہیں کی تھی۔ جو سناٹے کی طرف بھی جھکی جاتی تھی تو وہ بھی اس  
میں پیچھے کیوں رہتی۔ رات کے اچھڑاؤ میں وہ سب سے اعلیٰ میں  
تھے اس کے کہیں تک چھوڑنے کی اور کہیں میں داخل ہوتے  
وقت اس نے منگوائی، ملاہوں سے مجھے دیکھ کر ان آنکھوں میں  
ایک ایسی حیرت انگیز کیفیت تھی کہ میرا دل ڈال ڈال کر ہونے لگا۔  
میرا وہی ایک لمحہ کو غریب غریب خواہشات کا مسکن بن گیا۔  
لیکن میں نے خود کو سنبھال لیا۔  
”خدا حافظ۔“ میں کہتا ہوں کہ بولا۔ وہ چند لمحوں کے  
دیکھ کر وہی ہیر کران جھٹک کر رہی۔  
”خدا حافظ۔“ اس نے کہیں میں داخل ہو کر مدد فرماد  
کر لیا۔  
اس رات میں کسی حد تک بے چین رہا، چند طویل عرصے  
کے بعد میرے دل میں ایک بے چینی کا پیدا ہوا تھا۔ دور  
اس دور میں میں نے اپنے ذہنی کو تمام اطمینان سے آزاد کر لیا تھا۔  
اور اپنے طور پر ایک کٹاؤ نڈل کا آغاز کر دیا تھا۔ جس سے منسلک  
کر لیا تھا کہ اپنی اس حق کو قبول جاؤں گا۔ جب تک کہ چاہوں  
جاؤں پر رہوں گا۔ اور جب غیبت میں کسی کو کسی ایک میں نہیں  
جاؤں گا۔ جو میرے پیچھے نہ آؤں گے کہ بے زیادہ مشکل کام نہ  
ہوتا۔ لیکن یہ لڑائی یہ عورت ایک ایسی شعلہ میرے گرد میں  
بہا کر گئی تھی۔ جو اس سے چھلکے میں نے صوفی نہیں کی۔  
یہ شعلہ ان کی تھی۔ دل میں ایک جھلکی تھی کہ جب وہی تھی۔  
حالانکہ ان کلمات میں بہت اس کے زور تھا تھا۔ اپنی عظمت  
سزا دہری مصنفیت میں کوئی ایسی خبری نہیں سہی تھی۔ جس  
سے میں اپنے آپ کو عالم سازوں سے متاثر نہ کر سکے لیکن۔  
لیکن اس وقت۔ اس وقت میں نے گردن جھٹک کر سونے  
کی کوشش کی۔ تمام خیالات کو دھیس سے جھٹک دیا اس کے  
باوجود بہت دیر سے نیند آئی۔  
دوسرے صبح صبح بھر میں تھی۔ سارا شمالی لمحے یاد  
میں لکھا میرے کوشش کی تھی کہ خود کو ساہنائی کے غلاف  
کا گرفت سے صوفی آنکھوں اور اچھی آنکھ میں اس کے کما جاب







جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔

ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو انہوں نے کیسے کر دیتا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔

جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔

جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔  
جیسے کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بڑا ہی عجیب ہے کہ اس نے بولب  
کاڑے سے مارا تھا۔ اس کے بعد تو وہیں کے صحت  
سمجھ گیا۔







[illegible]

میں ارمان بھری تھی۔ یوں ہی میری طرزِ فکر میں غامضی ہو چکی تھی اور اتفاقاً جب کہ میری شادی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔  
والدِ اب کے جویشن میرے پیر کیا تھا۔ اس کی ایک کام دہی کے لیے میں نے دین سے شادی کا خیال ہی نکال دیا تھا۔ اور میں نے اپنی زندگی مسلمان کے لیے وقف کر دی۔ اس کا سارا کاروبار بھی مجھے ہی سنبھالنا پڑا ہے۔۔۔ اس کی پرورش کی ضرورت بھی مجھ پر ہی رہا ہے۔ میں فلپائن بھی اسی سلسلے میں گئی تھی۔ اور سیال بھی کچھ بڑا اور دشمن سے واسطہ پڑا۔ بنائے وہ مجھ سے کیا چاہتے تھے۔ لیکن بیت سلسلے میں تھکی گھس کر رہی تھی۔ ابراہیم میرا دل چاہتا تھا کہ میں گھر کے لوگوں کے ساتھ گزار دوں۔ فلپائن سے واپس آئے سوئے فرم بیت ہی فرم تھی اور پھر فرم مجھے نظر

سادہ نئے اسکا باغچہ میرے باغ میں ٹینٹہ پر کے ٹیلف  
آواز میں کہا۔ "نندہ پر کے ٹیلف لڑکھو پر سننے ہیں۔ تم میری زندگی



ہوئے۔ یہ نقش ایک تحریر تھے۔ لیکن میں اس تحریر سے ناواقف تھا۔ ہونے کے مندوق کو کھولا گیا تو سب سے اوپر ایک لفظ نظر آیا میں پڑھ لکھا تھا۔

مسلمان کے لیے اس کے والد کا شان کی جانب سے مسلمان نے نفاذ نکال دیا۔ اور اسے میری طرف بڑھا کر ہونے کہا۔ آپ اسے کھولے پڑھیں۔

نہیں بیٹے۔ یہ تیار اٹھ سبہ۔ میں نے کانٹھ کی آواز میں کہا۔ اور شان خشک ہونے پر زبان بھر کر نفاذ چاک کر کے لگا۔ اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ میں بھری محسوس کر رہا تھا وہ جوان تھا گھبراہٹ اور ایک ایسے انوکھے زمانے واقف ہونے جا رہا تھا جس کا تعلق اسکی ذات سے تھا آخر کا نشان نے کونسا راز اس مندوق میں محفل کیا ہے۔ بالآخر لفظ چاک ہوا۔ اور ایک کاغذ اس سے برآمد ہوا جس پر عربی زبان میں ایک طویل تحریر تھی۔

مسلمان نے میری طرف دیکھا۔ اور میں نے بڑے خلوص سے کہا یہ عزیز از جان۔ یہ سب کچھ میرے پاس میری بیوی اور بھتیجی انا بیق سارا شان کی امانت تھا۔ اور سارا شان اسے قسادی امانت بتاتی تھی۔ اس نے مجھے تیار سے بارے میں بتایا تھا کہ قسادی کے آقا زادے جو۔ اور اور اس کے یعنی سارا شان کے والد تیار سے ملازم و مستطعم کے خادم تھے۔ اس لحاظ سے اگر صداقت سے پرکھا جائے تو میری قسادی امانت کا کیونکر یہ دولت جس کے ہاں پر میرا پتہ تلخ یعنی کو حراؤش کر کے زندگی کا طویل عمر عیش و عشرت سے گزارا ہے میری اپنی کمالی ہوئی نہیں ہے۔ اور کون جانتے ہو وہ شان یا اس کے والد کی بھی جو یا نہیں۔ لیکن یہ تیار کے والد نے تیار کی سرپرستی اور بھرتہ بھرتہ امانت کے لیے یہ دولت سارا شان کے والد کو بخش دی جو جس کام میں بھی مقدر و مقبرہ رہنا پڑا میں اسی حیثیت سے نوازا واقف ہوں۔ مجھے حکم دیا کہ میں اس تیار خاں سے باہر چلا جاؤں جو کہ یہ خط تیار سے خاندان کا ایک راز ہے اس لیے میرا واقف جو مزدوری نہیں ہے۔ تم بہ ایمان اسے پڑھو۔

مسلمان نے میرے انداز میں اٹھنے کا ارادہ محسوس کیا۔ اور میری طرف سے آگے بڑھ کر میرا دامن پکڑ لیا۔ میں نے چاہا کہ مجھے چھوڑ دے اور کسی نہ کہیں چلا جاتا ہوں۔ تو نام نہاد خاں نے اسے اور ان کا کوئی ثبوت میرے ہاتھ میں نہ دیا۔ اور راز کو بھی تو اب میرے آپس کے درمیان کوئی واسطی نہ رہی۔ اس لیے وہ گرم ہاتھوں میں لکھنات کو دلوں کے حلق

دکھ دیں۔ مجھے تو قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہوئی اور آپ ہیں کہ مجھے تنہا چھوڑے دے یہاں میں اس کی تحریر بہ آواز بلند پڑھتا ہوں۔ آپ بھی کشیں تاکہ حقیقت حال سے واقف ہو کر مجھے مشورے دیتے رہیں۔

اگر یہ تیار ہی خواہش ہے تو سرور چشم۔ میں نے گردن جھکادی۔ سفیان چند لمحوں کے بعد دیکھتا ہوا۔ پھر اس نے کہن سال کاغذ کی تہوں کو کھولا۔ اور اس کی تحریر پر نگاہ ڈالی۔

خود دیدہ مسلمان بن کا شان کے لیے۔ اگر موت اسے اس خط کے پڑھنے تک مہلت دے۔

عزیز از جان

اگر تیار ہی زندگی تم سے بے وفائی نہ کرے تو تم اس خط کے کھولنے کے وقت بفضلِ بچیس سال کے ہو چکے ہو گے۔ اور میں میری یہ گوشت و پیاں سنو سنو کے نیچے پڑی ہوں گی۔ میرے ششما میری شکل بھول گئے ہوں گے۔ میرے دم نے میرے دھڑکا اس طرح ڈھکا ہو گا کہ اب میرا تصور بھی کسی کے دل میں رہ نہ ہو گا۔

یہ خط ایک طویل عمر کے بعد میری یاد کے زہریلے تلو کو دے گا۔ ہر گاہ کہ میں جانتا ہوں کہ تم تو میرے شکل و آستان بھی نہ جو گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تیار تصور میری بہت سی شکلیں تراشے گا۔

گو میں مرجھا ہوں اور اہل دنیا نے مجھے بھلا دیا ہے مگر کون جانتے موت کے بعد بھی میرا کوئی تعلق تیار ہی اس دنیا سے ہو کر رہے گا۔ میری تیار ہی مانند زندگی کا ایک طویل عمر اس عالم رنگ و بو میں گزار چکا ہوں اور مجھے بھی اس سے محبت تھی۔ لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جس وقت یہ خط تمہارے ہاتھ میں ہو گا۔ میری روح تمہارے پاس ہو گی۔ مجھے محسوس کرنا میرے عکس کہ اپنی تیار جاننا تم مجھے پاؤ۔ لو۔ گے۔

مسلمان کی آواز پھٹنے لگی۔ اور میں چونک پڑا۔ مسلمان کے الفاظ مجھے بھی اتنی ہی متاثر کر رہے تھے جتنا مسلمان کو۔ دفعتاً ضمیرِ عجیب کی سرسراہٹ ابھری۔ غشبوؤں کے چھلکے اٹھنے لگے۔ جن کو سردی کا احساس ہونے لگا۔ یہ تبدیلی وہم و گم میں تھی۔ میں نے مسلمان کو کہہ دیا کہ محسوس کیا۔ وہ ہراساں نہ ہوا۔ یہ دھڑکا ہوا مرد دیکھ رہا تھا اور جبرائیل نے مجھے دیکھا۔

میں نے اپنا سر داتا اس کے شانے پر رکھ دیا۔ میں نے ہاتھ میری تیار کی کپکپاہٹ میں رکھے تھے۔ ایک کہہ گئے مسلمان۔ پڑھتے

آپ کا ہاتھ کتنا سرد ہو رہا ہے باز چھو۔ مسلمان نے میرے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ اور میں نے جلدی سے اس کے شانے پر سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا تاکہ اسے میری کمزوری کا احساس نہ ہو۔ میں جو کچھ محسوس کر رہا تھا وہ اس خط کے الفاظ کی روشنی میں تھا۔ اور حقیقت اس تیار خانے میں اس وقت غبانے کس کس کا سیر تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دور دوری میں مدوزی کھل رہے ہوں اور ان سے عجیب عجیب شکلیں باہر جھانک رہی ہوں۔ قدیم ترین شکلیں جن کے نقش و صورت کے باشندوں جیسے تھے۔ ایسے نقوش جو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھے تھے۔ ساری کی ساری شکلیں اجنبی تھیں اور میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ میرے ششما ہیں۔ میں نے اپنی اس کیفیت کا اظہار مسلمان پر نہیں کیا۔ کیونکہ بہر طور وہ بچہ تھا۔ اور خورہ ہو سکتا تھا۔ لیکن خط کے آخری الفاظ نے اسے بھی متاثر کر دیا تھا۔ میں نے اس کے شانے کو چھو دیا اور ایک بار پھر اس سے کہا۔

یہ خط تیار کی کمر مسلمان۔ یہ تیار کے والد کی تحریر ہے تیار نے میرے دوسرے تمام احساسات کو ذہن سے نکال دیا۔ مسلمان نے خشک ہو سنو سنو پڑا۔ لیکن میری جانب دیکھ کر ہاتھ بڑھا۔ خط کی جانب متوجہ ہو گیا۔ پھر اس کی سرور اور کپکپاہٹ کی آواز ابھری۔

قیس قریح

- ☆ تیار ایک بڑے غار میں رہتا تھا۔ وہ غار بڑا بڑا تھا۔
- ☆ اس غار کے اندر دو سنگریز ایک بڑے غار کے ساتھ تھے۔
- ☆ کوئی بھی ان ملک کی حد میں داخل ہونے سے منع نہ تھا۔
- ☆ تیار کی اور کائنات کا بسوا اصل ہے۔ کوئی غبار ایک ایک ہی پانی میں وہ پانی نہیں نکلتا۔
- ☆ اور جو کہنے میں کہنے سے ان کو سب کے ساتھ ڈال دیا جاتا ہے۔
- ☆ کچھ حلال لہذاں سے غایت و انتہا میں سے محبت ہے۔
- ☆ اور قتل و غارت گری کے کام میں اور نا امانی کے لیے۔
- ☆ انہیں غارت کر دیا۔ یہ کہہ کر ہی کے گروہ کی عورت حامل اس ضعیف پسند تھی۔
- ☆ اس گروہ سے ہاتھ پیرائے گئے۔ ان کے ساتھ کچھ بچے



• سرزمین مصر میں تہوار اقامت ایک طویل ترین قیام کے طور پر ہے۔ تہوار میں نہیں ہیں آباد تھیں اور شاید تھیں اس بات پر حیرت ہو کہ تم دنیا بھر کی قدیم ترین نسلوں میں سے ایک کے جاگیریں جو جنس لائق دقت کا سامان کو تہوار سے مورث الٰہی تقریباً ستر ہزار ہشت میں مصر کے مذہبی معتقد اور روحانی انسل تھے۔ یہ نسل انسل در نسل چلتی رہی اور تاریخ میں اس کی کہانیاں درج ہیں۔ بتائیں کہ فرعون راجوں کے دور کا واقعہ ہے جس کو میں مجسمہ درج کروں گا۔ یہ قیاسی اپنی ذات کی شناخت ہوئے، یہ واقعہ میں نے قلم میں مصری زبان سے تحریر کیا ہے جو اس دور میں رائج نہیں ہے، لیکن اگر میرے قلم دوست بھی تہوار سے آگاہ تھے تو انہیں بھی تعلیم دلائی ہے جو میری خواہش کے مطابق ہے تو شاید تم یہ تحریر ان پر سیدہ اراقی میں پڑھو جو اس مندرجہ میں ہماری قدیم ترین روایات کے مطابق محفوظ ہے۔ مصر کی تاریخ بہت قدیم ہے پندرہویں اور سولہویں خاندان کے ماتحت سولہ سو اسی منسلک تہوار میں مصری معراجی فاعلوں کے قبضے میں رہا، جنہیں کہیں کہا جاتا ہے یہ غلابا فلسطین اور ایشیائے کوچک سے آئے ہوئے لوگ تھے۔ مسترحوان خاندان مصری تھا جس نے کہیں کو باہر نکالا اور نئی حکومت قائم کی۔ یہ حکومت سنہ 1599 قبل مسیح تک قائم رہی۔ تہوار میں ثالث اتحادیوں خاندان کا بادشاہ تھا جس نے فلسطین فلسطین اور سام فتح کر لئے۔ لیکن بعد کے فراعظہ ایشیائی معیوضات کو بیٹھے اور ایک بار پھر مصر پر اہمیں کا تسلط ہو گیا۔ ہمارا اور چھ سو سالوں کا اثر سے شروع ہوا اور اس کے بعد جو ملے ہیں تک فرعون کا اقتدار قائم رہا۔ قدیم مصری تہذیب کے مطابق فرعون کو لائق اور اختیارات حاصل تھے جیسا کہ لکھنؤ کا انور مقدم رہنا تھا۔ عالیشان مقبرے اور حوض شہرہ بدن محفوظ کر دیے جاتے تھے جنہیں اہرام کہا جاتا ہے۔ جسم درج کا ایک تصور تھا جسے سامنے مقبضہ یہ تھا کہ جسم ایک منہ ہے جسے کاہن کہتے ہیں زندگی مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے اور "کاہن" خیر خالی ہے۔

کاہن اجداد کے مزاران نے لیکن فرعون کی حکومت سے ان کا بار راست تعلق ہونا تھا۔ اور انہیں بادشاہ وقت کی مانند اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ راجوں چھ سو سالوں کا بیٹا تھا ایک ٹوٹا اور الٰہی اہولان جسے جو چھپن سے شبہا بیت جو فرعون کے اندس کا۔ اس راہ راہ تھا لیکن اس کا دل میں وہ شہزادی جاتی تھی لہذا تھا۔ جس کی لائق اور کثیر اس کی خدمات تھے۔ یہ مصری تہذیب اور ان کے درمیان کو خلی اور مستر

محسوس کرتا تھا۔ لیکن لوں ہوا کہ اس نے ایک بار عبادت کے دوران کاہن اعظم تہاسا کی بیٹی زیتھاکو دیکھا کہ حسن و جمال میں بیٹا اور آسمانوں سے اتاری ہوئی کوئی دیوی محسوس ہوتی تھی، یوں راجوں اس سے دل ہار گیا، کاہن اعظم کی مقدس بیٹی معبد کی من حسن بہاروں میں سے ایک تھی جن کی شادی کسی سے نہیں ہوتی اور جو تقدس کی بندوں کو چھوئی ہیں۔ یہ تقدس کا ہون کی ملکیت تھا اول تو ان کے خاندان میں شادیاں ہی بہت کم ہوتی تھیں لیکن اگر کوئی لڑکی پیدا ہوتی تو اسے کبھی کسی سے منسوب نہیں کیا جاتا تھا وہ کنواری ہی رہتی اور کنواری ہی مر جاتی تھی اس کی توجہ کو آہٹ کی بندوں پر صاف دیکھا جاسکتا تھا، سو کاہن اعظم تہاسا کی بیٹی بھی تقدس کے انہی مراحل سے گذر رہی تھی کہ راجوں کی نگاہ پڑی سرکش اور ہندی راجوں اس کی خلوتوں میں سب نے کی کوششیں کئے لگا، سو یہی ہوا کہ ایک بار اسے عبادت کے بعد اس کا موقع مل گیا، کیونکہ وہ عام لباس میں اور عام عبادت کرنے والوں کی مانند معبد میں پہنچا تھا۔ اور قطعی ان لوگوں میں نہیں شامل ہوا تھا جو شہزادگان یا عظیم المرتبت لوگوں میں شامل ہوتے تھے۔ یوں اس کی جانب توجہ نہ ہوئی کسی کی اور جب عبادت ختم ہوئی تو وہ ایک ایسی چٹو کی آڑ میں ہو گیا، جہاں سے واپسی پر اسے کوئی نہ دیکھ سکے، لیکن اس کا مقصد بھی تھا کہ جب ماحول سنان ہو جائے تو وہ نزدیک سے زیتھاک کی زیارت کرے۔

حسین زیتھاک معبد کی پہلی سرنگ کے آخری کمرے میں قیام پذیر تھی اور اس طرف کسی ذی روح کو داخل کی اجازت نہ تھی اس لئے ان خادماؤں کے جو زیتھاک کے لئے مخصوص تھیں۔ زیتھاک کا دیوانہ راجوں میں بکاؤں کی پروا نہ کرتے تھے سرنگ میں داخل ہو کر زیتھاک کے در پر پہنچ گیا۔ نوجوان لڑکی جو سرنگ اٹار رہی تھی اس سال سے گذر۔ یہی تھی مشرور

وہ گئی، ات جو تعلیمات دی گئی تھیں ان کے تحت کسی مرد کا سایہ تک اس کے لئے ناجائز تھا، لیکن راجوں کی مراد نہ عبادت اس کے بلند بالا انداز اس کی شرعی آنکھوں نے زیتھاک کو سکھ کر دیا۔ اس نے خادماؤں کو حکم دیا کہ سرنگ کے آخری حصے پر ٹھہریں اور یہ کسی کو نہ ظاہر ہونے دیں کہ وہ ہو، باہر سے نہ ہو۔ تھا۔ یوں پڑھائی ہوئی راجوں کے عشق کی اور اس کے بعد کشتہ طوفانی ہوئے تھیں۔

زیتھاک کے سینے میں محبت کا جوا لگی ہوئی تھی۔ پڑا ہوا تھا۔ تہا یوں اس ایک دوسرے کے ساتھی بن گئے اور میں نے ان میں دوستی کے ماحول طے ہوئے تھے۔

حسین زیتھاک حسن و جمال کا نمونہ تھی اور راجوں کا بلند و بالا قد۔ اس کی مردانہ وجاہت پورے مصر میں یکساں تھی اور خیال تھا یہ نام لوگوں کا کہ در فرعون میں اس سے خوبصورت نوجوان اس سے قبل نہیں پیدا ہوا۔

زیتھاک کو دی جاوے اس عبت کا جو اس کے سینے میں تھا۔ لیکن دونوں ہی جانتے تھے کہ فرعون کے مقدس مذہب کی روایات انہیں کبھی بچانے نہ دیں گی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا یہ عشق کاہنوں اور بادشاہوں کے درمیان چھپا کش کی بنیاد بن جائے۔

سو پھر یوں طے کیا انہوں نے کہ بہتر ہے کوئی رات مقرر کر لی جائے جب وہ اس کہیں گاہ سے نکلیں اور طویل و عریض زمین کے کسی ایسے گوشے میں پناہ لیں جہاں یہ روایات ان کا تقاب نہ کر سکیں۔

راجوں حکومت چھوٹنے کو تیار تھا اور زیتھاک اپنا تقدس سوچ رہی ہوا کہ وہ موقع کی تاک میں رہنے لگے اور راجوں نے معلوم کر لیا کہ ایک تنہا، لی جہاز بہت جلد بندر گاہ سے روانہ کرنے والا ہے، اس نے اپنے کچھ خاص غلاموں کی مدد سے دو ایسے افراد کا بند و بست اس جہاز میں کیا، جو خاموشی سے مصر سے نکل جانا چاہتے تھے، لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ دونوں کون ہیں، اور یوں ہوا کہ جب جہاز کی روانگی کی رات آئی تو زیتھاک نے اپنی کیزوں کو کسی کام سے بھیجا اور خود سرنگ سے باہر نکل کر اس جگہ پہنچ گئی جہاں راجوں اس کا انتظار کر رہا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ دونوں جہاز پہنچے اور جہاز نے اپنے نگر اٹھا دیئے، وہ ایک طویل سفر پر روانہ ہو گیا۔

جہاز کا راجوں نے ایسے انتظامات کئے تھے کہ جب تک جہاز کھینے عمدہ دن میں اور تک نہ پہنچ جائے کسی کو شبہ نہ ہو سکے کہ وہ اس جہاز سے فرار ہوا ہے۔

اور یہی ہوا۔ فرعون وقت کو پتہ بھی نہ چل سکا کہ راجوں جس سے غیر حاضر ہے۔ یہی کیفیت زیتھاک بھی ہوئی تھی اکثر وہ تنہا یوں میں ہی سہانے کے لئے اور تک نکل جاتی تھی پہاڑی ان دونوں کو مصر سے دور قلعے کا موقع مل گیا اور کوئی دشواری پیش نہ آئی انہیں اس سفر میں۔ لیکن اس وقت تک جب تک ایک حبیب سمد اس طرف انہیں نہ آیا۔

وہ ایک جہاز جس میں بے شمار افراد سوار تھے۔ طوفانی لہروں کی پیٹ میں تھی، اس کے باوجود جہاز نے مستحکم ہونے لگے

اور علی کے افراد زندگی اور موت کی کشمکش کا شکار ہونے لگے۔ ان کی ذمہ داری جہاز کو بچانا تھی، لیکن تقدیر اس کی تباہی تعین کر چکی تھی، ہواؤں کا طوفان، لہروں کا کھاکر، جہاز کو اس کی منزل سے ہٹاتے کئی دور لے گیا اور یہ اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ وہ خوفناک چٹانیں کب جہاز کے نزدیک آئیں گی، اس سیاہ سمندر میں سرسبز جہاز کھڑی خونی لگا ہوں سے اس جہاز کو دیکھ رہی تھیں۔

جہاز کسی ککر کی مانند ان چٹانوں سے ٹکرایا اور پاش پاش ہو گیا۔

انسانی خور ہواؤں کی آوازوں میں دب گیا، کسی کی آہ تک سنائی نہ دی، سمندر کی حبیب لہروں نے انسانی جاتوں کو اس بیا تھا لیکن قدرت کو ان دونوں کو بچانا مقصود تھا کہ ایک چور سے نکلے انہیں سختی سے چا لگایا۔

تفصیل اس جگہ کی یوں تھی کہ ریتلے ساحل دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور کھنے درختوں کے جھنڈا آپس میں اس طرح دست و دریاں کھڑے تھے جیسے کان سے کان ملنے سرگوشیاں کر رہے ہوں، ان کے درمیان ڈھلے ڈھلے سحر لسی مکڑیوں نے جانے تلے رکھے تھے اور ایسے زبردست تھے یہ جانے کر اٹنے والے مشرک لاجن کا توڑ کر ہی گیا۔ چڑیاں، فاختیاں اور دوسرے پرندے بھی ان جالوں میں پھنس کر اپنی جان نہیں بچا سکتے تھے۔ اور یہ خونی مکڑیاں آہ آہ میں اپنے شکار کو اس طرح چٹ کر جاتیں جیسے کسی اس کا وجود ہی نہ رہا ہو، ہاں چند چھوٹی چھوٹی بڑیاں ان جالوں میں انکی رہ جاتیں اور اپنے وجود کی کہانیاں سناتی رہتیں، اس خوفناک ماحول میں دونوں ایک دوسرے کی قربت میں آگے بڑھتے رہے اور پھر دہان کے سیاہ نام سنگ و پتھر لوگوں کے ہاتھ لگ گئے، جنہوں نے انہیں فیہ کر کے اپنی ملک کے پاس پہنچا دیا۔

دھتھیوں کی اس ملک کے بارے میں دھتھیوں کے درمیان





حرف طوع کی کہانیاں شہرہ تھیں، ان کا کہنا تھا کہ ان کی یہ عکس  
چلوانوں سے ملے ہوئے ہیں اور ہزاروں سال زندہ رہے گی، ہرگز  
کوہ سیاحانہ وحشیوں کے درمیان ہی لکھیں اس کے حسن و جمال  
کے بارے میں کاہن اعظم تباہی کی زندگی کے جو کچھ لکھا ہے ان  
عقائد کا صحیح ریکارڈ نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ تھا کہ یہ عکس عام طور  
پر لوگوں کے سامنے نہیں آتی تھی کہ وحشیوں میں اسے دیکھنے کی  
قابلیت نہ تھی۔

لیکن جب چاند اور سورج اور گیارہ چاند گزر چکے ہوتے تو  
ایک مدت وہ زلزلت کا وہ گھبراہٹ برپا ہوا کہ وہاں آتی اور وحشی  
اس کے حسن و جمال کی تاب نہ لے کر ہلکے پڑ جاتے۔ اس کا سارا وجود  
سیاحانہ رنگ کی ہالی میں لپٹا ہوتا تھا لیکن کیفیت یہ ہوتی کہ سیاحانہ  
جلال سے بھرا دور دورہ رنگ چمک چمک کر تمام عالم کو منور کر دیتا  
تھا۔ پھر یہ محسوس ہوتا جیسے روشن چاند پر تاریک تباہی ڈال دی گئی  
ہو، اس میں عین حیرت کو اس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور زمین  
کی اس خطے میں جہاں انسانی قدم شاذ ہی پہنچتے ہیں، وہ کچھ بھی  
اپنے انسانی جادو و جلال کے ساتھ بھگتا رہتا ہے۔ آسمانوں سے آتی  
ہوئی یہ ایسا لہر لہا کہ بہاؤ کا مجموعہ ہے۔ کہانیاں صرف وحشی  
دراختوں سے نہیں نکلتی ہیں جو محتاج کے فراہم کردہ تھے بلکہ بعض  
اور طریقہ سے جو مسرت کے اور دکھانے والے جس کی تفصیل  
تجربہ شدہ کسی معتمد، جلسے کی۔

حیرت انگیز اور اس پر... یہ مثال کہ انسانی آنکھ اس  
ظہیر نہ تھی۔ ایک ایک نقش و نگار کی جگہ مکمل یا قوت سے تیار  
ہوئی تھی سرنگ کی قوت کی چمک ان کے آگے مانند پڑ جاتے۔  
دھڑا لہے کہ ان کے لئے کوئی ایسی ہی ممکن نہ ہو، رنگ بوں،  
جیسے چاند پر روم جاتے ہو گئے، جن اتنا سڈول اتنا حسین رنگ  
میر کے مجھے اس کی چمکناہٹ اور تراش کے کنگے سرنگوں پر جاتیں  
پر حسن و جمال تو ان کی تھا کہ اسے دیکھ کر مر جانا چاہئے۔ ایسا کہ سامنے  
جیتے کا تصور بھی بے مقصد ہو جاتا تھا۔ اور خاص طور سے کسی مرد کے لئے  
لیکن راجہ جیو اس کا اثر نہ ہوا، کیونکہ وہ نہ تھا کہ ان کا تھا  
اور ان کے وہیں روحانی رشتے قائم ہو چکے تھے۔

نکلتے راجہ جیو کو اپنا حسن و جمال دکھایا۔ اور شاید اس بہت  
پر یہ انداز لگے کہ یہ حسین نوجوان اپنے حواس کیوں دکھو بیٹھا، اسے  
راجہ جیو کی یہ پہچان چاہی اور اس نے راجہ جیو کو حاصل کرنے کا ارادہ  
کیا لیکن یہ نہ کہ راجہ جیو اپنی محبت میں شک تھا۔ نہ تھا کہ اس نے  
تمام ملامت کو توڑ کر حاصل کیا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے اس  
اندہ لہجہ کے حکومت معرقتل چل رہی تھی ہے۔ کہ انہوں نے

شاہوں کے دربار میں ایسی چمکناہٹ پیدا ہو سکتی ہے، شاید  
تو نہ ہی جانتے ہوں ان تمام باتوں کو مگر نگاہ دیکھتے ہوئے وہ اپنے  
عہد پر قائم رہا اور جب ملکہ نے اپنی پرنسوں کو شہر کا ہت کے ساتھ  
اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ لئے نوجوان، پہاڑوں کی یہ عکس تیرا خیر مقدم کرتی تھی،  
تیری زندگی کی مناسبت دیتے ہوئے تھے یعنی وہ لگتی ہے کہ زندگی  
میں کس کے گا، تجھے موت نہ ہوگی اور تیرے ساتھ صدیاں گزریں  
میں ایسی شرط ہے کہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ تعلق کر دے۔  
جو میری لایعنی کی بنا پر تیری مالک بنی رہی ہے۔ ان میں سزا ہے  
اس کے لئے کہ تو اسے موت کے گھاٹ اتار دے اور میرا جان بچا  
راجہ جیو نے نہایت مناسبت سے ملکہ کو دیکھا اور اب  
سے لڑا۔

وہ جوان غلاؤں کی بھگوان بے شک تیرا حسن و جمال دیکھنے  
وہ گدا ہے، تیرے جیسی ایسا کہ تیرا انسانی ذہن میں یہ بھی نہ آیا  
ہوگا اور میں تاب نہیں رکھتا کہ تیرے... ہر رنگہ ہر محسوس  
زندہ تیری آخری محبت سے نہ پہنچ سکیں۔ میں نے اس سے پہلے  
کبھی کوئی ایسا... کے بعد کسی کو چاہوں گا۔ ان اور اب  
کے سلسلے میں جو نوجوان نہیں تھے، سو بہتر ہے کہ تو انہیں آزاد  
رہے۔ محسوس ہے کہ زندگی بسر کرنے کی اس... ت دے دی تیری  
زندگی پر۔

حسن و جمال کی قہقہہ، اپنے حسن کی تو میں برداشت نہ کر سکی  
یہ کہ ایک کام تھا اس کے لئے کہ راجہ جیو نے اس کے حسن و جمال کو دیکھ  
کر خوش و حواس نہ بکھو دیتے تھے، بلکہ وہ تو اس کی خود بہرہ گیری کی...  
پیشکش کو بھی شکر ادا تھا چنانچہ اس کا ذہن وحشی کا شکار ہو گیا۔ پھر  
اس نے سر دھجے میں کہا۔

وہ بہرہ گیری کیا ہے آئے والے نوجوان کو نے آج تاہم کی تو میں  
کی ہے، شاید ہی کبھی ہم نے کسی انسان کی آنکھ کی ہو لیکن جب یہ  
الفاظ جلدی زبان سے نکل گئے تو وہ تاراج ہو جانے چاہئیں تھے  
ہم نے تو سوچا تھا کہ یہ زندگی کا آغاز کر کے مجھے اپنا درمیان بھرتہ دیا  
لیکن یوں لگتا ہے کہ تیری روشن پیشانی کی گہرائیوں میں تاریکیاں چھپی  
ہوئی ہیں جو تیری تقدیر ہے، اور ان الفاظ کے بعد تیری زندگی بھلا  
کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟

اس کے ساتھ ہی اس نے سیاحانہ و نیریزہ برادر کو طلب کیا  
اور ان سے کہا کہ اس نوجوان کے بدن کے مساوات میں نیریزہ آثار دیتے  
جائیں، اس طرح نیریزہ کی آنکھوں سے اس کے بدن کو ڈھکا جائے کہ  
اس کا کوئی صحنہ نہ رہے۔

اور یہی ہوا، ایسا کہ حکم کی مہر پر تعمیل کی گئی، نہ تھا کہ  
سامنے اس کے محبوب کو قتل کر دیا گیا اور زندگی کا نور انہیں  
آسمان کو چھوٹے گئیں۔

تجربہ شدہ راجہ جیو کے بدن کو نیریزہ سے اس طرح ڈھکا  
کر وہ حقیقت اس کے خون کے آئینے بھی بن گئیں، نہ ہوئے اور اس  
کے بدن پر نیریزہ کا شہر آباد ہو گیا۔

وہ شہر کہ اس کی موت سے بھی یہی نہ ہوئی تو اس نے  
زندگی کا جانب دیکھا اور نیریزہ کی مہر میں پڑی۔

وہ آہ لے کر، موت تو ہی ہماری محبت کی تو میں بنی ہے اور یہ  
تو ہی ہے جس کی وجہ سے یہ حسین نوجوان موت کا شکار ہوا ہے، تو  
کیا تیری زندگی کسی طور ممکن ہے؟ نہیں، کبھی نہیں، تجھے اس سے  
بدترین موت کا شکار ہونا پڑے گا۔

اس نے اپنے آؤ میوں کو اشارہ کیا اور سیاحانہ وحشی رہتا کہ  
پھر کو ایک آتش کدے کے نزدیک لے گئے جو نہانے کے رہتے تھے۔  
آگ کے شعلوں کے قرب و دور کے تمام ماحول کو محسوس کر دیا  
تھا، اور زمین دور دور تک گرم تھی کہ اس پر پاؤں نہ رکھے جا سکیں  
لیکن پھر ایک سیاحانہ غامض نے چشم بھائی تو ان کا مالک تھا،  
ان لوگوں کو روک دیا اور ان سے کہہ رہا ہے کہ تمام وحشی بھگتے  
اور زندہ رہیں گے یہی رہ گئی۔

سو کھانہ مری ہو رہا جس کی آنکھوں میں شیطاں جا کر رہتا تھا  
زندہ کا لہجہ پڑ کر ایک بار پھر ملکہ کے روبرو لے آیا اور اس نے ملکہ  
سے کہا۔

یہ عظیم المرتبت، ہمیشہ زندہ رہنے والی تیری زندگی قائم ہے  
تیرا اقبال بلند ہے، تیرا روشن ہو رہی چاند اور سورج کی طرح دکھاتا ہے،  
یہ لڑکی حاملہ ہے اور یہ ایک ایسی روایت کو توڑنے کا باعث بنی ہے  
جو غریزی کی بنیاد ہے، اگرچہ اس سرزمین پر اس کا خون بہا دیا تو  
وہ روایت یہاں بھی قائم ہو جائے گی اور ہمیشہ یہاں خون بہتا رہے گا  
یہ عظیم ہی کہتا ہے اور یقیناً تو اس سے ناواقف نہ ہوگی، کسی مسلط  
عورت کو اس سرزمین پر قتل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صدیوں تک  
عورتوں کے ہاں سرزمین پر پیدا ہوں اور یوں جلدی نسل تہمتی چلی جائے  
یہ ایک بیماری ہے، بہت بڑی عظیم ملکہ اور اس بیماری کے لئے بہتر  
یہ ہے کہ اس سے یہاں سے نکال دیا جائے، سو یوں کیا جائے کہ راجہ جیو  
کے خون سے کافی ہوئی ایک لڑکی کے، دایاں خول کر کے اسے اس  
خول میں ڈھک دیا جائے اور پھر اس خول کو سمندر کے حوالے کر دیا جائے  
کہ تیز ہوائیں اسے دور لے جائیں اور کسی مناسب جگہ غرق ہو جائیں  
تیرا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور ہماری سرزمین دوست سے پاک ہو جائے گی؟

یہ بڑھا شخص شاید حسین ایسا کہ لئے کوئی نئی حیثیت  
رکھتا تھا اس نے روشنی کی بت میں لی اور حکم دیا کہ اس لڑکی کو کسی  
ایسی جگہ قید کر دیا جائے جہاں سے یہ نسل دیکھے، اس کے بعد رخت  
کے تے کا ڈال کے اسے اس میں بٹھا کر رو کر ڈھک دیا۔

سو یہی ہوا۔  
زندہ رہنے کے محبوب کی جدائی کے بعد زندگی کو خود پر گراں  
سمجھ رہی تھی، رخت کے تے کے خول کی کشتی بنا کر اس میں بٹھا  
سمندر پر دوڑی گئی، لیکن سمندر نے بھی اس کی موت قبول نہیں کی تھی  
پھر اس نے ایک تاراج کی ترتیب کے لئے لے جا رہی تھیں۔  
بھوک پیاسی عورت کو کچھ پتا نہیں تھا کہ کتنے دن اور کتنی راتیں وہ  
سمندر کے سینے پر گزرتی رہی ہے، اور کب رخت کا وہ تاراجی خشتی  
پر جا پڑا۔

لے جب ہوش آیا تو اس کے پہلو میں غلاطت میں لپٹا ہوا  
ایک حسین بچہ موجود تھا، زندہ تھا اسے دیکھا اور اس کے دل میں  
نئی زندگی جنم لینے لگی، اس نے زچہ گیری کے تمام لوازمات سے نوازا  
ہو کر بچے کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ ایک حسین لڑکا اس کے محبوب  
کی شکل تھا، اس کی ہر ہر تصویر اس کا شکل تھا۔ اس تصویر کو  
دیکھ کر زندہ تھا کہ دل میں نہانے کی کیا خیالات پروان چڑھتے تھے،  
اس کا ذہن انتقام کی آگ میں بھسک رہا تھا، وہ بے سہارا تھی،  
اگر اسے کسی کا سہارا حاصل ہوتا اور وہ وحشیوں کی ملکہ کو زندگی سے  
محروم کر سکتی تو اپنی جان کی قربانی پر اپنے محبوب کا انتقام لیتی لیکن  
جہاں اس کی نگاہوں میں تاریک تھا، کوئی کئی زریوار بھی نہ تھی جس  
سے سہارا لے کر وہ گھڑی ہو سکتی۔

اس نے مصر کی روایات کو توڑا تھا، اس کا ذہن عظیم کی عظمت کو  
واغدار کر دیا تھا، افروغ کی تقدیریں بھری روایات کو پاؤں کر دیا تھا  
مصر میں اس کے لئے کون سی جگہ تھی، لیکن اب یہ خاصا سادہ اسے  
اساس دلا تھا کہ اس کے انتقام کی کہانی آگے نہ بڑھے گی۔ اور اس  
نے اس وجود کو اپنا خون جگر ہلکا کر پڑا چھانا شروع کر دیا کہ اس  
کی آرزو کا رخت تھا۔

اور یہ رخت بڑھا چلا گیا۔ لیکن ابھی وہ عکس تیسری منزل  
میں تھا کہ ایک دفعتی جہاز اس عکس کے کنارے آگیا اور لوگوں نے  
اسے دیکھ لیا۔

ان میں وہ بھی تھے جو زندہ تھا کہ واقف تھے یعنی اسے کہیں  
عظیم کی بیٹی کی حیثیت سے جانتے تھے، انہوں نے زندہ کو مقدس  
جانتا، اس کے بچے کو اپنی تحویل میں لیا اور ان کا ساتھ مصر کی جانب  
برگیا۔



انتقام ہمارا مسک ہے تو اگر ہماری حدیں پڑتی ہوں تو  
خطہ کی منہ تو یہ تمام ہر طرف راستن طریقہ نہیں تھی  
تو دشمنوں کی اس سنی میں آج بھی وہ حکم کر رہے ہیں کہ ان کے ہاتھ  
ہم سے ہر غلطی مسک ہو رہا ہے۔

میں سے بچے۔ تہذیبی مہل کی موت کے بعد میری دنیا نہ  
 تم تک محدود رہی ہے۔ لیکن میں اسے چھوڑ نہیں سکا ہوں۔ اور  
 مجھے ہر دم یاد آتی ہے، مجھے شب ہے کہ شاید میں تمہاری زندگی کے  
 پچیسویں سال تک تمہارا ساتھ نہ دے سکوں، میں نہیں کہہ سکتا  
 کہ موت کس لمحے آؤ گی۔ اس لئے میں اپنا یہ خاندانی اہتمام نکال  
 منتقل کر رہا ہوں۔ میرا مقیم دار ست محمد پور کے محل میں ہے۔  
 تمہاری کھال کب تک اور تمہاری یادیں کی روشنی کی اور داری میں اس  
 کے شعلوں پر جلی رہے گی۔ میں نے اسے وصیت کر دی ہے کہ وہ  
 کس محل میں تھیں علم دفن سے آگاہ کرے گا اور کس محل میں تمہیں اس  
 قلم سے ملے گا تم اپنے اجداد کی پیروی کر سکو۔ میں ان حقیقتیں کو چھوڑ  
 کرنے کے بعد اپنے فرائض سے سنبھلے گا۔ میں بڑھ چکا ہوں۔ اگرچہ میں  
 چکا چوں کہ میرے ساتھ تھے تمام اوقات خیر میں جا چکے ہیں۔  
 لیکن تم جو میں پرورد تمہارے ساتھ تمہارے خیر اور میرے دل کی چرانی  
 بھی ہے، اس لئے میں تم پر بھی بھروسہ کرتا ہوں اور وہ خاندانی اہتمام  
 تمہارے لئے رکھ رکھا ہے جو ہر بار سال سے ہمارے آج کے اجداد کا ورثہ  
 چلی آ رہی ہے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ اپنے فرائض کو پورا کرنا اور ممکن  
 ہو تو اپنے اجداد کی وصیت پوری کرنا۔ اور جو ثبات عالم کی میری گزارش  
 اگر وہ ذکر اس وقت میں نہیں اس لئے مجھ پر نہیں کہیں جو میرے جانت  
 اجداد کسی کو میری کرنے کے لئے زندہ نہیں رہتے تھے۔ تم اگر ابھر جب از  
 چاہو تو میرے قبائے واسطے زندہ ہو کر پہنچاؤ گے۔ میں اور تم کہتے  
 صحت یکساں فرمیں کبھی کبھو نویں تم منصف ہے کہ ان تمام غریبوں کی صف  
 کو اور اپنی نسل ہے۔ یہ وصیت میرے لئے ہے۔ میں اب میرے نزدیک  
 اپنی اور اپنی اس سے جدا انسان اور کوئی نہیں ہوگا۔ تمہارا  
 خدا تمہارا اور دعا رکھتا ہے۔

نہایت پرانی  
شکستہ

الحنبلیہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک بار اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی موت کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[illegible][illegible][illegible]

میت داتے قحاست کا چشما پاتا با تھا عجب جہنے  
 کی کیا خوبصورتی داتے ہی دمی پڑتے پتیا کیا والد کے  
 تھن کے بعد کیا نام اس کے بل کیا عید دات اس حد جی  
 و گرن فضا پر ہی کی اتوری ہم کے لئے کلا پتہ میں نے  
 کے کی کو کب نہیں کی دتہ ختم چھاتہ دغانہ بلکہ کلا  
 و قحاست کے کرمی سرگرمی جو کلا میں نے علم و شایہ  
 لکھ خود اس نقشہ کی دتہ اس حد کے کہ جہنم میں پتیا  
 دتہ کی پتیا لیکن غور اس نام چھتہ

[illegible]

خاموش ہو کر میکانیکی درنگ ایک شفق سستہ بہت کا احساس  
 ہو چھین محسوس ہوا جیسے کہ نہ نزدیک ہی کوئی نور بھی جیسا  
 یہ دامن کشد اب جو واقعات ہوتے ہیں، بائیں طرف، عقب میں،  
 سامنے پھوٹتے ہیں، غصے کی جھلکیاں جیسے محسوس ہوتے تھے، غیر  
 مرئی انسانیت کے جسموں کی سرسبز بات کوئی جاسکتی تھی، لیکن جیسے  
 دیکھنا نہیں چاہتا تھا اس طرف کا احساس اب بھی ہے اب میں  
 جاگزیں تھا اور وہ خوشی اب بھی خفا میں چھل پرتی تھی،  
 مطلق نکلنے، بند کر کے خدائے میں، تھے تو نہ تھیں تھے اپنا  
 تہہ خنی جانتے، بچنے لگا۔

وہ ایک ایک بجائے اس کے پاس پہنچا۔  
 وہ اچھی تو دیکھی بہت کچھ ہے، اس مندر تھے کہ کچھ دوس  
 میں کیلے سے مندر سے مندر تھے میں پہنچ کر ایک ایک مندر پہنچنے  
 کی طرف لٹا کر کہ کہا ایسا ہی مندر تھے کہ تو جو مندر سے تو  
 ہو تھا، انہوں نے مندر میں سے اسے تو لے گیا تھا، اتنا ہی سیدہ و خدا  
 نیچے کی کوڑی گھس گھس کر شیش کے قریب ہو گئی تھی، اس مندر پہنچنے  
 کو دیکھا تو مندر سے ایک نو چاند کی مندر تھی کوئی اس پہنچنے نہیں  
 اور چار پہنچ رہی تھیں۔ یہ بھی مندر کی قدیم ساخت کا مندر تھا جس  
 اس کے دھکنے پر قدیم مہر کی ساخت کی انصاری کی پڑی تھیں،  
 یہی تصاویر اس کے چاروں پہلوں پر بھی تھیں، اس کے ساتھ ہی ایک  
 چھوٹی انصاری بھی لگی ہوئی تھی۔

مسلطین نے کئی دفعہ ہجرت میں ڈال کر اس کا تھکا کھار کیا۔ ایلہ نوچا  
 سترے پر ایک عجیب آدمی کو اس پر لٹکے ہوئے تھی جس کے ہاتھ میں  
 نیبی کی جہاں سکتی تھی کہ کیا تھی، شاید یہ گھاس اس کے کندہ ہو جو  
 چتروں کو کھانے کے لئے ڈالی گئی تھی۔

گھاس ہٹانے کے بعد ایک لود خرچہ نکلیں۔ یہ کہیں کہیں  
کھینچتی تھی لود۔ یہ کہیں کہیں دھڑکتی تھی۔ یہ کہیں کہیں  
قرقر تھی لود۔ یہ کہیں کہیں گھٹکتی تھی۔ یہ کہیں کہیں  
نیچے موم جلتے ہیں۔ یہ کہیں کہیں لود جلتی ہے۔ یہ کہیں کہیں  
لوہا پڑے کی جھلی کا ایک بہت بڑا ڈول بچھ رہا جس پر ایک مڑھلا  
پتھر بچھ رہا۔ غلط زور لگ کا تھا کہ کوئی زور لگا دیا تو پانی پانی  
ہوتا۔ یہ عدل نکھول کر دیکھا تو اس میں تدریج پانی زباں تھیں۔ ایک  
خمر گھسی ہوئی تھی۔ ایک کھسی ہوئی روشن حجرے جیسے کسی نے حال ہی میں  
گھسی ہو۔ نیچے مختلف ٹکڑوں سے بے شمار نام لکھے ہوئے تھے۔ ان  
کے ساتھ ساتھ ہی چھوٹی چھوٹی قدر جڑ تھیں۔ میں نے سلمان کی  
دیکھا۔ لود کی یہی طرف توجہ ہو گیا۔

کیا تم اس قرار کو پٹہ سکتے ہو؟

• ہیں آپ نے اور میری تابعدار اٹھائیں گے جو  
 کچھ چاہا ہے اس کے تحت یہ تحریر میرے لئے لکھی جیسی ہے :  
 • فرج بن عمر کی لکھا ہے اس میں : میں نے کہا اور  
 سلطان بن حاتم متبرک بن گیا۔

۱۔ یہ غور ہے بجانب زمین تاسا کا جس علم مصر کی تہ اور  
 ذوالن خلق کی زوجہ۔ یہ غور پوری جانب سے اپنے بیٹے کے لئے  
 ہے کہ میں تیرے باپ پر عاشق ہوئی اور تمام خدمت قبول کر کے اپنے  
 سر کے ساتھ حضرت جہاں گئی جس نے جانب کے دریاؤں کی پانی  
 میں تیرے کو تین لاکھ ایک جانب پانی چلتے۔ یہ یہاں تک کہ  
 ہر پانی تین لاکھ چلتے اور چھپ گئے۔ ہر ہر جانب پانی پر تھے کہ طرفان  
 کی لپٹ سے میں آیا تھا سیاہ رنگ کی تین لاکھ سے حرا کر  
 تیار ہوا اور ہم اور ہم ان میدان میں جانے سے جس میں ہر طرف  
 وقت سر جہاں کے ہوئے تھے۔ یہ میدان سورتا فطرت کی  
 سمت ہفت ہے۔ اور دیکھ کے پار فطرت ان پانی میں اس  
 طرف کھڑی ہیں۔ جیسے بلند دلا زمینا کہانی تھے ہیں یہاں پانی  
 کے لگوئے ہیں جو تیار کیا اور اس طرف تھے۔ یہاں  
 منہ آسمان سے جا ملے۔ وہ ہیں تے ہوئے طرف پانی  
 چلتے۔ یہ یہاں تک کہ اس بار سورتا طرف ہوا اور نکلا  
 سوا نہیں تے ہیں ایک چھائی سرنگ میں اگل گیا اور جہاں  
 ہم سرنگ کے اور پانی جانب تھے اور ان ایک بہت بڑا شہر  
 آباد کیا۔ یہ سرنگ کا شہر ہے جن کو خیر آباد میں نے بھی فصیح  
 دیکھا اور یہاں وہ لوگ رجب میں ہجرت و حشر اور ہر پانی  
 ہے مثال میں اور ان کے طریقے موت ان کے ہیں۔ وہ طرف  
 کے کیا کہ کو سرنگ کے کہ زندہ انسانوں کے سر ان پر رکھ دینا

ہمیں، اور ان کی سحران ایک عورت ہے۔ جو حسن و جلال میں یوں ہے کہ چاند کی مثال سے نہیں دی جا سکتی۔ سونے کی چنگ اس کے چہرے پر کوزہ اور حسن کا علم کا محمد ہے۔ جو اتنی خوبصورت ہے کہ اس کے آگے خراجوں کی کاغذ پر مقصد ہے۔ اور جس کا کہنا ہے کہ وہ صدیوں تازہ ہے۔ اور ہمیشہ زنده رہے گی۔ اور یہ محبت جو افسر اگلائی ہے اپنی نوتوں میں تیرے باپ کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوئی۔ اور اسے اپنا نایاب۔ سو اس نے یہ شعر لکھی کہ تیرا باپ مجھے قتل کرے۔ لیکن وہ شریف انسان اس کے جن جنم نہ لیا۔ کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا، اپنی محبت لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور پھر اس عورت کا انتقام شروع کیا۔ وہ عورت وحشت و بربریت میں بے مثال تھی اور اس نے اتنے نیرے تیرے باپ کے بدن میں مارے کہ اس کے بدن کو دیکھنے کی گھناؤم



دی۔ لیکن وہ اس سے غشی کرنے لگی تھی، سو وہ اس کے لئے سوئی اور پھر اس نے میری موت کا فیصلہ کیا، لیکن میں بچ گئی، وہ اس لئے بچے تھیں کہ کسی کو میرے شہم میں تھا، اور کابینہ انہیں کا تقدس، میرے وجود کا محافظ انہوں نے مجھے درخت کے ایک کھوکھلے تنے میں بٹھا کر دیا، روک دیا، اور اس کے بعد میں میری سچی توجہ علم برادران کے حالات بدل چکے ہیں، یوں مجھ پر بھی اور بیستوں کے درمیان بڑھاپا آنا پڑا، اور اب میرے بیٹے ہیں، یہ سے درخواست کرتی ہوں کہ تو اس عورت کو کاش کر اور اگر مجھے وہاں کا راستہ معلوم ہو جائے تو وہاں جا کر اپنے باپ کے گھون بسکے بدلے میں اس کو قتل کر دے۔ اور اگر تو دوسرے یا اپنی اسس کو کاش میں کامیاب نہ ہو سکے تو یہ لازم ہے کہ اپنی اولاد کو اس انتقام کی وصیت کر جا، اور اگر اس کی اولاد بھی یہ کام نہ کرے تو پھر اسے چلے جائے کہ وہ اپنی اولاد کو وصیت کر جائے یہاں تک کہ میری نسل سے کوئی ایسا پیدا ہو جو میری روح کو سکون بخش دے۔ اور اس حیات ابدی کا پرچار کون سے والی عورت کو موت کی بوند سلا دے، جس سے کہ مجھے ان باتوں پر یقین نہ آئے۔ مگر یہ سارے واقعات مجھ پر گذر رہے ہیں اور یہ سب میری آنکھوں میں آ رہی ہیں، میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا، یہ سارے درد وارہ میری اس سچائی کا ہے۔

مسلمان رکا اور پھر وہ کشتوں والے جینے کو پڑھنے لگا۔ سب سے پہلے یہ جینے کے خط تھے، اور اس کے نیچے چھٹی کی تقریر تھی، یہ روتوں کی مرضی دینی کی جاؤں، اب اپنے بیٹے کے ہر کرتا ہوں، اس کے بعد میرے لوگوں کے دستخط اور چھٹی چھٹی تحریریں تھیں، جن کا معاملہ میں تھا کہ وہ جو کام انجام دے سکے، ان کا نیا لے انجام دے۔ قدیم انگلستانی زبان میں، اور وہ میں مختلف زبانوں میں یہ تحریریں لکھی ہوئی تھیں، اور ان کا تصدیق تھا، سب سے پہلے اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کی تھیں کہ وہ انتقام لیں، اور یہ آخری خط کاشان کا تھا جو مسلمان کے نام تھا، یہ تقریر بھی ختم ہو گئی، اور میں نے اپنے اور گروہ کا تعداد و حوالہ کو تحریر کیا، یوں لکھا تھا جیسے تمام رو میں اب ہمارے درمیان آسمان کی بیٹی جو اس انتقام کو پورا کر سکی تھیں، فضائل میں عجیب جیب سی خوشبو میں پکڑا رہی تھیں اور ماحول آسان بخیر ہو گیا تھا کہ ہمارے جان میں سرور سے کچھ بہت ہوئے گی، لیکن پھر آہستہ آہستہ مسلمان کی حالت بہتر ہونے لگی، شاید اس پر ان مددوں کا سایہ ہو گیا تھا وہاں پھر میری جانب دیکھ کر پڑا۔

اچھے چچا جان، ہم اپنا مقصد پورا کر چکے ہیں، میں نے

جو تک کر اسے دیکھا۔ سلیس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا جذبہ تھا رہا تھا، اس کا ہر دھڑکاؤ اور سر ہٹاؤ، اور یوں لگتا تھا، جیسے اب وہ تمام اثرات سے آزاد ہو گیا ہو۔

بیشو۔ مجھے بتاؤ کہ اس سلسلے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

میں نہیں کہہ سکتی چچا جان، کہ میری زندگی مجھے یہ بہت سے کی یا نہیں کہ میں اپنے اجداد کے اس فرض کو پورا کر سکوں لیکن میرا کہ میرے اجداد کرتے چلے گئے ہیں، میں اس سے مراد مرثوں گا۔ یہ مقدس امانت میرے دھڑکنے کے بعد مجھے تک پہنچی ہے تو میرا فرض جتنے کہ میں اس سلسلے میں جدوجہد کروں، میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اس سفر پر روانہ ہوں گا، اور وہ سب کچھ کرنے کی کوشش کروں گا جو میرے اجداد کرتے چلے گئے ہیں، اگر ناکام رہا تو جو ہدایت آپ دیں گے، اس پر عمل کروں گا، اور اگر اس جدوجہد میں موت لگتی تو بھی میرے لئے بڑی نہ ہوگی، ہاں اس کے لئے چچا جان میرے لئے الفاظ کو کافی پر محول نہ کریں۔ میں آپ کو مکمل اہانت دیتا ہوں کہ اگر آپ کا دل چاہے تو میرے ساتھ شریک رہیں اور انکار کر دیں۔ یہ سب کچھ میں آپ کے ہر ذکر و راہوں، ہر طرح سے آپ کی اپنی ملکیت ہے، آپ اپنے کسی طرح چاہیں استعمال کریں، چاہے ہر طور اس کا کوئی تعلق براہ راست مجھ سے ظاہر نہیں ہو سکے، آپ اپنے طور پر زندگی گزاریں اور مجھے اپنے طور پر رہا جائی میں معذرت ہو جائے دے۔

گروہ نام یہ فیصلہ کر چکے ہو۔ کہ تم اس تحریر کے مطابق عمل کر دو گے۔

ہاں چچا جان، میرے ارد گرد وہ تمام لوگ موجود ہیں، جو اس سلسلے میں کوششیں کرتے رہے ہیں اور اس میں ناکام رہے ہیں۔ ایک مقدس فرض ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے۔ میں اس لئے ہر کار کرنے کی کوشش کروں گا۔ ناکام رہا تو میری تقدیر ہے۔ گروہ نام اس تحریر پر مکمل اہتمام کر چکے ہو؟

ہاں۔ میرے اندر سے جو آواز یہی کل رہی ہیں، وہ اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ یہ تحریر غلط نہیں ہے، میں اسے کسی طرح جھٹکا نہیں سکتا۔ یہ سب کچھ حقیقت ہے اور میں حقیقتوں سے گریز کرنا نہیں چاہتا۔

تو پھر یہ خود دہرائی کیسے ممکن ہے کہ میں نے جو تبہیں اپنی اطلاع کی مانند ہر دن پڑھا ہے، ان محلات میں تمہارا ساتھ چھوڑ دوں؟

ٹھیک ہے، میں خود بھی تمہارے ساتھ اس سفر کے لئے آمادہ ہوں، لیکن اس بوند کی کیا کاروائی؟

میں اس تہ خانے میں دن گزارا جائی، جس سے چچا جان

کا پورا کر لیں۔ ان حالات میں کچھ اور ہوگا اس تک پہنچیں گے اور شاید ان میں وہ جو میرے اجداد کی روح کی تسکین کا باعث بنے، ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی اس صندوق میں اور بھی چیزیں موجود ہیں، انہیں بھی دیکھ لو۔

ہاں۔ اس سفر کے مقاصد کے لئے اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے، اور نہ میرا فرض مجھ سے پہنچ چکا ہے۔

پھر میری تمہاری ہر کاروائی۔ میں نے کہا، اور مسلمان میری ہدایت پر عمل کرنے لگا۔ یہ ایک نقشہ تھا جس میں جگہ جگہ قدیم اور مختلف انداز کے نشانات تھے، اور یہیں سے میرے علم ان نشانات کی نشاندہی کرتے تھے، وہ بلند و بالا مینار جو یہاں پر بنی ہوئی تھیں، تو اسے جیسے جیسے نقشے میں واضح تھے، گویا ان تک پہنچنا اولیت رکھتا تھا، اور اس کے بعد اس ملکہ کی تلاش، ہم نے یہ نقشہ ایک اور کاغذ پر انار لیا تاکہ یہ ہمارے پاس محفوظ رہے، اصل میں ہم نے وہیں چھوڑ دی تھی۔ اور پھر ہم جب خانے سے باہر نکل گئے، مسلمان پر عجیب سی کیفیت طاری تھی، وہ کھویا کھویا سا نظر آ رہا تھا، اس کے ذہن پر اس کا کاش طاری ہو گیا تھا، اور اب میں بھی فیصلہ کر چکا تھا کہ چلیاں آراب زندگی ان لمحات میں ایک اور تبدیلی پاتی ہے تو وہی ہے، اگر پھر اپنے علم انفریقہ میں موت لگتی ہے تو موت کو کوئی مال سکا ہے، میں بھی اس دوران اپنے طور پر سوچتا رہا تھا، سب سے پہلے اپنے اجداد یا یاد آرہے تھے جن سے پھرے ہوئے آواز عروس گزرتا تھا، اب تو ان کی شکلیں بھی ذہن سے غائب ہو گئی تھیں۔ نہ جانے کیا کیا تبدیلیاں ہو گئی تھیں، وہاں نہ جانے کون کون ہو گا، اور کون نہ ہو گا، لیکن میں سے واسطہ ہی ختم ہو چکا، انہیں یاد کرنے سے کیا فائدہ۔

دوسرے دن مسلمان پر سکون تھا، اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

میں چاہتا ہوں چچا جان کہ اب ہم اس معاملے میں دیر نہ کریں۔ سب سے پہلے میں ایک لاکھ عمل متعین کرتا ہوں کہ اس طرح ہم ان طاقوں کا سفر کریں گے، اس کے علاوہ میں نے ایک اور کام کیا ہے، اس نقشے کی میں نے کئی کاپیاں تیار کرانی ہیں، جتنی اگر ان میں سے کوئی ایک گم ہو جائے تو دوسری ہمارے پاس موجود رہے۔

یہ تمہارے بہت اچھا کیا۔ یہی اس سلسلے میں لاکھ عمل کی بات، تو میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم خود خوش ہو گے پہلے اولاد کے نصیحتیں کریں اور پھر راجی کا فیصلہ، ہم ان لوگوں کی ہوا اندر سے اقدامات نہیں کریں گے، کیونکہ ہم یہ دور میں سانس لے رہے ہیں۔ ہم نہایت محسوس دنیا دونوں پر وہاں تک کا سفر کریں گے۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ مسلمان نے کہا۔

تو پھر ٹھیک ہے۔ میرے گروہ جیت جاؤ، اور ایک ڈائری ترتیب دو جس میں ہم سب سے وار اپنے اقدامات کا فیصلہ کریں گے۔ مسلمان نے میری ہدایت پر عمل کیا، اور ہم کافی دیر تک اس سلسلے میں غور و خوض کرتے رہے۔ تقریباً تمام دن ہی بیت گیا تھا، لیکن اس دن نے ہمیں ایک لاکھ عمل دیا تھا، اور اب ہم اس پر بندہ بن کر عمل کر سکتے تھے۔

عمل کے پہلے دور میں ہمیں چند سرسبز لوگوں کا بندوبست کرنا تھا جو ہماری مانند ہوں۔ لیکن یہ فیصلہ بھی کیا تھا ہم نے کہ انہیں حقیقت حال نہ بتائی جائے گی۔ ہم جو حضرات جس قسم کی ہمتا پسند کرتے ہیں، انہیں ان کی پسند کے مطابق ہی معائنہ کرنا تھا، اگر انہیں صحیح صورت حال بتادی جاتی تو چند استہزائیہ تبصروں کے علاوہ ہمارے اٹھ اور کچھ نہ آتا، ظاہر ہے وہ لوگ فراغت کے دور کے ایک شہزادے کے لئے اپنی زندگیاں کس حساب میں خطرے میں ڈالتے جسے اپنے آباؤ اجداد کا انتقام لینا تھا۔ یہی جیسے سب کے سب کہ اس نوجوان اور اس پر رشتے شخص کا داغ مل گیا ہے، اور کسی خواب پریشان نے انہیں آلیسے۔ اور اس طرح کہ ان کی عقلیں سلب ہو گئی ہیں، چنانچہ یہ خود کو تو ہلاکت میں ڈالتے ہیں، دوسروں کی زندگی کے کھانک بھی بنتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو بندوبست کیا تھا، وہ خوب تھا اور ہمیں یقین تھا کہ اس طرح ہم ان لوگوں کو اپنے مقصد کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں۔ اور اس عمل پر کراہت آہستہ ہی کام کیا جا سکتا تھا کہ جسے میں اور مسلمان معذرت تھے، ہمیں کے سکون کے لئے بھی ہم نے چند فیصلے کئے تھے، اس پر جو بحث ہوئی تھی کچھ بھی حقی مسلمان نے کہا۔

چچا جان، ہم نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ ان لوگوں کے ساتھ نا انصافی تو نہیں ہے؟

نہ ہے تو یہی، لیکن یہ لوگ کسی بھی معذور ضعیفہ عمل کرنے کے لئے زندگی داؤ پر لگانے والے ہوتے ہیں۔

تو میرے چاروں کے ذمہ کیا آئے گا؟

موت تکلیف اور پریشانی۔ میں نے جواب دیا۔

کیا اصولی طور پر یہ درست ہو گا چچا جان؟

ہرگز نہیں، کسی کو دھوکہ دے کہ اس سفر پر آمادہ کرنا، اور وہ بھی موت اپنے مقصد کے لئے ایک غیر شرعی حرکت ہے، اس کے عوض ہم ان کے لئے موت ایک ہی عمل کر سکتے ہیں؟

دیکھا۔

وہ یہ کہ یہ جو کچھ ہمارے پاس نہ کار پڑا ہے۔ اور اتنے کہ



بے پروا و متاثر نظر آتا تھا۔

اس نے بتایا کہ وہ خود بھی ایک اچھا علاج رہ گیا ہے۔ اب اکثر بارانی جہازوں پر طویل سفر کر چکا ہے۔ لیکن اس کی طبیعت کسی ایسے کوئی بڑی کامیابی حاصل نہ ہوئی، سوائے اس کے کہ ایک بار مصر کے عظیم کے سمندر کے کنارے اسے ایک شہر۔ انجیون۔ میں پھری پھری ملی گئی تھی۔ جس نے اس کی زندگی کو بدل دیا۔ وہ جیساں بخش دینی تھیں، وہ بڑی حسرت سے مجھے لگا۔  
کاش، میری تقدیر میں بھی کوئی ایسا نہ ہو۔ لوگ دنیا میں کی تلاش میں جاتے ہیں اور مالا مال ہو کر آتے ہیں، خود میں نے مصر میں کئی ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے جو کسی کچھ نہ تھے، ایسی کچھ جہازیں تھیں، وہ ایسے تاریک خفیوں میں نکل گئے، جہاں انسانی قدم کم ہی پہنچتے تھے۔ لیکن جب وہ لوگ واپس آئے تو ان کی شخصیتیں ہی بدل گئیں۔ اور کچھ وہ یا تو فابریک کے متول، یا تو ان کے شمار ہوتے ہیں، یا پھر باہر کے ملکوں میں نکل گئے ہیں اور وہ اپنی لاریات کا مدب جاتے ہوئے ہیں۔  
تم جہاز رانی کے بارے میں کیا جانتے ہو قطبی؟ میں نے سوچا کیا۔

”یہ کہ ایک چھوٹی سی کشتی سے میں ہزاروں میل کا سفر کر سکتا ہوں، کشتی رانی بھی دراصل ایک فن ہے۔ سمندر کے سینے پر انسانی زندگی کس طرح گزاری جاسکتی ہے، ایک عام انسان یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ایک کامیاب سفر کے لئے جو بے دماغی ہو، انسان کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وہی بات ہے کہ اس چیز کا کوئی مقصد ہو، بے مقصد سفر لوہے کے سر پہرے کیا کرتے ہیں۔ ہم لوگ ذرا اس بارے میں مختلف ہیں۔ قطبی نے اپنی دانست میں ان ہم جوڑوں کا مذاق اڑایا جو صرف دنیا کو دکھانے کے لئے طویل و طویل سمندری سفر طے کرتے تھے اور جن کے بارے میں تفصیلات اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ میرے چہرے پر تجھ کی کہ آواز دیکھ کر اس نے سکرانے ہوئے کہا۔  
تم کس سوچ میں پڑ گئے دوست۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی خاص بات ہے؟

”ہاں قطبی، ایک ایسی بات جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔  
کیا یہ؟ قطبی کی چمکدار آنکھوں میں اور وہی چمک پیدا ہو گئی۔



اور میں نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت اپنی کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ بچہ نکالے جنہیں میں نے ہمشکل مہیا کیا تھا، ایسے بہت سے بچے سامان کے پاس بھی تھے، اور وہ الگ الگ جیبوں پر لٹکا ہوا تھا۔

سوئے کے بیڑے میں بچے سکوت پر غیب و غریب نشانات تھے، جو ہم نے ہی کندہ کئے تھے، اور پھر اجنبی اس طرح اٹھنا دیا تھا کہ دو قدم ترین محسوس ہوا، یہ سکتے کسی خاص دور سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ جس ان کی حیثیت نے اسرار قسم کی تھی، قطبی نے بھی بچے آنکھوں سے ان سکوت کو دیکھا، ان بچوں میں سے ایک بچہ، مگر پراختیا اور اپنا رونا مارنا میرے رکھ رکھاؤ کے لئے اندازہ لگا کر یہ غافل سوئے کا ہے یا اس میں کوئی حادثہ ہے، لیکن کے غافل سوئے کے تھے، اور انہیں۔ انہیں لوگوں کو پناہ دینے کے لئے تیار کیا گیا تھا، اس نے متحیرانہ انداز میں اپنی جانب دیکھا اور حریفانہ انداز میں بولا۔

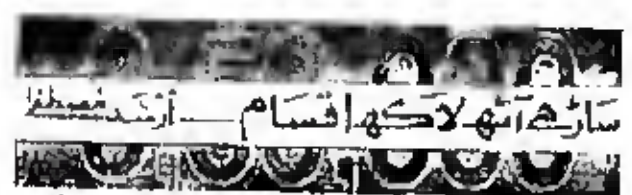
”اوہ یہ تو غافل سوئے کے ہیں۔ اور اتنے سکون کی نیت ایسی خاصی ہونا ہی ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے خاصے مالدار آدمی پر دست ہے۔  
”ہاں قطبی۔ تمہارا خیال درست ہے لیکن تم بھی میری طرف دواست مند ہو سکتے ہو، بشریک تم دل و جان سے ایک ہم کسے تیار ہو جاؤ۔“

”اوہ۔ اوہ۔ ان سکون کا کیا راز ہے مجھے بتاؤ۔ تو قطبی نے ان۔ او۔ میں نے پہلے سے تیار شدہ کہانی لئے سننا دیا، جس کا لب لباب یہ تھا کہ میرے جد اجد میرے عظیم اجداد کے ایک ایسے گوشے میں جانیے تھے، جو انسانی علم سے باہر ہے اور وہ انہیں کافی مشکلات پیش آئیں اور وہ اس سے ہر وہ عظیم خزانہ ملا سکے جو اگر آج ہوں تک پہنچ جاتا، تو کسی بھی انسان کو متروک ترین بنا سکتا تھا، البتہ ان کے لباس میں ایسے چند شک پوشیدہ تھے، جو انہوں نے میں نے بھی میوں میں بھر لئے تھے، انہیں نے قطبی کو وہ نقشہ بھی دکھایا جس کے تحت ہم متروک زمین پر جدوجہد کے بعد اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور قطبی اتنا بے خوف ہو گیا کہ اس کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔ اس کی آنکھیں ابلی بڑی تھیں، اس نے اپنا راز بتا ہوا نقشہ میرے بازو پر رکھنے ہوئے کہا۔

ماتہ دوست: اگر یہ بات ہے تو قطبی کو اپنا غلام رکھو

یوں جانو کہ قطبی تمہارے ساتھ اس مہم میں شریک ہے، یہی یہ دولت حاصل کرنے کے لئے زندگی کی بازی لگا دی جا چکے دیکھو اگر دولت ہے تو انسان کی زندگی بھی خوبصورت ہو جاتی ہے۔ ورنہ کیا رکھا ہے ان قبرہ خانوں میں، قبرہ کی پیالیاں چیتے ہوئے اور انہیں اوقات تو ان پیالیوں کی ادائیگی کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے ہمارے پاس۔ اگر ہم ایک بھر لو کہ کشتی کو ڈالیں تو ممکن ہے ہماری قسمت یاوری کر جائے۔“

”میں بھی یہی چاہتا ہوں قطبی، لیکن تم جانتے ہو کہ اس قسم کی کارروائیاں آسانی سے نہیں ہوتیں۔ ان کے لئے طویل جدوجہد کرنا ہوتی ہے۔ اور کچھ اور الزام کو بھی اپنے ساتھ رکھنا پڑتا



اپنے آس پاس مشروبات، ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اگر بے زبان بے وقت کیرے کمرے پر زری زمین کی ملکیت کا حوالہ کریں تو یہ جانتے ہو گا کہ ان کی ضرورت کا دور ہے، کیروں کو کب کرتے ہیں اور

انہیں کرتے۔  
”میں یہ ایک انسان کی نسبت میں کروڑوں مشروبات، ان میں اور۔  
تم سب حد درجہ بڑھ رہا ہے، یہ کھٹاف ایک امر کی جڑ ہے انسان اور ہندوستان کے کیا ہے، جو ہندو کا اندازہ ہے کہ کیرے کو کھٹے پیالہ کی فصل کا ایک تنائی حشر ہوا، کہتے ہیں، انسان قدیم زمانوں کے کیرے کے بعد عالمی ایجاد کرنے کی نگاہ سے وہی ہے، سب سے پہلے گندھک اور سکھا وغیرہ کا استعمال کیا گیا لیکن اب تک ہندو کی مسک تریں آتی ہیں اس مخلوق پر نا انصافی چکی ہیں، حشریت ہر دو اس کے غلاف لپٹے تھے، ماضی افسانہ وضع کر دیتے ہیں اور بڑھتے ہی پلے ہلتے ہیں، ایک انداز کے مطابق دنیا بھر کے ہندو لوگوں کا اتنی فہم نہ کرنا کہ ان کو زون پر مشتمل ہے، ماہرین تک سائنس فاکھ پیاس ہزاروں کیرے کے کیرے سے دریافت کر کے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہر ہر کیروں کی دو سو سو اقسام دیکھنے میں آتی ہیں، ان اقسام میں سب سے زیادہ تعداد میں کیروں کی ہے، ہندو زمین کے چھوٹے بڑے تمام جانوروں کے وزن کا پچیس فی صد وزن ہر کیر پر مشتمل بنایا جاتا ہے، حیاتیات کے ماہرین کہتے ہیں، اس سے کم یا زیادہ ہر کیر یہ ہے کہ وہ بارہ ایسے حالات پیدا کرے گا جس کو کیرے پر کیروں کے کھٹائی دشمن بھی بڑھتا نہیں۔



اپنے راز کو سینے میں چھپا کر رکھے۔ ہمارے دونوں ساتھیوں نے اس بات سے اتفاق کیا تھا۔

بہر حال مزید چند دنوں کی کوشش کے بعد ہم نے فرازی نامی ایک شخص کو بھی تیار کر لیا۔ جو فنون حرب کا ماہر تھا اور انکلات کی زندگی کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اس طرح ہمارے علاوہ یہ تین افراد ایسے شریک ہو گئے تھے جو اس مہم میں ہمارے بہترین ساتھی ہو سکتے تھے۔ سلمان کا خیال تھا کہ لوگوں کی زیادہ ہمیشہ ذہین کی جلتے، ہر چند کہ یہ معاملہ ایک مہم کا ہے۔ لیکن کوشش یہ کی جائے کہ کم سے کم افراد اس میں شریک ہوں۔ ان تین آدمیوں کے علاوہ ہم نے شے کیا تھا کہ آٹھ مزدوروں کا انتخاب کیا جائے جو بہترین معاوضہ لے کر ملک ساتھ اس مہم میں شریک ہو جائیں، اور ایسے مزدوروں کی فہمی بھی قطعی نے اپنے ذمے لی تھی۔ اس کے بعد ہمارے درمیان آخری بات چیت ہوئی۔

میں نے پیشکش کی ان سب کو کہ اگر ہم خزانے کے حصول میں کامیاب ہو گئے تو خزانے کے پتہ برابر رہتے ہوں گے جن میں پانچ حصے ہم لوگوں میں تقسیم ہو جائیں گے، اور ایک حصہ ان مزدوروں میں تقسیم کر دیا جائے گا جو ہمارے ساتھ اس ہم میں شریک ہوں گے۔ بخریب لوگ بھی زندگی کی لڑائیوں سے لطف اندوز ہو جائیں تو کیا حرج ہے، پھر میں نے انہیں اس پیشکش کا دوسرا حصہ سنا، میں نے ان سے کہا کہ اگر ہم کسی طرح بھی اس ہم میں ناکام رہتے ہیں، تو چونکہ میں نے اور سلمان نے آپ لوگوں کو اس کام پر آمادہ کیا ہے، اس لئے یہاں تاہرہ واپس آنے کے بعد آپ لوگوں کے آپ کے وقت کے زیاں کا معاوضہ تیس تیس ہزار دینار کی شکل میں ادا کیا جائے گا، اور یہ تیس تیس ہزار دینار ہم نے آپ لوگوں کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں، لیکن یہ اسی شکل میں کہ ہم لوگ ناکام نہ ہوں۔ اگر خزانہ ہمارے ہاتھ لگ جاتا ہے تو پھر یہ معاوضہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ یقینی طور پر اس کی مالیت اس سے زیادہ ہوگی۔

یہیوں افراد کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا تھا۔ خداوند نے مجھ سے سوال کیا۔

• یہ یقین کیجئے کہ کیا جائے کہ اگر جیسا لانا کاٹی ہوئی ہے  
تو وہاں میں یہ سب کچھ جیسا مل جائے گا۔  
• اس کے لئے ہم مطلوبہ دینار کسی بنک میں جمع کر لیتے  
ہیں۔ اور کسی وکیل کو مقرر کر کے یہ وصیت اس کے سپرد کر دیتے

چہ اگر میں نہ کام اپنے سر انجام دے سکتا تو دنیا سے کرشمہ  
کرتا یہ کہ میں نے یہ حالت نہ کی، بلکہ میری آنکھ نے ایسے لوگوں  
کی تلاش شروع کر دی جو میرا تجربہ اور ساتھ دے سکیں۔  
یہ قلبی کو اپنے ساتھ شامل سمجھا دے ایسے میں صبح طر

پرتشہار تقاروت حاصل نہیں ہو سکتا۔  
 میرے دوست، میرا نام ببر زلواخان ہے۔ ایشیا کے  
 ایک علاقے کا باشندہ ہوں لیکن پوری زندگی قاہرہ ہی میں  
 گزاری ہے اور اب اپنے آپ کو مصری کہلانے میں فخر محسوس  
 کرتا ہوں۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست کا بیٹا بھی قیام  
 پذیر ہے، جس کا نام سلمان ہے اور جو اس جمع کے لئے مجھ سے  
 زیادہ بہتر ہے کہ فرعون ہے اور زندگی کو مشین ترین دیکھنے کا  
 خواہاں، ہر جگہ کہ ہم ایک بہترین زندگی گزار رہے ہیں۔ اور  
 ہمارے پاس دولت کی کمی نہیں ہے لیکن خزانوں کی بات ہی اور  
 ہے۔ اول تو میں اس سے دلچسپی ہے، اور اس کے بعد خواہش  
 بھی ہے کہ ہم دولت مند ترین ہوں۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صومہ کے لئے غلہ یا روغن یا دوا یا کھانا یا کپڑا یا کوئی اور چیز جمع کرے تو اسے حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صومہ کے لئے غلہ یا روغن یا دوا یا کھانا یا کپڑا یا کوئی اور چیز جمع کرے تو اسے حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صومہ کے لئے غلہ یا روغن یا دوا یا کھانا یا کپڑا یا کوئی اور چیز جمع کرے تو اسے حرام ہے۔

یہاں ہم لوگ سرحد کو پہنچے اور کھانا کھانے کے بعد اس مہم کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ دوستو! کسی بھی مہم کو راز رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے اپنی نہیں بلکہ ناپایا جانے والی مہم لوگ جو کہ کریں گے۔ اس پر شاید یہ مازداری سے عمل کریں گے۔ ہر چند کہ میں مزاحیہ کہ لوگوں کی ضرورت سے ہوں۔ لیکن میری یہ کہہ کر اپنے لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو صحیح طور پر ارادی کے مالک۔ جیسا کہ وہ پہلے دیں۔ اور یہاں وہی ہوتا ہے۔ جو

میں کہ زندہ — موتے والے کو یہ دیکھ کر داد دینے لگے۔ فرمایا کہ اگر خدا نہ کرے، فیکان اور قہلی وہاں نہ آتیں، تو تیس ہزار دیباہ سرخ فرمایا کہ مل جائیں گے اور باقی ساٹھ ہزار وہاں ہو جائیں گے۔ ان یہ بھی اعلان کر سکتا تھا کہ موت ہزار ایک شخص کو مل جائیں لیکن اس شکل میں خرابی یہ ہو سکتی ہے کہ ان سے الگ کسی کے ذہن میں در آئے اور ہم ایک دوسرے کے بھی دشمن بن جائیں، ناکہ وہاں آکر نوے ہزار دیباہ مل جائیں یہ سیر ہی اس تجویز کو سب ہی نے پسند کیا تھا۔ اور پھر ان لوگوں نے بڑے بڑے جوش انداز میں اس بات کو قبول کر لیا کہ اگر ناکان ہی رہے، انہی بھی وہ خسارہ میں نہ رہیں گے، میں نے ان کی تسلی کے لئے ضرورت کے مطابق سب انتظام کر دینے، ایک ایذا دہک کو اس سلسلے میں مقرر کر دیا گیا، اور یوں ہمارا یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا تھا، قطعی نے ان آدمی قری ہیکل مزدور، ان کا بند و بست کر دیا تھا، جو مقلی بنائے تھے، اور ہم جوئی سے بھی دلچسپی رکھتے تھے یہ مزدور خونِ حرب کے ہیں ماہر تھے، آتشیں اسلحہ بھی استعمال کر سکتے تھے اور ضرورت کے وقت بہترین لڑاکے ثابت ہو سکتے تھے، نہ صرف وہ ان کے بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ کسی رانی میں بھی ہماری مدد کر سکتے تھے، گویا اس طرح اب دو پہلو ابھرنے لگا تھا، جس میں آٹھ افراد مزدور، ایک حیثیت سے تھے، تین دہ جن میں ایک ڈاکٹر ایک جہاز ران اور ایک جنگلات کا ماہر، باقی ہم دو گویا نکلے تھے اور یہ قسمی جو وحشیوں کی اس حکمت سے انتظام لینے کے لئے ایک خوفناک ہم پر نکلنے والے تھے، اس مرحلے سے فارغ ہونے کے بعد ہم کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہو گیا، یعنی کسی ایسے جہاز کا انتخاب جو ہمیں ہماری منزل تک پہنچانے کا انتظام کر سکے، ایک اور پیشکش ہوئی اس سلسلے میں، قطعی نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں ہندو گاہ جا کر معلومات حاصل کر دوں گا لیکن صورت حال کیا ہوگی؟

”آپ مجھے نہیں سمجھا رہے ہیں۔ ہم ابتدا ہی سے لایچ کا سفر نہیں کریں گے۔ بلکہ لایچ کسی جہاز پر بار کریں گے جس کا رونا کسی انگریزی ساحل کی طرف ہو گا۔ یہ جہاز ہمیں واس العدیدہ کے پاس الکر رہے گا اور وہاں سے ہم لایچ کے ذریعہ سفر کریں گے۔ واپسی پر

مذللہ مالک ہے۔ کوئی ذکر فی جہاز نہیں مل جائے گا۔ اے ملاوٹو۔  
 لاپنج سے ہی کوشش کریں گے۔  
 "اوردہ۔ یہ خیاں اچھا ہے۔ لیکن کسی جہاز کے کپتان کو  
 اس کے لئے آمادہ کرنا بھی مشکل ہوگا۔  
 "اے اے مالک! معاوضہ ادا کیا جاسکتا ہے۔"  
 "تحیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی  
 لاپنج کا بھی بندوبست کرنا پڑے گا۔ اگر میں اس میں ناکام رہا تو  
 پھر آپ لوگوں کو بتاؤں گا؟"

قلمی و حقیقت ایک بہترین منتظم تھا۔ دوسرے دن  
اس نے فون کر کے بتایا کہ موٹر لائیج کا بندوبست ہو گیا ہے۔  
شام کو اسے دیکھ لیا جائے۔ اور اسی شام ہم پارسہ آگئے۔  
اور پھر سب مل کر لائیج دیکھنے چل پڑے۔ جالیس فٹ لمبی جلیڈ  
ٹرین لائیج ابھی بند نہ تھی۔ ابھی معلق نہیں ہوئی تھی۔ سو باہر  
اور بھاری قیمت پر لائیج خرید لی گئی۔ ہم نے اس میں کچھ تبدیلیوں  
کا آرڈر دے دیا۔ مثلاً کیمین کی جگہ اس کے درمیان ایک سائین  
ہوایا گیا۔ اس کے علاوہ ڈیل انجن اور پاؤں کا نظام بھی قائم  
کر دیا گیا۔ ہم نے لائیج کیمینی کو ہدایت کی کہ دن رات کام کرے  
ہویں پندرہ دن کے اندر اندر اس کی ڈیلیوری دے دی جائے؟  
دوسری تیاریاں بھی ہو رہی تھیں۔ تقریباً ایک مہینے  
کے بعد ایک شام قلمی خوش خوش! اہیں آیا۔ حالات ہر  
طرف ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ باہر صاحب: ایک بہت بڑا  
مسئلہ حل ہو گیا ہے؟  
نکب:۔

• ڈی گارشیانامی ایک ہنگائی جہاز ساحل سے لگا  
 ہے۔ اس کا کپتان ڈان سوانو ہے۔ میرا گہرا دوست اور صفت  
 کی بات ہے کہ وہ بھییں دن کے قیام کے بعد زنجیوارے کا:  
 • بوہ: خوب۔ سوانو سے ملاقات ہوئی۔  
 • آپ: وہ میرا کھانا میں نے اسی کے ساتھ کھایا تھا:  
 • کوئی بات ہوئی۔؟  
 • وہیں سوانو سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے  
 درمیان گہری دوستی ہے، تاہم میں نے اسے تمام صورتحال سے  
 آگاہ کر دیا ہے۔  
 • کیا جواب دیا اُس نے؟  
 • تیار ہے۔ اس الحدید کے پاس وہ ہیں مسند میں آکر  
 بیٹھا:  
 • اتنی تیزی لایج کو وہ جہاز پر بلند کر لے گا؟



ہاں۔ البتہ میں نے اسے ایک پیشکش ضرور کر دی ہے۔  
 وہ یہ کہ اس سلسلے میں وہ جو معاوضہ چاہے گا اسے ادا کر دیا جائے گا۔  
 اس نے اس کے سفر کی دیر نہیں پوچھی۔  
 وہ دیکھ کر ایک لمحہ کی حیثیت سے جانا ہے۔  
 نے سکون پونے بول دیا۔  
 بہت خوب۔ پھر اس سے کب طاعت پوری ہے؟  
 مکی۔ قلبی نے بول دیا۔  
 پانچ سو لاکھ روپے کی بات ہے۔ وہ سب سونا،  
 غنیمت آئی تھا۔ اس نے ہر ملک تعاون کا تقاضا کیا۔ وہ ایک کشتی  
 وقت مقررہ پر پہنچی۔ بدی تو قے کے عین مطابق تھا۔ اسے  
 جہاز پر پہنچایا گیا۔ اور دوسرے تمام انتظامات بھی حسب  
 غلام مل جگے۔ چنانچہ ہم اس پر اسرار سفر کے لئے تیار تھے۔

پاکستانی گزشتہ سال چور دیا۔ انھوں نے چاکلہ بوند  
 طرح یا ضرور خوش تھے۔ ابھی کچھ وقت اس کی مصروفیت کا نہیں  
 تھا۔ اس کے بعد انھیں اپنی ذمہ داریاں سنبھالنی تھیں۔ انھوں نے  
 کی پہلی بیل پر دو فی صد فائدہ دیا۔ پھر اسرار میں طویل عرصے  
 کے بعد مجھے جہاز پر پہنچائی۔ میں عرصے پر کھڑا تھا کہ کب تک  
 اتنی کی گہرائی میں جہاز کا تھکا ہوا اب انھوں نے سامنے دور  
 قندنگ سنبھال رہا تھا۔ پانی کی عظیم جالہ جو کائنات پر منظر  
 عموماً بدی تھی اور جس کی قیمت پر اس سال کا شامیانہ تیار تھا  
 رات کے وقت چاند کی شاخیں پانی سے کھیتی ہوئی ایسی حسین  
 تھیں کہ لگاؤ اٹھانے کو ہی نہ چاہے۔ جہاز کی برق رفتاری چاندنی  
 رات میں کھلے ہوئے ستارے ہیں کس ہوا کا تھامیہ اس میں  
 رات میں کو سمندر پر تیرتے دیکھ کر حیران ہوں۔

مکی بولی کے چہرے نے ذہن کو کائنات کے خب نے  
 ان کو کون سے سرسبز لڑکی سے آگاہ کر رہے تھے۔ صندوق  
 کا ان سے ذہن میں تھا اور میں اس پر اسرار زمین کے بارے  
 میں سوچ رہا تھا۔ جس کی کہانیاں مصریہ کے لکھے ہوئے  
 ہیں۔ اس سے میں ہم جہاز پر چار کی راستہ میں گھڑتے تھے  
 اور اسے لے کر ایک دوسرے کو سنا رہے تھے۔ جس نے اسے  
 تیار کیا تھا کہ وہ سونے کی سرزمین ہے اور اگر کوئی جاننا  
 دے۔ ان جاننے والوں کی قدر میں اسی قدر ستارے جھلک رہے  
 ہیں۔ جس طرح اس کی چمک ایک آسمان کو منور کرتی ہے۔ جو ایک  
 روشنی جاتا ہے۔ اور جیسا کہ لہو لہو کی سرزمین کو بھی اسے

کے بعد مسٹر قدیموں میں ہوگی۔  
 سلمان چونکہ جوان تھا اور جہاز کی دلچسپیوں نے اسے اپنی  
 جانب گھسیٹ لیا تھا۔ جوان ہو چکا تھا اور عمر کی پچیسویں منزل سے  
 گذر رہا تھا اس لئے اب میرے اس پر سے پابندیاں اٹھانی تھیں  
 یوں بھی مضبوط کر دیا کہ جوان تھا اور یہ خدشات میرے ذہن سے  
 نکل چکے تھے کہ وہ کسی بڑی راہ پر چل سکتا ہے۔ جیسا کہ اتنا تھا کہ  
 جہاز پر بھی میرے اس کے بارے میں چر میگوئیاں سنیں تھیں۔ اسرار  
 تو کیا دن کی روشنی میں ہی مجھے اس کی جانب ماضی نظر آتے تھے۔  
 خاص طور سے میں نے دو لڑکیوں کو ایک گوشے میں کھڑے اس  
 کی طرف اشارہ کرتے دیکھا۔

لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ سرزمین قاہرہ بھی جن  
 وقت کی سرزمین تھی اور وہاں سلمان کے کیا کچھ کھیل نہ ہوتے  
 تھے۔ لیکن میں نے اس کھیل میں سلمان کا کوئی کردار نہیں دیکھا  
 تھا۔ اس لئے آج بھی اس کی جانب سے متعلق تھا۔

رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی اور میں گذرتی رات کی  
 رعنائیوں سے محفوظ ہو کر رہا۔ سمندر کی مترنم لہروں کا منظر کچھ  
 استاد نکش تھا کہ میں عرصے پر ہی کھڑا رہا۔ پھر سلمان ہی نے  
 صبح سے مجھے آواز دی اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس  
 ایک لمحے میں مجھے سلمان کی آواز پر حد پڑھوں لگی۔ بہر حال  
 میں نے اس سے پوچھا۔

کیا بات ہے سلمان؟  
 "سارے بارہ بج چکے ہیں چچا جان۔ کیا واپس نہ  
 چلیں گے؟"  
 "میں چونک پڑا۔ کیا کہا، سارے بارہ؟ میں نے کلائی  
 پر بندھی گھڑی دیکھ کر کہا۔  
 ہاں! کیا آپ بہت دیر سے یہاں کھڑے ہوئے ہیں؟  
 "وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہو سکا۔  
 کچھ سوچ رہے ہوں گے۔ سلمان نے مسکرا کر کہا۔ اور  
 میرے بونٹوں پر بھی مسکرا ہوا ہنس گیا۔  
 "سوچ رہا ہوں کہ رفق ہو تو ہے۔ ایک عزیز رقی سہیلی  
 جو ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔  
 کیا خیال تھا ذہن میں پوچھ سکتا ہوں؟  
 کوئی ایک نہیں۔ بس ماضی ہر انسان کا شریک ہوتا  
 ہے مستقبل کی کوئی شکل نہیں ہوتی۔  
 ہاں مستقبل تنگ سر کے اس گھٹنے کی، نہ ہونا  
 ہے۔ جس کے خدو خال نہ۔ تراشے گئے ہوں۔ ریت آپ نے

آئے والے وقت کے بارے میں ضرور سوچا ہوگا۔  
 "کیوں نہیں؟ خیالات پر کسے قابو ہے؟  
 "آپ کا ان معاملات کے بارے میں کیا خیال ہے؟  
 ہم اپنی اس مہم میں کامیاب رہیں گے؟  
 "میں پیش گوئی نہیں ہوں۔  
 "انہوں نے لگا سکتے ہیں؟ سلمان اس وقت بہت خوش  
 معام ہوتا تھا۔ اپنی فطرت کے خلاص گفتگو کر رہا تھا۔ درند  
 گوئی اس کی رشتہ تھی۔ جتنی نہیں تھا کسی بھی سلسلے  
 میں بھٹے اسے۔ سندھی۔ لیکن اس وقت اس کا بچپن  
 سوز کر آتا تھا۔

"اندازہ نہ لگا مشکل ہے نور چشم۔ تم کیسی ایسی لفظی  
 دنیا میں پیش آئے والے واقعات کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہو  
 جس سے ہم ناواقف ہیں؟  
 "میں آپ کو اپنے احاسات بتاؤں؟  
 "اگر مناسب سمجھو تو۔"

"مجھے یوں لگتا ہے چچا جان۔ جیسے کچھ انجانی آنکھیں میری  
 نگاہوں پر۔ بہت سے لوگ میرے ساتھ ہوں۔ ان کی آوازوں  
 کی بجائے بہت سے میرے ذہن میں گونجتے رہتے ہیں۔  
 "یہ آوازیں تمہیں کچھ کہتی ہیں؟ میں نے پوچھا۔  
 "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ مختلف زبانیں ہوتی ہیں۔ مسلسل  
 بولی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے میں گڑبڑ جاتی ہیں۔ میں کچھ  
 سمجھ نہیں پاتا۔ سناؤں نے آگے بڑھے لیجئے میں کہوں۔

میں تھوڑی دیر تک اس کی شکل دیکھتا رہا۔ پھر میں نے  
 گہری سانس لے کر کہا۔ "سلمان، میرے دوست! ہر چند کہ میری  
 زندگی سادہ ہے اور میں نے اس کے نشیب و فراز داغ نہیں  
 دیکھے۔ مگر ایک ہی انداز میں گزری ہے۔ اور سوائے طہر کے ہرگز  
 جنت کے میرے ساتھ کوئی الجھن نہیں پیش آئی۔ لیکن طہر تجربے  
 کا نام ہے۔ میں تمہیں اور کچھ نہیں دے سکتا لیکن اپنا تجربہ  
 ضرور تمہاری نذر کر سکتا ہوں؟  
 "یہ میرے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے چچا جان۔"  
 سلمان نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے اپنے اجداد کے پیش کو لبیک کہا ہے۔ وہ  
 کوششیں جو یہاں سے کی جا رہی ہیں۔ ان میں نا کامی  
 ہوئی ہے جاری کیے۔ تاہم فاس طور سے موجود دور میں  
 مشکل ہے۔ غیث و شہرت کی زندگی کو جہیز کر خود کو ایک  
 قصورانی مہم کے لئے تیار کرنا معمولی بات نہیں لیکن تم نے

ان آوازوں کو نظر انداز نہیں کیا۔ میں نے تمہارے اس جذبے  
 سے انحراف نہیں کیا۔ اور خود بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جس تم  
 سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زندگی بہت جلدی پھٹکی ہے  
 ہے۔ خود کو دوسروں سے آزاد رکھو اور یہی کامیابی کی دلیل ہوتی  
 ہے۔ دوسرے تمہارے سلسلے مختلف شخصیات پیش کریں گے۔  
 اگر تم ان کے جال میں پھنس گئے تو نہ جانے کیا کیا عمل تیار  
 کر لو گے۔ وقت کا انتظار کرو۔ جو وقت کی کہانی ہوگی وہی  
 ہادی۔ اس سے پہلے ذہن کو آزاد چھوڑ دو۔

سلمان میرے الفاظ پر غور کرتا رہا۔ اور آہستہ آہستہ  
 اس کے ہونٹوں پر مسکرا ہوا ہنس آئی۔ اس نے مجھے دیکھتے  
 ہوئے کہا۔

"بزرگ رانا ہوتے ہیں۔ آپ کا مشورہ نہایت اطمینان  
 بخش ہے۔ بلاشبہ آپ درست کہتے ہیں۔ میں کوشش کروں  
 گا کہ خود کو الجھن میں نہ پھنساؤں۔ اور اس سفر کو ایک تعزیری  
 شکل دے دوں۔ آپ تو مطمئن ہیں؟  
 "ہاں، مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔ حالات ہمارے پروگرام  
 کے مطابق پرسکون ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ سلمان کی آنکھوں  
 میں اطمینان کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس کے بعد ہم دونوں اپنے  
 کیمپ میں آگے۔ جو مشترک تھا۔ پاکستان نے ہم پر خصوصی عنایت  
 کی تھی اور یہ کیمپ جہاز کے بہترین کیمپوں میں شمار ہوتا تھا۔  
 رات گذر گئی۔ دوسرے دن ابر چھایا ہوا تھا۔ موسم بھیگ  
 بھیگا اور دلخوش کن تھا۔ ہم ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر طبی  
 اور دوسرے لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ وہ تینوں سرسبز زمینے  
 ہوئے تھے۔ جہاں دیکھ کر مسکرائے۔

"کیا گفتگو ہو رہی ہے بھئی؟ میں نے بھی مسکرائے  
 ہوئے پوچھا۔  
 "سنہری دولت کی حشر سامانیاں زیرِ دشت ہیں۔ یہ  
 انسان کو کس طرح در بدر کرتی ہے۔ نظام کائنات میں سنہری  
 حکومت کے زیرِ اثر چل رہا ہے۔ ہم اس موضوع پر بات کر رہے تھے۔  
 "وہ۔ اس میں کوئی شک نہیں؟ میں نے کہا۔ اور پھر ہم  
 دواں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ بعض نے کہا۔  
 "میں نے کیمپ سے بات کی ہے۔ ہم رات کو نئے  
 تین بچے اس حدیث کے پاس سے گذرے ہیں۔ یہی وہ لوگ  
 ہیں جہاں۔ ہمیں لپکے ہیں۔ وہ ہر سفر کرتے ہیں۔  
 "بھی گفتگو ہوئی تھی۔  
 "کیا؟ میں نے سوال کیا۔



اس کا خیال ہے کہ جسے جس راستے کا انتخاب کیا ہے وہ بہت پرخطر ہے۔ سمندر کی جانور اس راستے میں بہت زیادہ ہیں۔ کپتان نے بتایا کہ ایک بار سمندری طوفان کی وجہ سے اسے راستہ بدلنا پڑا تھا۔ اور وہ اس علاقے کے مشرق کی طرف پٹ کر سفر کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ تب اس نے اس پر خطر راستے پر غور کیا۔ اس طرف بڑی شادک چھیلوں کے لاقعد اوجھل آباد ہیں؟

اور کوئی راستہ اس طرف جانے کا نہیں ہے؟

نہیں، اور اگر ہے تو بہت ہی عجیب۔ یقین نہیں

تقریباً دو سو سمندری میل کا چکر کاٹ کر اپنی منزل کی طرف جانا پڑے گا۔

اور وہ گویا کئی دن کا سفر۔

ہاں، سفر بھی اس کے علاوہ ہم اس طرف سے اپنی منزل کا صحیح نشان نہیں پاسکتے۔

ہوں، پھر کیا سوچا تم نے؟

کوئی خاص بات نہیں۔ انتظام کر کے چلیں گے، قطعی نے جواب دیا۔

وہ ان کے لئے کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟ میں نے پوچھا اور قطعی مسکرا کر بولا۔

یہ آپ کا غلام بہت مغربی سا انسان ہے۔ لیکن کوشش کرے گا کہ خود کو آپ کے اہلکار کا اہل ثابت کر سکے۔ اس نے کہا۔

میں تم لوگوں کی طرف سے بہت مطمئن ہوں۔ میں نے کہا۔ کافی دیر تک ہم لوگ جیسے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے، پھر سلطان اٹھ کر باہر چلا گیا۔ میں اپنے کیمپ میں چلا گیا تھا۔

رات کو نیکے سب لوگ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ سلطان میری اجازت سے جہاز کے کلب کی طرف چلا گیا۔ میں جگہ پہنچا جہاں جاری لاپٹ رکھی ہوئی تھی، لیکن یہاں قطعی، نزاری، اور دیگران، انھوں نے میری طرف سے ساتھ موجود تھے۔ لاپٹ نیچے اندر لی گئی تھی۔ روشنیوں پر ایک کئی کئی تھیں اور وہ لوگ لاپٹ میں مصروف تھے۔ سلطان باہر چلا گیا اور اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس سامان میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا تھا۔ جس میں سے تو یہ نہیں دی، البتہ مجھے ان لوگوں کی مستعدی سے خوشی ہوئی۔ ذرا دیر لوگ تھے اور خود بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا جانتے تھے۔ میں ان کے ساتھ کام کی ترغیب کرنے لگا۔ بارہ بجے تک ہم لوگ یہاں رہے اور تمام

تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ پھر چند مزدوروں کو لاپٹ کے پاس چھوڑ کر وہاں سے چل پڑے۔ میرے خیال میں اب تھوڑی دیر آرام کریں گے تاکہ رات کے آخری پہر ہم چاق و چوبند ہوں۔ قطعی بولا۔

بالکل ٹھیک۔ رات کے لئے لاپٹ بندوبست کیا گیا ہے۔ کپتان بذات خود یہیں بیٹھ گئے گا۔

نہیں، مسٹر نزاری جاگیں گے اور مقررہ وقت سے کچھ قبل یہیں جگا دیں گے۔ پھر اپنی غینہ کشی میں پوری کر لیں گے؟

قطعی نے جواب دیا۔ اور میں نے مطمئن انداز میں غرورنا ہلادی۔ میں کیمپ میں واپس آ گیا اور میرے پیچھے کے تھوڑی دیر کے بعد سلطان بھی کتب سے واپس آ گئے۔

میں لاپٹ کے پاس دیکھ کر آیا ہوں۔ ہمارے دوست بھی وہاں موجود ہیں، سلطان نے کہا۔

ہاں اس میں تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ اب تم بھی آرام کرو، یہیں روکتے جاگنا ہے۔ دو گھنٹے کی نیند کسی قدر سکون بخش ہوگی۔ کیونکہ بقید رات جاگ کر گزارنا ہے؟

سلطان نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔ وہ تو تھوڑی دیر کے بعد ہی خراٹے لینے لگا لیکن میں کوئی دیر نہ رہا۔ لاکھ سونے کی کوشش کی لیکن نیند نہیں آئی ذہن کو بار بار ہلکا لیکن خیالات تھے کہ اٹھ سے چلے آ رہے تھے۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا، اس بار بھی طوفان نہ ہوا، اور دو گھنٹے گزر گئے نزاری نے کیمپ کے دروازے پر دستک دی تو میں نے دروازہ کھول دیا۔ دو گھنٹے ہیں؟ اس نے کہا۔

ہاں میں تیار ہوں۔ میں نے کہا اور نزاری کے ساتھ باہر نکل آیا۔ سلطان کو ابھی جگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نزاری دوسرا لوگوں کو جگا آیتا تھا۔ بہر حال ہم لاپٹ کے پاس آ گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد کپتان بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے اپنے ماتحت کو بلایا اور اسے ہدایات جاری کئے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد جہان کے اس حصے میں ابھی خامی ردیف ہو گئی تیز لائیں چلائی گئیں تاکہ تمام کام بہتر طور پر ہو سکے۔ ایک بڑی کرن اشارت پر کردار پہنچ گئی۔ اور لاپٹ کو کرن کے ایک میں اس طرح چھنایا گیا کہ وہ کسی بھی طرف جگ نہ سکے بہت بڑی لاپٹ تھی جسے اٹھا کر سمندر میں اتارنا خاصا مشکل اور صہارت کا کام تھا۔ لیکن کپتان بذات خود اس کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے کپتان سے پوچھا۔

جہاز تھوڑے جگہ کس وقت تک پہنچے گا؟

ہم اس کے آس پاس ہیں، میں سوچ رہا ہوں تھوڑا سا اور

تجربہ جانیں اس کے بعد لاپٹ کو سمندر میں اتارنا میرے خیال میں نہیں اس کے لئے دو گھنٹہ اور صرف کرنا ہوگا، کپتان نے جواب دیا۔

میرے بھی میرے خیال میں مناسب ہے۔

ہاں اگر کوئی خاص بات نہیں ہے، یو اینیٹر سکون ہیں میرا خیال ہے آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی، کیونکہ نہ جہاز یا میں وہاں پہنچنے کی طرف تیار ہوں۔ دوسرے لوگ بھی اپنا اپنا سامان سمیٹنے کے لئے کیمپوں میں واپس آ گئے تھے، سلطان کے خزانے کیمپ میں گونج رہے تھے۔ میں اسے جگانے لگا لیکن جوانی کی مزہ زور خند بھلا کیے خاطر میں لالچی بند میں نے سلطان کو چھوڑا۔

بیشکل تمام اس کی آنکھ کھلی وہ اپنی خوبصورت آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ ان آنکھوں میں حیرانی تھی۔

میرے آنکھوں میں سلطان، دقت ہو گیا ہے؟ میں نے کہا۔

کیسا دقت؟ سلطان نے تھوڑا سا انداز میں پوچھا۔ اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

مجھے تم ایک اچھا شخص پر نظر پڑا، ذہن کو حاضر رکھنا ضروری ہوتا ہے، اگر وہ نہیں جانتا ہے؟ میں نے کہا اور سلطان کوئی کھوئی لگا ہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں سے نیند چھیننے لگی۔ اور وہ مسکراتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

اور وہ صاف کہنے لگا چاہا جان، کیا آپ مجھے بہت دیر سے جگا رہے ہیں؟

ہاں، ایسی ہی بات ہے۔ میں نے جواب دیا۔ بہر حال سلطان اٹھ گیا۔ اور میری ہدایت پر جلدی جلدی سامان سمیٹ کر تیار ہو گیا۔ ہم لوگ جہاز کو خیر باد کہہ کر اب اپنی سہم کے لئے تیار تھے۔ ایک پرہیزگار اور ہمتور سب مستعد تھے۔ قطعی درحقیقت ایک اچھا منظم تھا۔ چونکہ سمندری امور کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی اس لئے اس وقت اس نے مساری کان سنہال رکھی تھی۔

دوسری طرف کپتان قطعی سے تعلقات اور مناسب معاوضہ کی وجہ سے یہیں جلد از جلد ہر طرح کی سہولتیں ہم پہنچا رہا تھا۔ جہاز کی رفتار رستہ ہونے لگی۔ میں سمندر میں اٹارنے کے لئے آئے رکن تھا۔ اس لئے اس نے رفتار رستہ کر دی تھی۔

دقت گذرنا تھا اور پھر وہ دقت آگیا جب لاپٹ کو سمندر میں اتارنا تھا۔ کرن آپریشن میں سنہال لی، اور پھر کرن حرکت میں آ گئی۔ اس کا اسٹیشن بند ہونے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد لاپٹ میں بندھے ہوئے مضبوط تار بندھ گئے۔ پھر لاپٹ اپنی جگہ پر چڑھنے لگی۔ دیر پیکر کرن نے اسے اٹھایا اور ایک مخصوص جگہ پر

تک لے گئی۔ اس کے بعد اس کا رخ تبدیل ہونے لگا۔ اب وہ مندر کی جانب رخ کر رہی تھی۔ اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جا رہی تھی، ایک کے بالکل نزدیک پہنچنے کے بعد وہ رکن گئی اور اس کا اوپری حصہ محکم کر سمندر کے اوپر پہنچ گیا۔ اس کے بعد تار آہستہ آہستہ نیچے اٹھنے لگے۔ لاپٹ اب سمندر میں اتر رہی تھی۔ دوسری جانب ہمارے لئے اب سیرس لگا دی گئی تھی۔ وہ جہاز لاپٹ میں سوار تھے تاکہ اسے نیچے پہنچنے کے بعد اشارت کر کے اپنی مطلوبہ جگہ لے آئیں۔ ہم سب ڈیک کے نزدیک کھڑے ہوئے لاپٹ کو سمندر میں اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ بالآخر لاپٹ کی کچلی سلا نے پانی کو چھو لیا۔ اور اس کے بعد وہ سمندر میں پہنچ گئی۔

جہازوں نے نیچے سے ہک کھولے اور کرن تار سیٹھ لگی تھوڑی دیر کے بعد کرن ڈرائیو کرن کو نیچے لے گیا تھا۔ ہم نے کیمپ سے ہٹ کر ملایا، اور کپتان نے یہیں خوش دھنی کی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ایک ایک کر کے ہم سیرسوں کے ریسے نیچے پہنچ گئے۔ جہاز لاپٹ اشارت کر کے اس جگہ لے آئے تھے جہاں سیرس لگی ہوئی تھیں۔ پھر آخری آدمی قطعی تھا جو کپتان سے ہٹ جانے کے بعد نیچے اترتا تھا۔ اور اس کے بعد ہم سب لاپٹ پر پہنچ گئے۔ اور کپتان اور اس کے ساتھی کھڑے ہیں اور غور کر رہے تھے، جہاز بالکل رکن گیا تھا۔ مسافر گرو سوز رہے ہوتے تو یقیناً صورتحال معلوم کرنے کے لئے دوڑ پڑتے، ممکن ہے اب ابھی کچھ لوگ اس بات پر حیرت زدہ ہوں کہ جہاز کیوں رکن گیا۔

بہر حال قطعی نے لاپٹ کا اسٹیشننگ سنہال لیا۔ لاپٹ پہلے ہی اشارت تھی، جہاز لاپٹ سے اشارت کر کے چھوڑ گئے تھے۔ لاپٹ جہاز سے آگے بڑھ گئی۔ کپتان اور دوسرے لوگ کھڑے ہاتھ پا رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں ان کے ہیرو نمایاں تھے۔ اور ہم جہاز کی روشنیوں کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ لاپٹ کالی ڈور تک پہنچ گئی۔ تھوڑے جہاز نے اپنی جگہ سے جنبش کی اور خالصت صحت بڑھنے لگا۔ ایک عظیم الشان سمندری سفر کا آغاز ہو گیا تھا۔ اور ہمارے ذہنوں میں عجیب عجیب تاثرات تھے۔ شہر دوں کی رونجھونک میں اب ایک طویل دیر میں مندر سے نبرد آزما کی گئی تھی۔ اور ہم اس کے لئے خود کو مستعد پارہے تھے۔ تمام لوگ جس بول رہے تھے، انھوں نے مصری مزدوروں نے اپنی ذمہ داریاں سنہال لی تھیں۔ قطعی ہر چند کہ اسٹیشننگ سنہالے ہوئے تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ انہیں ہدایت بھی دیتا جا رہا تھا۔ جس سمت وزن زیادہ تھا۔ اس سمت وزن کم کیا جا رہا تھا اور چیزوں کو مختلف طریقوں سے رکھا جا رہا تھا۔



ہو گئے تھے۔ اور آسمان شفاف نظر آ رہا تھا۔ مسلمان نے آگے بڑھ کر  
 بڑے کا اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ انہیں لاپرواہی سے چلنے میں بہت لطف  
 آ رہا تھا۔ قطعی انہیں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ ڈریز لپک لپکا۔ بک  
 نے ڈبے کھول کر نشی پر کھڑی ہو گئی۔ پھر قطعی بدھن کے مستون  
 کی طرف چل پڑا۔ باد بلیں لپٹے ہوئے تھے اور مستول ٹیک مل کر  
 سب سے  
 سارے کاموں سے فارغ ہو کر قطعی نے اجازت میا ہی کر  
 تھوڑی دیر آرام کر کے میں مسلمان کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ باقی دو گھنٹہ  
 سوئے لیٹ گئے تھے۔ مزدور دن میں سے بھی چلے مزدوروں کی سوجنا  
 کی بدلیت کر دی گئی تاکہ وہ جاگ چڑھ سکیں۔ مسودہ خوب چمک رہا  
 تھا اور سمندر روشن تھا۔ پانی کرچھوٹی ہوئی نم براؤں سمیت کی تھری کا  
 احساس نہ ہونے دے رہی تھیں۔ مسلمان یگانہ یکا کیے کر لے لگا :  
 "خیریت کیا خیال آگیا ذہن میں؟"  
 "ان بے چاروں کے بارے میں سوچ رہا ہوں؟"  
 "کون بے چارے؟"  
 "میری جو سکون کی نیند سو رہے ہیں۔ ممکن ہے ان کی کھوپڑی  
 میں سوئے کے خواب گردش کر رہے ہوں؟"  
 "آہستہ مسلمان۔ انھوں نے غلامی رکھنا ہو گا ورنہ وہ دوستی اور  
 مہمانی چاہے کی فضا دشمنی میں بھی بدل سکتی ہے؟"  
 "سو رہے ہیں سب؟"  
 "پھر بھی احتیاط رکھو؟"  
 "انسان دولت کا انسانی کی کہیں ہوتا ہے چچا جان؟"  
 "نوجوانی بول رہی ہے اور ایسی نوجوانی جو چین سے کرے  
 اب تک کسی مالی مفاد سے کاشکار نہیں ہوتی؟"  
 "کیا دولت مل جلنے سے انسان دشمن ہو جاتا ہے؟"  
 "کیسی حد تک؟"  
 "پھر یہ دولت مند لوگ مسلسل دولت حاصل کرنے کے  
 لئے کیوں جدوجہد کرتے رہتے ہیں؟"  
 "یہ انسانی عمل ہے۔ اس کی پوس کسی کم نہیں ہوتی؟"  
 "مسلمان میری بات سن کر مسکرا دیا۔ اور پھر آہستہ سے بولا  
 "یقین کریں چچا جان۔ میں تو یہ ہوں بالکل محسوس نہیں کرتا :  
 "تمہاری بات اور ہے مسلمان۔"  
 "کیوں چچا جان! میری بات کیوں اور ہے؟"  
 "اس لئے کہ تم ایک قدیم نسل کے شہزادے ہو اور پاکستان  
 خیمے میں اس تحریر میں پڑھی اور حقیقت مسلمان میرے ذہن  
 میں بھی ابھی مشکوک ہے۔ ہر چند کہ وہ تمہارے اجداد کی تحریر ہے

اور تم اس سے بہت متاثر ہو۔ ملک میں اس کے اپنے  
 کسی ملک کو انہیں انہیں کی کہیں نہایت حد تک کہیں نہایت  
 ہر حوالہ اس میں مذمت ہے تو تمہیں سب سے پہلے چاہیے۔  
 مسلمان نے یہی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کے بعد پہلے  
 یہ موضوع نہ شرم نہ کیا۔ یہ کہہ کر خود بخود کھانک کھانک کر آواز دیا کہ یہ گفتگو دشمن  
 نے تو میرے ہونڈ کی آواز میں کی جارہی تھی۔ لیکن یہ طرہ جارہے تھے  
 نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ "خیر چاری۔" اور پھر دفعتاً مسلمان چپ ہو گیا۔  
 "چچا جان۔" وہ وہ دیکھتے۔ میں نے اس کے منہ سے  
 کی سمت نگاہیں دوڑائی۔ تو ایک عجیب سی شے نظر آئی۔  
 سیاہ اونٹ خاکو بان ہے شاہ قورقور میں نظر آ رہے تھے۔ ان کا  
 رنگ اسی موٹر بوٹ کی جانب تھا۔  
 "شاہک بڑے ملتے ملتے سے آواز نکلی۔ اور مسلمان دلچسپی کی  
 نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔  
 "یہ شاہک پھیلیاں ہیں۔ ان کے بارے میں تو بڑی بڑی  
 خوناک داستانیں سنیں ہیں۔ بلکہ کچھ نہیں سنی دیکھی ہیں۔ کیا یہ  
 اتنی ہی خطرناک جوت ہیں جتنی انہیں کہا جاتا ہے؟"  
 "اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ میں نے بھی اب تک شاہک  
 پھیلیوں کے بارے میں جو کچھ سنا ہے وہ یہ ہے کہ سمندر میں ایک  
 خوناک عفریت کی حیثیت رکھتی ہیں۔  
 "اور۔" یہ کشتی ہی کی طرف آ رہی ہیں کہیں اسے نقصان  
 تو نہیں پہنچائیں گی؟" مسلمان نے کہا۔  
 "ہر شہزادہ ہر جاڈ۔" یہ خیال ہے تو نا سارے تبدیل کر  
 دیں؟ میں نے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور مسلمان نے  
 موٹر بوٹ کا رخ بدل دیا۔ پھیلیوں کا خول اس طرف دوڑتا ہوا چلا  
 آ رہا تھا۔ جیسے موٹر بوٹ کو ٹکرائے گا اور پھر وہ ان کی آن میں  
 ہمارے قریب پہنچے گا۔ پھر موٹر بوٹ کو شدید جھٹکے لگے۔ اور ان  
 جھٹکوں سے سروسے ہوئے لوگ بھی جاگ پڑے۔ قطعی مددی  
 سے چارے قریب آ گیا۔  
 "یہ کیا ہے؟" کیا ہے؟"  
 "میرا خیال ہے شاہک۔" شاہک پھیلیوں نے ہم پر حملہ  
 کر دیا ہے۔" میں نے جواب دیا اور اسی ایک۔ پچی جڈ کھڑے ہو کر  
 سمندر لپٹا دیکھنے لگا۔ اور اسے اونا نام نہاد موٹر بوٹ کے کنارے  
 پہنچا ہی تھا کہ کشتی زور سے دھماکا۔  
 "خیر چار۔" جیسے جیسے جاز۔" جیسے جیسے جاز۔" وہ وقت  
 آوی۔ کیوں زندہ کی کو صورت سے نکلا کہ ہے ہو۔" اور وہ شخص  
 گہرا کرچھوٹے ہٹ گیا۔ چچا جان نے اس کے دیکھتے گندری

تھیں۔ اور وہ اتنی طاقتور تھیں کہ موٹر بوٹ کو جھٹکے لگ رہے تھے  
 کوئی کوئی پھلی موٹر بوٹ سے لڑا بھی۔ ہی تھی۔ اور اس وقت میں  
 لگا جیسے موٹر بوٹ ایک جانب کو اٹھ رہی ہو۔  
 "کیا کیا جلتے دھبے؟" میں نے قطعی سے پوچھا اور قطعی  
 نے آگے بڑھ کر رائل ایٹام رائل ایٹام تیار تھیں ماس نے دوسرے  
 تھم لوگوں کو بھی ہی اشارے کئے۔ اور تمام معری جان رائل تھیں  
 تان کر کھڑے ہو گئے۔  
 پھر قطعی نے پہلا ناز کیا، اور ایک شاہک پھلی کا کولان  
 زخمی ہو گیا۔ وہ تڑپ کر نیچے گئی، اور دوسرے نے پھر اٹھ کر  
 اس بار اس کا ہولناک منہ ہماری طرف تھا۔  
 یہ پھلی تھی، یقین نہیں آتا تھا۔ اتنا بڑا منہ پھیلا یا تھا کہ  
 ایک آدمی کا سر اس کے منہ میں چلا جاتا۔ اس نے پانی میں غوطہ  
 کھایا، اور آکر موٹر بوٹ سے نکل کر، موٹر بوٹ زور سے بلی اور مسلمان  
 کی گرفت اسٹیرنگ پر مضبوط ہو گئی۔ یہ زخمی پھلی کے خون کی بو  
 تھی یا پھر ان کا انتقام کہ دور دور سے اور بھی پھیلیاں اس سمت  
 آئے تھیں۔ شاہک کا پورا خاندان ہمارے گرد جمع ہو گیا تھا جس  
 طرف رنگا دھنسی کو بان کی کران نظر آتے۔ قطعی عجیب سی نگاہوں  
 سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہر تقریر لپٹ لپٹ میں کہا۔  
 "یہ صورت حال میرے لئے نئی ہے۔"  
 "کیا مطلب؟"  
 "مطلب یہ کہ شاہک پھیلیاں عوام زخمی ہو کر بھاگ جاتی ہیں  
 لیکن ان کا یہ غیظ و غضب بڑا عجیب ہے۔ دیکھ میں آپ کو بتاؤں  
 بلکہ صاحب۔ کران پھیلیوں کے خاندان سمندر کے مختلف حصوں میں  
 آباد ہوتے ہیں اور جہاں ان کے قبیلے ہوتے ہیں وہ جگہ بھر خوناک  
 ہوتی ہے۔ کپتان نے مجھ سے کہا تھا کہ اس سمت شاہک پھیلیاں بہت  
 زیادہ پائی جاتی ہیں۔ موٹر بوٹ چونکہ پھلتی ہے، چار کی بات دوسری  
 ہوتی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ موٹر بوٹ کو کیسے جھٹکے لگ رہے  
 ہیں۔ کہیں کوئی اور پھلی اسے الٹ دے؟" قطعی نے کہا۔  
 "ہم سب کے چہرے پر تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔  
 مسلمان کے۔ اس کے چہرے پر تشویش کی سی شوقی اور چمک تھی جیسے  
 وہ اپنا پسندیدہ کھیل دیکھ رہا ہو۔  
 دفعتاً ایک شاہک پھلی نے لالچ کے بالکل کنارے پر سر  
 اٹھایا۔ اور تقریباً پانچ فٹ اونچی بلند ہو گئی۔ خوش قسمتی تھی ہم  
 لوگوں کی کہ کوئی کنارے پر موجود نہیں تھا۔ ورنہ اس وقت تک  
 کوئی خوناک حادثہ پیش آچکا ہوتا۔ پھلی کا منہ کنارے پر پھنس  
 گیا تھا اور لالچ اتنی لیزر ہی ہو گئی تھی کہ کوئی اسے سری پھیر



آپ بھائی تو آسانی آسکتی تھی۔ اس مکان وہ بان کر چھوٹے لگا تھا۔  
 قہقہے لگے اندھاوند چھل کے ڈانچک شریعہ کر دی تین  
 چار گویاں کھانے کے بعد وہ بیچے اور سمندر میں اٹ گئی۔  
 لاپچ کو شہر چھکا تھا اور دوسری جانب تمام لوگ  
 لڑکھکے چھپیل اتنی تعداد میں جھجھکی تھیں۔ کراب یہ خطرو  
 پیدا ہو گیا تھا کہ وہ یقینی طور پر لاپچ کو تباہ کر دیں گی۔ تب قہقہے نے  
 گردن ہٹا دی۔ اور اپنی رائے ایک جانب رکھ دی۔ پھر وہ مجھ سے  
 کہنے لگا۔

”اب میں دوسرا کھیل کھیلنے جا رہا ہوں۔ شکر ہے کہ یہاں  
 نے ہیں اس صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا۔“  
 دوسرا کھیل۔؟ میں نے سوالیہ نگاہوں سے قہقہے کو دیکھا۔  
 وہاں میں اس کا بندوبست کیے کے علاوہ۔ قہقہے نے جواب  
 دیا۔ اور تیزی سے دوڑنا لگا لاپچ کے پچھل جتنے میں پہنچ گیا۔ اس نے  
 لاپچ میں رکھے ہوئے چھوٹے چھوٹے اٹھائے جن میں پتھر دل ہوا  
 پورا تھا۔ پھر وہ ان تینوں کے کاک کھولنے لگا۔ اس کے بعد اس نے  
 پتھر دل کو زور سے پانی میں اچھال دیا۔ پانی اٹھ کر سے تھے اور پتھر دل  
 پانی کی سطح پر پھیل گیا۔

قہقہے نے لاپچ کو تھوڑا سا پیچے کرنے کے لئے کہا۔ اور  
 سلمان لاپچ کو گور کر پیچے لے آیا۔ اس کے بعد قہقہے نے پتھر دل کا  
 ایک اور پتھر پانی پر غالی کر دیا۔ اس کام کے لئے اسے بڑی جرات  
 کا کام لینا پڑا تھا۔

کارے پر جانے کے بعد مشعل تھا پتھر دل کو پھینکے سے ٹک  
 کے ذریعے پانی پر پھینکا تھا۔ اگر کلاس پر جایا جاتا تو یقینی طور  
 پر کسی نہ کسی شاگرد کھلی کاشکار ہو جاتا اور اگر ٹیڈ زرا بھی ہے  
 احتیاطی سے اٹھایا جاتا پتھر دل لاپچ کے کسٹ اردوں پر بھی  
 پڑ سکتا تھا۔

چنانچہ قہقہے نے لاپچ کو پھینکے کی کوشش کی اور تین چار  
 دن پھینکے کے بعد پیچے جھٹ کر لاپچ کا اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ اس کی  
 حرکت میری نگاہ میں نہیں آتی تھی۔ لیکن اسٹیرنگ سنبھال کر اس  
 نے لاپچ کو تھوڑا سا پیچے کیا اور اسے ایک مخصوص زاویے پر لاکر لاپچ  
 فاسٹنگ سنبھال کے چلنے لگا۔ پھر اس نے جلدی سے پتھر اٹھایا  
 سے پھینکا اور اس کا گول سا بانکر لہجہ میں لے لیا۔ پھر اس سے  
 فروری کر دیا۔ اس کا کسٹ پتھر سے میں آگ لگا کر جاتے۔

فروری نے اس کی جرات پر عمل کیا اور یہ صورت حال میری  
 نگاہ میں بھی آگئی تھی۔

جناہ اگر سمندر میں پھینکا تھا اور اب پانی کی سطح پر ایک

غیب و غریب نظر آ رہا تھا۔ پتھر دل نے آگ پکڑ لی تھی۔  
 پھیلوں کا غول جھٹ بہت۔ لہجہ تھا اس میں تھا۔ اس لئے وہ  
 اس آگ کی لپیٹ میں آگئی۔ اور ان میں انفرقاری پھیل گئی۔ اس  
 واقعے سے شاید وہ ڈر گئی تھیں۔ لاپچ کو اس جرات سے پیچھے ہٹا  
 دیا گیا تھا کہ سمندر پر پڑا ہوا پتھر دل اسے کی نقصان نہ پہنچا سکے اور  
 پتھر قہقہے کے کہنے پر لاپچ کی رفتار تیز کر دی گئی۔ کچھ پھیلیاں لاپچ کے  
 پیچھے دیکیں۔ لیکن پھر جب انہیں یہ احساس ہوا کہ ان کا خاندان  
 بہت پیچھے ہو گیا ہے تو وہ خود بھی اپنی جگہ تبدیل کرنے لگیں۔  
 سمندر پر مشعل ابھر رہے تھے۔ اور دلچسپ نظر آ رہے تھے۔ ان کے  
 من سے تھا۔ لاپچ انی شعلوں سے کافی دور نکل آئی تھی۔ اور اس طرح  
 ان پھیلیوں سے بچھا چھوٹ گیا تھا۔

میں نے تحقیق آمیز نگاہوں سے قہقہے کو دیکھا۔ قہقہے نے لاپچ  
 ”جب مجھے کہتا ہے۔ یہ بات جلتی تھی کہ اس طرح شاکر  
 پھیلوں کے غول بہت زیادہ نظر آتے ہیں۔ تب میں نے اس پتھر دل  
 کو بندھت کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس وقت اور کی نی چارہ نہیں تھا  
 یہ غول یہ وہ خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے ایک بار کسی سیاحتی کے سفر  
 نامے میں ان کے بارے میں پڑھا تھا۔ بعض اوقات تو یہ غول چھوٹے  
 جھوٹے جہازوں پر بھی حملہ کر دیتے ہیں۔ اور ان کی تعداد جوں جوں  
 برقی جاتی ہے۔ یہ زیادہ خطرناک ہوتے جاتے ہیں۔ مسئلہ صرف یہ  
 تھا کہ ان میں سے کوئی ایک پھیلی ڈر جائے۔ اگر لوگوں کے زخم تو انہیں  
 نہیں ڈرا سکے تھے۔ لیکن آگ کے شعروں نے انہیں بدحواس کر دیا۔  
 ”قہقہے۔ شکر ہے۔۔۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ اور قہقہے ہنسے لگا۔  
 ”نہیں بابا۔ یہ تو میرا فرض تھا۔ میں بدحواس ہی تم لوگوں کے  
 ساتھ نہیں آتا تھا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ سمندری امیر کی ذمہ  
 داری میرے سپرد کر دی جائے۔ باقی معاملات خدا کے ہاتھ میں  
 ہیں۔ اس نے جواب دیا۔

فرزادی اور سلمان بھی قہقہے کی اس کوشش سے متاثر نظر آ  
 رہے تھے۔ بہر صورت ہم میں سے کوئی شخص اگر سب سے زیادہ  
 بے فکر تھا تو وہ تھا سلمان۔ اور میں جانتا تھا کہ فرزادی کی عمر ایسی  
 ہی ہوتی ہے۔ دنیا کا کوئی خطرہ۔ خطرہ نہیں محسوس ہوتا۔

لاپچ اب کافی دُور نکل آئی تھی۔ تب میں نے قہقہے سے کہا  
 ”قہقہے کوئی سمندری حادثہ نہیں راستہ نہ بھٹکا دے اس بات کا  
 بھی خاص طور سے خیال رکھنا ہے۔۔“

یقیناً۔ جو نقشہ ہم نے ترتیب دیا ہے اس کے تحت  
 ہم ابھی راستے سے نہیں ہٹیں گے۔ سوائے اس کے کہ تھوڑی دور جانے کے  
 بعد ہم منہ سیدھا کر دیں گے۔ اگر ہم یہیں سے اپنا رخ بدلیں تو

پھیلوں کا یہ غول بہت جرات سے قریب پہنچ سکتا ہے۔  
 ”نہیں قہقہے۔ اسی طرح چلتے ہو آگے چل کر راستہ بدل  
 لینا۔“

آفریقہ ایک سمندری میل چیلنے کے بعد ہم نے پھر  
 لاپچ کا رخ اسی سمت کر دیا۔ پھر ہمیں سفر کرنا تھا اور اس کے بعد  
 شام تک کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ ہم سب شاکر پھیلیوں کے  
 اس حادثے کو نہیں گنتے تھے۔ کئی جگہ میں شاکر پھیلیاں نظر آئیں  
 لیکن تنہا تھیں۔ وہ تھوڑی دور تک موڑ پھٹ کے پیچھے دوڑتی ہیں۔  
 اور اس کے بعد رخ بدل کر چلی گئیں۔ غائب ایک یا دو پھیلیاں کبھی کبھی  
 ایسی چیز پر غور نہیں کرتی تھیں جن سے انہیں خطرہ درپیش ہو سکے۔  
 میں اس سمندری مخلوق کے بارے میں سوچنے لگا۔ ہر جانور ہر جگہ  
 ایک باقاعدہ ذہنی نظام رکھتا ہے۔ اس کی ایسی سوچ ہوتی ہے،  
 اور وہ اپنے اندازے کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔

مورچ ڈھل چکا تھا۔ شام ہو گئی۔ آسمان پر ایک بار پھر  
 بادل اٹھ اٹھے اور پھر تقریباً ساڑھے آٹھ یا نو بجے کا وقت ہو گا کہ  
 بوندیں پڑنے لگیں۔

قہقہے نے جلدی سے لاپچ پر دوسرے انتظامات کیے۔  
 یوں تو ہم نے لاپچ پر ایک سا سائبان جیسی جگہ بنائی ہوئی تھی۔ کیوں اس  
 لئے نہیں بنائے گئے تھے کہ ان کینوں کی تعداد کتنی ہو سکتی تھی  
 غیاب ہے تمام افراد کینوں میں نہیں آسکتے تھے۔ اس لئے لاپچ  
 پر ایک سائبان ترتیب دے دیا گیا تھا۔ جس کے نیچے سورج سے  
 پناہ لی جاسکے۔ بہر حال قہقہے کی وجہ سے درحقیقت سمندری سفر  
 میں بے حد آسانیاں ہو گئی تھیں۔ اس نے شاکر پھیلیوں کو جس  
 طرح بھگا یا بھگا وہ قابل تحسین کارنامہ تھا۔ بارش باقاعدہ ہونے لگی  
 اور چا۔ لاپچ طر تانہ کی پھیل گئی۔ قہقہے کسی قدر سوچ میں ڈوبا ہوا  
 تھا۔ لیکن اس نے کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔

اس وقت رات کے تقریباً بارہ بجے ہوں گے کہ دفعتاً تیز  
 براؤں کے چھکڑ پلنے لگے۔ اور کشتی پھکڑے کھانے لگی۔ قہقہے نے  
 ایک لمبے آرام نہیں کیا تھا۔ وہ جیسے اس وقت کا منتظر تھا۔ اس نے  
 مجھے قریب بلا لیا اور سب گورشی کے انداز میں بولا۔ ”مسٹر بار۔ صورتحال  
 پریشان کن ہو گئی ہے۔ یہ تیز ہوائیں سمندری طوفان کی ہو سکتی  
 ہیں۔ بہر حال یہ طوفان کا موسم نہیں ہے۔ لیکن۔ سمندر کا کیا بھروسہ؟  
 کیا طوفان خوفناک ہو سکتا ہے؟؟ میں نے پوچھا۔

”آؤ ایسے ہی ہیں۔“ قہقہے کے جواب نے مجھے بھی پریشان  
 کر دیا تھا۔

اور سمندری طوفان آگیا تو کیا ہو گا۔ یہ چھوٹی سی جہاز

اس طوفان کا کیا مقابلہ کر سکے گی۔ سب لوگ قہقہے کے انکشاف  
 آگاہ ہو گئے تھے۔ سب کے سب بے سکون تھے سوائے سلمان کے  
 وہ کشتی کے ایک سرے پر کھڑا آسمان کی طرف منہ اٹھائے کچھ بددعا  
 تھا۔ جلد ہی کیا ہو گیا تھا اسے۔ پھر اسے اس کیفیت میں دیکھ کر اس کے  
 قریب پہنچ گیا۔ سلمان۔۔۔ میں نے اسے آواز دی تو اس نے  
 گھون گھون کر میری طرف دیکھا کیا بات ہے اور کیا دیکھ رہے ہو۔!  
 میرے سوال پر اس نے میری سانس لی اور مسکراتے لگا کچھ  
 نہیں چچا جان کر کوئی خاص بات نہیں ہے۔“

”طوفان کا خطرہ ہے۔“ میں نے کہا۔  
 ”یہاں بہت لوگ پریشان ہیں۔“

”تم نہیں ہو۔“

”طوفان ہمارا کچھ نہیں لگا سکے گا۔“ سلمان نے جواب دیا اور  
 میں تھمب سے اسے دیکھنے لگا۔ اس وقت سوال جواب کا موقع نہیں  
 تھا۔ میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”درحقیقت جہاز سے بڑا طوفان کوئی نہیں ہوتا لیکن اس  
 کے باوجود رشتہ داری ہے۔ تم نا امانی کی باتیں نہ کرو خود کو تیار کر لو۔“

میں تیار ہوں چچا جان۔! سلمان اب کم سن پھیل گیا۔ قہقہے  
 نے لاپچ کے انہیں بند کر دیئے تھے اور جڑی تندی سے وہی تار چھڑ  
 کو تھکوں اور کوبے کی موٹی زنجیروں کے ذریعہ بندھوا رہا تھا۔  
 کے سمندر میں گر جانے کا خطرہ تھا۔

”یہ شخص درحقیقت ہمارے لئے بے حد کد آمد ہے اسے  
 ہمارا زانی کا پورا تجربہ ہے۔“  
 اس میں کوئی شک نہیں۔ سلمان نے اعتراف کیا۔ ہوائیں تیز ہونے  
 لگی تھیں اور سمندر کا رنگ بدل رہا تھا۔ اوپری اور نیچے کشتی کی طرف  
 دونوں طرف ٹھس۔ طوفان آگیا۔ ہر جہاز کشتی سے ٹکرائیں تو پانی پھلکا اور  
 پوری کشتی کو شہر پر کرکڑا دوسری طرف مارتا۔ کشتی اب سمندر کے گرد  
 گم ہو چکی۔ عمل ختم ہو چکا تھا اور اب خاموشی سے اپنے بچاؤ کرنے کی  
 کوششیں کی جا رہی تھیں۔ آٹھوں مزدوروں نے ایک سوٹے سے  
 کراچی کپڑوں سے کس کوڑی میں لٹائی تھیں۔ بہت ایک ستارے بندھا  
 ہوا تھا۔ کشتی اب بری جہاز بدل رہی تھی۔ کبھی ایک طرف جھٹک  
 جاتی اور پلوں لگتا جیسے کاب ڈوبی نہ ڈوبی۔ کبھی کبھی شہر بدھوتا اس کا  
 ایک سر اٹھ کر اڑتی۔ میں نے سلمان کو مضبوطی سے ایک دستے سے کس لیا  
 تھا۔ مجھے اس سے اپنے کپڑوں کی کی مانند پناہ تھا اور درحقیقت اس  
 دفعتاً بے اپنے آپ سے زارہ اس کے بچاؤ کی آخری پانی کے تجربے  
 بدھتے تھے اور کبھی کبھی کشتی جھک کھانے لگتی تھی۔ آخر وہ تھکا وہ ڈھٹ۔  
 جانے۔ دونوں چیزیں بھی بے وزن ہو گئی تھیں اور آہستہ آہستہ مگر







ملف کر کے وہ وارہ لگانے پر بھی انھیں اشارت نہیں ہوا۔  
 قلبی طور پر اس سے ملنے لگا۔ پھر اس نے کہا:  
 ایک غلطی اور جو جی ہم سے کاش میں کسی لاپرواہی  
 کو میں سامنے لے لیجئے۔  
 کیا خیال ہے انہیں صوفیاں بہتر ہونے کے امکانات  
 نظر نہیں آتے؟ میں نے سوال کیا۔  
 وہ کیا جانوں کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ بلکہ میں نے کہا اور  
 دھوپ پڑ جائے تو انھیں اشارت ہو سکے۔ قلبی نے جواب  
 دیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ چڑھتا سورج آہستہ آہستہ  
 اوجھل رہا اور پھر غم جو تھی۔  
 شام کو ہوا کا رخ بدل گیا اور وہ کسی قدر تیز ہو گئی۔  
 تیز ہوا میں اتنی تیز تیز تھیں کہ سمندر میں طوفان کا غرور  
 پیدا ہو جاتا۔ لیکن وہ کتنی کراہی خاص رفتار سے ملے کر جھلک  
 رہی تھیں۔ اور کتنی تیز تیز تھیں کہ ایک صحت جڑ رہی تھی۔  
 بڑی الجھنوں کا شکار ہو گئے تھے۔ ہم سب کے سب کسی کی  
 سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جاسکے۔ مجھے سب سے زیادہ  
 جوت سلمان کے پر سکون چہرے کو دیکھ کر ہوتی تھی۔ کتنی اپنی  
 منہ کی جانب رواں دواں تھی۔ ہواؤں نے اس کے لئے  
 راستے کا تعین کیا تھا اور ہم اس راستے کو تبدیل نہیں کر سکتے  
 تھے۔  
 کتنی کے آخری گوشے میں کھڑے ہوئے سلمان کے  
 نزدیک پہنچ کر میں نے کہا:  
 "صوفیاں بڑی پریشان کن ہو گئی ہیں۔ سلمان!"  
 "کیوں؟" اس نے تسبیح ڈالنا شروع کر دیا۔  
 "تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔ جب  
 طوفان آ رہا تھا تب بھی تم انہیں پر سکون تھے۔ اور اب  
 میں تمہارے انداز میں کتنی تیز تیز تھیں دیکھ رہا ہوں۔"  
 "کیا آپ میری بات پر الجھیں کریں گے؟" مجھ پر حیرت  
 ملبھہ ہو کر میں کہوں گا۔ اسے صبیحہ دمات کی خرابی  
 تو نہیں تصور کریں گے؟  
 "کیا کہہ سکتا ہوں؟" میں نے اسے دیکھتے ہوئے  
 کہا۔  
 "ہم جس مسئلہ کی جانب لے رہے ہیں۔ وہی بار اعلیٰ  
 لگاؤ ہے۔ ہم وہاں تک پہنچ رہے ہیں کہ آپ اس بات پر  
 یقین کر لیں۔ حالات کیسے بھی نکلیں انھیں دیکھیں۔ لیکن ہر طرف  
 یہی وہاں پہنچا ہے۔"

ہم بات نہ کرنے والوں سے کیے کہہ سکتے ہو؟ میں نے  
 سوال کیا۔ اور سلمان کے چوٹوں پر ایک نر اسرار سی مسکراہٹ  
 چھیلی۔  
 "میں کس مسئلے میں کوئی خاص بات نہیں کہوں گا۔ بس  
 یوں سمجھ لیجئے کہ وہ سنائی دینے والی آوازیں میرے کانوں  
 میں سرگرمیاں کر رہی تھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم اپنی منزل کی  
 طرف تیز رہتے ہیں۔ ہلوفان اور یہ راستے کی رکاوٹیں  
 کوئی حلیت نہیں دیکھیں، ہمیں منزل تک پہنچنا ہے۔ میں  
 مجبوری سے لگا ہوں اسے اسے دیکھتے لگا۔ مجھے گمانی کرنا کہ  
 کہیں سلمان کی ذہنی حالت تو متاثر نہیں ہوئی ہے۔ لیکن وہ ہر  
 طرح سے مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ہر طور میں اسے سسٹے میں  
 اس سے کوئی بات نہیں کی۔ کہا کہ کم از کم اس بات کا تو مجھے بھی  
 اندازہ تھا کہ حالت پر اسرار ہیں اور سلمان کو جو مشق اس کے  
 آواز اچھا دینے سونپا ہے۔ اس میں وہ سب سسٹے کی مدد میں  
 کر رہے ہیں۔ سلمان کی اس بات کو سن کر مجھے کچھ گھٹسکوں  
 محسوس ہوا تھا۔ ہر طرف کتنی بڑھتی رہی۔  
 سنار سے نکل آئے جانے دو ہم شش تھلہ شلہ میں کہ مدیم  
 چھاؤں میں ہم سمندر تک چلنے والی سڑکوں کو دیکھتے رہے۔ سڑکی  
 رات کوئی سکون سے نہیں سو سکا تھا۔ کسی کو لگا کہ آگ بھی  
 ہائی تو وہ چمک کر انھیں سچا لے لگتا۔ بے یار و مددگار  
 سمندر کے سپنے پر وقت گزارنے کا تصور سبھی کے لئے  
 ہولناک تھا۔ خاص طور سے قلبی جو کہ بہانوں اور وہ بھی ہکا بھکا  
 اس مسئلے میں سب سے زیادہ پریشان تھا۔ کہوں کہ سمندر کی  
 پر اسرار زندگی کے بارے میں وہی سب سے زیادہ جانتا تھا  
 اسے یقیناً علم تھا کہ اگر کتنی اس طرح جیسے یاد مددگار  
 سمندر کے سپنے پر چلتی رہی تو بلاخر ایک دن وہ آجائے  
 گا۔ جب تو ایک غم جو جانے گا اور پھر وہ تمام سلسلہ شروع  
 ہو جائے گا۔ مجھے فیصلے کیا نہیں کی بائیں کیا جاتا ہے۔ لیکن میں  
 کی حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یا کہا کہ کم از کم وہ تو  
 قطعی نہیں جو کسی نہ کسی طرح سمندر میں کسی ہولناک حادثے  
 کا شکار ہو گا۔ اور نفسیاتی اسے بھا کر دوبارہ زندگی  
 کی طرف لٹا دیا ہو۔  
 رات کو کتنی۔ لیکن دوسری صبح جو ابھی پوری طرح  
 اُبھرنے میں نہیں پائی تھی۔ بدستور لے کر خوشیوں کا پیغام مان  
 قمری مدد اتنی کے ساتھ پریم نے ایک سیدھے دیکھ کر بھیجی تھی۔  
 اور سبھی دیکھ کر کئی جزیہ پر پہنچ گئے تھے۔ ہم سب ایک جگہ

## طاقت کے اشتہار

کہتے ہیں تیرہ سے اٹھارہ سال تک عمر بڑی طاقت  
 ہوتی ہے انسان کی جسم میں۔ اور پھر پھر سے اعلیٰ سیدہ  
 ہوتے ہیں۔ عمر انھیں ان کے اسی عمر میں بے راہ روی کا شکار  
 ہو جاتے ہیں اور جنسی تسکین کے بغیر غریبی طریقے اپنا لیتے  
 ہیں اور کچھ عرصہ بعد کو کو کر دیکھتے تھے ہیں۔ دیواروں پر  
 "تکھوتی ہوئی طاقت مائل کرنے کے اشتہار دیکھتے ہیں  
 نیم جیکوں سے رجوع کرتے ہیں، ان کا لڑکچہ رہتے اور  
 یقین کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی جوانی تباہ کر چکے ہیں۔ جبکہ  
 ایسا نہیں ہوتا ہے۔ نوجوان لاعلمی کے سبب پریشان  
 رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا علاج کرانے  
 سے پہلے جنسیات پر کچھ لکھی کتابوں کا مطالعہ کریں۔  
 ایسی بہت سی کتابیں بازار میں دستیاب ہیں جن میں  
 "جنسی تھینڈر" اور "جنسی صلاحیت بڑھائیے"  
 بہت مقبول ہیں۔ یہ کتابیں ہر لحاظ سے کارآمد ہیں انکے  
 پڑھنے سے ذہن میں پڑا ہوا خوف نکل جاتا ہے۔ وہ  
 غلط فہمی نیم جیکوں کے اشتہاروں نے پیدا کی ہے۔ دور  
 ہو جاتی ہے۔ ان کتابوں میں قابل اعتماد حکما کے نسخے  
 بھی موجود ہیں، نسخوں کی دوائیں بہت معولیٰ رنسم  
 خرچ کر کے بازار سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح  
 وہ نوجوان جو جوانی کے جوش میں بیٹھ گئے تھے لیکن انہیں  
 کی مدد سے خود کو نبھال سکتے ہیں۔

(ڈاکٹر اسلم غل)

مشہور ادیب ہنری ملر نے ایک مرتبہ پیرس میں سبیل لاری  
 پیا۔ گلاس فونٹاتے ہوئے اس نے دکان والے سے پوچھا: "تم دن بھر  
 کتنے سیبوں کا زینج بیٹھتے ہو؟"  
 "تقریباً ایک سو سیبوں کا۔ دکان دار نے بتایا۔  
 "میں تمہیں ایک شورو دیتا ہوں جس میں تم کے تم تقریباً دو  
 سو سیبوں کا زینج بیٹھ سکتے ہو۔ ہنری نے کہا۔  
 "کیسے؟" دکان دار نے قرار دیا۔  
 "گلاس لاری بھر کر دیا کرو۔"

میں ہو گئے اور جزیہ کے جانب دیکھنے لگے۔ مندرجہ ذیل  
 ہمارے گھر و حریفان میں ہنریہ۔ ہنریہ دیکھ رہے تھے  
 اور قلبی کے کہنے پر ایک ڈیڑھ انچوں نے جب سسٹال سے  
 کم از کم ایک منٹ نظر آئی تھی اور اب اس منٹ کی جانب  
 سفر کیا جاسکتا تھا۔  
 چنانچہ کتنی کا پیش اس طرف ہو گیا۔ آہستہ آہستہ رات  
 ہوتا جا رہا تھا۔ قلبی غایا ہو گئی تھی۔ اور ہم سب اب سسٹ  
 تے سو رہے تھے۔ بالآخر وہ مکمل مل ہو گئی۔ جو ہم سب  
 کو دوسروں کا شکار کئے ہوئے تھے۔ ہم سب بے حد  
 خوش ہو گئے تھے۔ جزیہ آہستہ آہستہ قریب آتا جا رہا تھا۔  
 اور کتنی کسی کی جانب چلے رہی تھی لیکن جب ہم جزیہ سے  
 کے کچھ اور قریب پہنچے تو دیکھ کر ہم سب نہایت غامض  
 ہو گئی کہ جزیہ سے کے گرد چاندوں طرح بڑی بڑی چٹا ہیں۔  
 اور وہاں بڑی بڑی شمشیریں سر پہنچ رہی تھیں۔ وہی ہیں۔  
 ان چٹانوں سے ٹکرائیں تو ایک سیب شور پیدا ہوا۔ اگر  
 کتنی ان سڑکوں کی لپیٹ میں آکر چٹانوں سے ٹکرائیں تو چند  
 لمحات کے اندر اندر ہمارے اعضاء فضا میں کھڑے ہو گئے  
 ہم نے آجس میں مشورہ کیا قلبی نے کہا کہ کتنی کو زبرد  
 تروک نہ لے جایا جائے۔ بلکہ کسی ایک جگہ رک کر تیرتے  
 ہوئے جزیہ سے ٹک پہنچا جائے۔ اس جوڑے سے فرار ہی اور  
 فیکلن کو ضرور اس انقلاب ہو گا۔ نیکان نے کہا۔  
 "لیکن کتنی کو اس طرح سمندر میں بھی تو نہیں چھوڑا جا  
 سکتا۔ جس میں ہمارا ساز و سامان ہے۔ اسے ہم کس طرح  
 وہاں تک لے جائیں گے؟"  
 "آپ کا کہنا درست ہے۔ سڑکیان۔ لیکن یہ تو دیکھتے  
 کہ سمندر میں اس طرح ہم بے بار و مددگار ہو گئے ہیں کہ  
 اگر ہم اس جزیہ سے میں نہ اترتے تو ہماری زندگی گناہ بھی  
 خطرے میں پڑ جاتی گی جس طرح جزیہ کے گرد چٹانیں  
 بکھری ہوئی ہیں اور جس طرح سوجھی اس کے پاس سر  
 اُٹھا رہی ہیں۔ اگر کتنی بھی سڑکوں کی لپیٹ میں آکر کسی چٹان  
 سے ٹکرائے تو ہماری زندگی ہی محال ہو جائے گی۔ ان حقائق  
 میں ہم سلمان کی فکر کریں یا اپنی۔  
 "وہ تو جھٹکے ہیں لیکن ہم جزیہ سے کھانے پینے کا کیا ہو گا؟"  
 "اس کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ جو  
 ملز و سامان ہم کسی بھی طرح ان دائروں میں نہیں  
 کر سکتے ہیں۔ وہ ہم اپنی اہستہ پر لاد کر قلبی اور کتنی کو اس



میریں پاس بھی تگ رہی ہو تب بھی یہ اپنی جگہ تک نہیں جاسکتا تھا۔

جسم سہنے کمر سے بندھی ہوئی رسیوں سے خود کو آزاد کر لیا۔ ان رسیوں کے لیے باکر کندھے پر ڈال لئے گئے تھے درمیان سے گزرتے کر کے۔ لچھے بنائے گئے۔ کیونکہ ایک آدمی یہ ساری رسیں لے کر نہیں چل سکتا تھا۔ نہ جانے اس کے میں کس شکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ بہر طور سندھ میں تیر کر یہاں تک پہنچ گئے تھے اور تھکنے سے خور چور تھے۔ لیکن اس وقت سے جب سے طوکان نازل ہوا تھا ہم سب مسلسل جدوجہد میں مصروف تھے۔ چنانچہ ٹیکوں کے متروکہ پر سب سے پہلے یہی فیصلہ کیا گیا کہ کوئی مسلح جگہ دیکھ کر آرام کی گھاٹی جائے۔ اور اس وقت تک سوتے رہیں۔ جب تک نیند نہیں نہ ہو جائے۔ سب ہی نے اس بات سے اتفاق کیا کیونکہ سب ہی کے بدن ٹھکنے سے جوڑ تھے۔ ایسی جگہ تلاش کرنے میں کوئی زیادہ وقت نہیں جوئی۔ بس ہم سندھ سے کافی دور ہٹ گئے تھے۔ تاکہ اپنی کاسٹ بد مشورہ ماری نیند میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ لیکن نیند بھی تو اس وقت صوبہ اسرائیل بھی کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ ہم سب گہری نیند سو گئے۔

صبح ہم اس وقت جاگے جب سورج ڈوب چکا تھا شام کے چوناک سائے پہاڑی چٹانوں پر پڑ آئے تھے۔ اور چٹانیں ان میں رد و پیش ہو کر رہ گئیں۔ اتنی گہری چٹانیں بھاؤ جاری تھی کہ چند لمحوں کے بعد ہاتھ کو ہاتھ بھی نہ سمجھائی دے۔ ہمارے اس روشنی کا انتظام تھا۔ لیکن اسے غفلت دکھائی۔ ضرورت نہ تھی۔ روشنی جگہ لے کر کپڑے مگھوٹے تو بیاں پلے جی نہیں نظر آتے تھے۔ اس لئے یہ خطرہ بھی نہیں تھا کہ زمین پر کوئی ایسی چیز نظر آجائے گی جس کی وجہ سے ہمیں جان کا خطرہ لاحق ہو جائے۔

دی گر د گیا تھا۔ چنانچہ اب جھوک بھی تگ رہی تھی۔ قطب کے مشورے پر سب نے اپنے اپنے کنوس کے نیچے کھوئے اور تھوڑی تھوڑی سی خشک غذا میں نکان کر مبدے میں تار لیں۔ لیکن ان کی مقدار اسیت کم رکھی گئی تھی۔ یہ حال اس وجہ سے کہ یہاں دو چاند ہیں۔

رات تو ہم سکون ہی گزار لی تھی۔ مگر دوسری صبح ہم کچھ کرکس اور مدھنہ رات کی پرسکون نیند نے دوسری صبح ہمیں لوی طرح جلتا چوندک دیا۔ سندھ کی تم چوکان

جگہ چھوڑ دیا جائے۔  
اے۔ اور اگر اس جگہ سے وہاں کا فیصلہ کرنا

پڑا تو۔  
جو کچھ بھی ہو گا وہاں کے ہمارے ہاتھ پر نہیں چڑھ سکتا۔  
چاہتی ہے۔ ہم وہی کہہ کر وہ جگہ سے ہیں۔ یہ تو مکی نہیں کریم  
سندھ کے چنے پر زندہ ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ خشکی  
پر زندہ کھسک کر اور حکومت ہی آتی ہے فرسندہ کے  
چنے پر چنے کی اور خشکی پر چنے آسکتی ہے۔ قطب نے  
جواب دیا۔

بہر طور سب تیار ہو گئے۔ درحقیقت اس کے سوا  
اور کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا۔ لیکن اس کے لئے کچھ خفائی  
انتظامات بھی کئے گئے تھے۔

کبوترس کے قیلے اپنا ہات پر باندھ کر ہم نے اپنی کر  
ہیں رسیوں کے چھندے ڈالے دسی کلاک سراسب سے  
آئے تھیں کی گھر میں خالہ سب سے بچے مری کریم چھیل  
ہیں تمام منہ دیا اس ایک ہی چھند سے منہ نکلتے تھے اس  
طرح کہ اگر کسی ایک کھان کے زلی کا خوف نہیں ہوتا تھا  
ہم نے بقاؤ کشتی چھوڑ دی۔ سب سے پہلے قطب نے اپنے اثر  
کی اور اس کے بعد ایک ایک کر کے ہم سب۔ قطب نے تیرنا ہوا  
آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ کسی ایسے راستے کی تلاش میں تھا  
جہاں سے سندھ کی دیو پیکل میں نہیں سندھ کی چٹانوں  
سے گزرنے سے روک سکے اور قطب کی زبردستی آنکھوں نے  
ایسی جگہ تلاش کر لیا۔ وہ نسبتاً بہتر جگہ پہنچ گیا۔ اور سب سے  
پہلے وہی خشکی پر اترنا تھا۔ اس کے بعد ہم سب۔

جانبوں طرف اونچی اونچی لوہاں چٹانیں پھیلی ہوئی  
تھیں ان کے گرد زلی زمین تھی۔ کافی دور دور تک کوئی  
پودا یا پانی کا چشمہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بالکل ویران اور بے  
آب و گیہو علاقہ تھا۔ یہاں ہم ہلکا ہلکا دھڑکتا چٹان کے  
علاقہ کے نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان چٹانوں کا رنگ ہزار سال  
کی گڑبڑ بل و بنا کے باعث گہرا سیاہ پڑ گیا تھا اور انہیں  
دیکھ کر بیت بھری جوتی تھی۔ لیکن گنا تھا۔ مجھے چٹانیں ان  
کی پہلی کہ کچھ کر نہیں ٹھہری ہو۔

ہند سے پاکیشٹہ و دیو بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ مزید  
چند منٹات پر گھر سے چھوٹے گڑبڑ میں دیو کی کاپی میرا  
چراغا۔ لیکن اس میں سے کمالی برکت ہوا۔ آٹھ دسی  
نہی بعد ہم اس میں رہتے کہ اتنی آہستہ سہی کر کر خود

لے مارے بدن تم کر دینے تھے لیکن یہ بھی اس وقت بڑی  
نہیں تگ رہی تھی۔

صبح کو جب ہم جاگے تو سورج بلند ہو چکا تھا اور  
نفا میں دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ سیاہ چٹانیں بھی اس  
دھوپ میں چمک سی گئی تھیں۔ دور بیت دور بیت کافی  
دور ہیں کوئی سرخ سسٹے نظر آئی۔ یہ تھے ایک بلند جگہ  
نظر آ رہی تھی۔ قطب اسے دیکھ کر۔ اور پھر تھوڑی دیر  
کے دیکھنے رہنے کے بعد اس نے بچے متوجہ کیا۔

”سٹر بار براہ کرم دیکھیں میرے غیب سے یہاں لسانی وجود  
موجود ہے۔“ اس نے کہا کہ میں اس کے اشارے کی جانب  
دیکھنے لگا۔ وہ سرخ تھے بچے بھی نظر آ گئی تھی۔ لیکن یہ اندازہ  
نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کیا ہے۔ میں نے قطب سے پوچھا۔ تو قطب  
کہنے لگا۔

”یقیناً کوئی سرخ کپڑا ہے۔ جو نفا میں لہرا رہا ہے۔“  
”اے۔“ میرے ہونٹ سٹک گئے۔

”کیوں؟“  
”تم اس سرخ کپڑے کے بارے میں کیا اندازہ لگا سکتے  
ہو قطب۔“

”میں نہیں کہہ سکتا لیکن جو خیال آپ کے ذہن میں آیا  
ہے۔ سٹر بار۔ وہ میرے ذہن میں بھی آیا ہے۔“

”مثلاً۔“ میں نے سوال کیا۔  
”یہ کپڑا کسی ایسے سیاح کا بھی ہو سکتا ہے جو یہاں  
تک پہنچا ہو۔ لیکن یہاں چھٹی کر رہ گیا ہو۔“

”اے۔ یہی خیال میرے ذہن میں بھی تھا۔ اس نے  
میں سے امداد طلب کرنے کے لئے یہ کپڑا کسی بلند جگہ  
باندھ دیا ہو۔“

”اے۔ ہو سکتا ہے۔ تو پھر کیا خیال ہے؟“ قطب  
نے پوچھا۔

”کیا کہا جا سکتا ہے۔ اب ترکشتی بھی ہم سے چھٹی ہو  
ہے۔“

”یقیناً لیکن زندگی کم از کم ابھی تک محفوظ ہے۔ یہاں  
رہ کر ہم زندگی بچانے کی کوئی ترکیب بھی سوچ سکتے ہیں  
اگر کشتی میں تپ سے رہتے تو آپ یقین لکھتے۔ بہت جلد  
جلدی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔“

”میں شفق ہونے پر۔ اور جانا ہوں۔ کہ تم سندھ کی  
زندگی سے بہت اچھی طرح واقف ہو۔“ میں نے جواب

دیا۔

”بہر حال آؤ ہن لوگوں سے بھی بات کر لیں اور انہیں  
بھی یہ سرخ کپڑا دکھا دیں۔ ملکی ہے۔ ان میں سے اور  
کوئی بھی صحیح راستہ دے سکے۔ قطب نے گردن ہلا دی۔  
اور تھوڑی دیر بعد ہم نے ان سب کو مشن بھیج کر دیا۔ وہ سب  
اس سرخ کپڑے کے بارے میں اپنی اپنی رائے دینے  
لگے۔ لیکن ان سب کی رائے ایک دوسرے سے اختلاف  
نہیں رکھتی تھی۔ سب کا یہی خیال تھا کہ کسی مصیبت زدہ انسان  
نے اپنی امداد کے لئے یہ سرخ کپڑا باندھا ہے۔“

”تو پھر اس کی طرف بڑھا جائے۔“ قطب نے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔ یہاں ان چٹانوں میں زندگی کو نہیں گزارا  
سکتی۔ اب لوہ کوئی مسہار اور نہیں گیا۔“ میں نے کہا اور

سب مجھ سے شفق ہو گئے۔ ابھی تک کسی نے کوئی شکایت  
نہیں کی تھی کہ ہاتھ بکنا بھی کوئی کیا احاطات کہ اس طرح  
تبدلی ہوئے تھے کہ اس مسئلے میں کسی کو نہ دار پھر یا نہیں

جاسکتا تھا۔ سندھ میں موجوں نے ہمارا رخ بدل دیا تھا۔ اور  
ہم اس جہرے پر آ پڑے تھے۔ ویسے یہاں آنے کے سلسلے

میں سب ہی نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ کہ ہمارے  
زندگیوں خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔ اگر آپس آئے تو ایک  
عالیئین خزانہ سے گرائیں گے اور اگر زندگیاں ویران علاقے

میں ہی ختم ہو جائیں۔ تو پھر جو چاہیں اس کی پروا ابھی تک  
کسی کو نہ تھی۔ چنانچہ آپس میں ہم سب میں ابھی تک مکمل  
اتحاد و اتفاق تھا۔ اور یہ اتحاد و اتفاق ہی ہماری زندگیوں

کا مانع بن سکتا تھا۔

چنانچہ ہم صبر و سکون کے ساتھ کہیں جھلسان اور کہیں  
کھردری چٹانوں پر سفر کر لے گئے۔ یہ چٹانیں کہیں کہیں سے  
درمیان میں خند بھی رکھتی تھیں۔ جنہیں عبور کرنا مشکل نہ ہوا۔

اور لیوا ہم طوطی سفر کرنے کے سندھ سے نامیے دور ہو  
گئے۔ اس کے بعد ہم چٹانوں کے سلسلے کے آخری تھے تک پہنچ  
گئے۔ جہاں سے پھر تیلی زمین کا سفر شروع ہوتا تھا۔ جو

کھردری اور کہیں کہیں چٹانوں سے جھری ہوئی تھی۔ لیکن چٹانوں  
کے بالکل راس میں ہم نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر ہم ہلکا سا  
رہ گئے۔

یہاں کئی ٹلٹل چھوٹی کشتیاں بھری ہوئی تھیں۔ ان  
کے نیچے اور ہر انفر بھرے ہوئے تھے۔ اور وہی کشتیوں  
کے درمیان کہیں کہیں غنائی بھری تھی نظر آ رہے تھے۔ ہم

یہاں کئی ٹلٹل چھوٹی کشتیاں بھری ہوئی تھیں۔ ان  
کے نیچے اور ہر انفر بھرے ہوئے تھے۔ اور وہی کشتیوں  
کے درمیان کہیں کہیں غنائی بھری تھی نظر آ رہے تھے۔ ہم



نہیں ہیں۔ کہہ کے نے زیادہ متروک نہیں ہونا چاہئے۔ بیشک  
ہر کسی سرزمین پر جو کہ کسی پیش آہنگا جگہ گنا پر ہے گا۔

”مجھے اس ارجمند راستہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ حالات سے  
کس قدر بے پرواہ ہے۔ مجھے سن واقعات پر اسے کوئی تشویش

”جس بادرس جسوں پرنا چاہیے۔ تقدیر بھی کرنی چاہیے۔ محنت ہے جو بھی سمجھنے چاہے۔ بے متین کیا ہے۔ وہ تو ہر کہے گا۔“  
”میں بھی آپ سے متفق ہوں۔ مسرت علی۔ اور شاہد مسکن

[illegible]









یہاں پہنچی۔ ان چٹانوں سے ٹکرا کر اپنی پائیں ہر گلی سمنڈ کی  
طوفان ان کشمیریوں کو بٹھائے کہاں کہاں لے جاتا ہے۔ اور  
اس میں سوار آدمی زندہ نہیں بچتے ہیں۔

ہم نے چند کشمیریوں چٹانوں کے اس طرف دیکھی ہیں  
یہ آخر کس طرح؟

”تم کیا سمجھو، سمنڈ کا پانی غصوں دلوں میں ان  
چٹانوں کو مہو کر لیتا ہے۔ اور اس وسیلے زمین تک پہنچ  
جاتا ہے۔ کشمیر؟ آسان ان چٹانوں کے اوپر سے گزر کر  
یہاں تک آ جاتی ہیں۔“

”خدا کی چاہ۔ انہی بلندیوں۔“

”ان بہت دور دور تک سمنڈ کی لہریں ہوتا ہے۔  
تک جہاں تم اس وقت بیٹھ ہو بعض اوقات پانی سے بھر  
جاتی ہے۔ اس نے جواب دیا اور ہمارے ساتھ کھڑے  
موتے سمنڈی لہروں کا یہ طوفان کا زلزلہ ہمارے لئے بہت  
غیب خیز تھا۔ کیونکہ وہ چٹانیں بہت ہی بلند تھیں۔ ہر طور پر  
سمنڈی لہریں وہ چٹانوں سے اس لئے جھوٹے لہروں پر چکا  
تھیں اس سے کافی جلدی ہوئی۔ پھر غصی نے کہا۔

ہر طور پر سمنڈی لہریں وہ چٹانوں سے اس لئے جھوٹے لہروں  
پر چکا تھیں اس سے کافی جلدی ہوئی۔ پھر غصی نے کہا۔

”ایسا خیال ہے سمنڈی لہریں۔ آپ کا ہاں میں صاحب  
کے بدن پر آسکتا ہے۔ آپ انہیں کوئی لباس دے دیں؟“

”مرد۔“ لڑکی نے جواب دیا اور لباس نکالنے  
کے لئے چل پڑا۔ پھر سمنڈی لہریں اس سے سوال کیا۔  
”وہ آپ کا لہروں کہاں سے ہند؟“

”پر چٹانوں سے۔“ لڑکی نے جواب دیا۔ ”اس نے  
جواب دیا۔“

”ہوں۔“ سمنڈی لہریں انہیں اس سے دیکھ کر گروں  
بلانے لگا۔ لڑکی نے اپنا ایک لباس اُتارے ہیں کر دیا۔

”تم یہ لباس پہن لو۔“ لڑکی نے کہا۔ وہ لباس کر دیکھ  
کر ہنسنا اور ہنسنے لگا۔

”مجھے صرف اپنی بدن کے لئے کوئی کپڑا درکار ہے۔  
بغیر کوئی لباس پہننے کی عادت ہی نہیں ہو گئی ہے۔“

”لو۔“ چٹانوں میں لڑکی جہاں سے پہنچے وہاں لڑکی  
نے جواب دیا اور اس نے ان کی ہدایت پر عمل کیا۔ بڑی بے تکلفی  
سے وہ سب کے ساتھ ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ صرف ایک لڑکی کے

زخم کی وجہ سے تھوڑی سی شگلاہٹ کا شکار تھا۔ درنا سس  
کے بدن میں اور کوئی کمزوری نظر نہیں آتی تھی۔ تھوڑی دیر  
پہلے اس کی حقیقت تھی۔ وہ اب دور ہو گئی تھی۔

”چٹانوں کا انچو اس کے زخم پر سے ہٹا دیا گیا تھا۔ اس  
نے اپنے اعضا کو متحرک کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے بنایا نہیں کر تم لوگ یہاں تک کس طرح پہنچے؟“

”وہی کہانی جلدی تھی ہے جو تمہاری ہے۔ جارا جارا  
میں نہ ہو گیا تھا۔ ایک بڑی لالچ سے ہم سمنڈی لہروں سے

گرنے لگے۔ لیکن سمنڈی طوفان نے ہماری لالچ کو ان علاقوں  
میں لایا۔ اور وہ ہر طور پر چٹانوں تک پہنچ گئی۔ ہم نے

لالچ کا لہریں دو چھوڑ دیں اور تیر کر ان چٹانوں تک پہنچے۔ وہ  
لالچ چٹانوں سے ٹکرا بھی سکتی تھی۔“

”سو فیصدی۔“ اور اس کے بعد سمنڈی لہروں سے اعضا فضا میں  
بکھرے پڑے ہوئے۔ میں اپنی آنکھوں سے ایسے کچھ نہاظر

دیکھ چکا ہوں۔ تو مجھ کو نے بتایا۔

”مشرک بکار کیا آپ ہیں ان جھگڑوں تک سے جا سکتے  
ہیں۔ جہاں سے آجے گمہ نے کار سست ہے۔ دلدلوں کی

سست کو آگے سفر نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اب ہم کچھ ہم کافی  
فعلی ہیں۔ اس لئے جو کچھ ہو کر ان جھگڑوں سے گزر  
سکتے ہیں۔“ لڑکیاں وہ چٹانوں سے دیکھتا رہا۔

”ہم بولے۔“

”انہیں تم لوگ کم از کم مسلح ہو اور کسی خطرے سے  
نشت نہ ہو۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جہاں

کی باتیں کے بعد لڑکیوں نے جو سنے ہیں تم اچھا خاصا ایرویشن  
ساتھ لے آئے ہو؟“ اس نے ایک چہنچہا ہوا سوال کیا۔

”وہ حقیقت اس سوال کا بار سنگین ان کوئی جواب نہیں  
تھا۔ لیکن غصی جلدی سے بولا۔

”ہم اس وقت کے اندرونی علاقوں میں ہمیں کے لئے نکلے  
تھے۔ اور اپنی طرح جاتی ہو چکے تھے۔ ہمارا ہدف گرم پانی تھا کہ

از لہجہ کے کسی ساحل پر نکلیں اور پھر وہاں سے اندرونی علاقوں  
میں داخل ہوں۔ ہمارے پاس اس وقت کے لئے ایرویشن

موجود تھا جو ہم نے جان بوجہ سے لے لی تھی۔ اس سے زیادہ  
غیبی رکھا اور اسے لئے جوئے ہی لالچ پر آخر گئے۔“ لڑکیاں

غیبی سی نکلا جہاں سے نہیں دیکھنا۔ صاف ظاہر تھا کہ  
اس سے جلدی بات پر نہیں نہیں آیا۔ پھر اس نے ایک تھوڑی

سائس لے کر کہا۔

”ظاہر ہے کہ اگر لہریں داخل ہونے کی وجہ یہاں کی  
روایات ہیں۔ جیسے اس سے کوئی غصی نہیں ہے

ہاں اگر تم لوگ میرا ہدف برداشت کرنا پسند کرو۔ تو میں  
نہیں ان جھگڑوں کی سمت لے جاؤں گا۔ اور اگر تم نہ چکا

کر لکل گئے تو شاید میری ہی جان بچ جائے۔ ورنہ میں تو  
جہاں ان چٹانوں میں۔ چٹانوں میں موت کا انتظار کر رہا تھا؟

”بالکل بے فکر ہو۔ ہم تمہارا لہریں لہریں چٹانوں سے  
میں نے کہا اور وہ مطمئن نظر آئے۔ لڑکیاں ہنسنے لگیں۔

”تمہارا بہت بہت شکریہ۔“ کتنے عرصے کے بعد میں نے  
اپنے جیسے انسانوں کو دیکھا ہے۔ کسی عبات کی ہے وہ

لہجہ کر۔ میں تو اپنی زبان میں جیوٹا جا رہا تھا۔ جیسے اس  
کی کیفیت کا احساس تھا۔ ہر طور پر اسے سونے کے لئے

کہا اور پھر ہم خود بھی لیٹ گئے۔ اس شخص کے مل جانے  
سے وہ مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ جو ہمارے ذہن میں کلک رہا

تھا۔ لیکن اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہاں سے لڑکیاں  
کے اندرونی علاقوں میں داخل بہت ہی مشکل ہے۔ ہم مشکل

سے نکلنے کے لئے ہی کو ہم نے سفر کیا تھا۔



سہارا نہ ملتا تھا۔ وہ سوچتا رہتا تھا کہ کیا اس کا یہ حال  
ہو گا۔ وہ سوچتا رہتا تھا کہ کیا اس کا یہ حال  
ہو گا۔ وہ سوچتا رہتا تھا کہ کیا اس کا یہ حال

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"  
اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے آہستہ سے کہا۔  
"اگر یہ حال ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟"



میری گردی سے ایک ٹھنڈی چیز آگئی۔ میں نے وحشت زدہ انداز میں جھٹ کر دیکھا اور جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر مغیرہ گیا۔ ڈیڑھ روٹھا جس کی نفل میں اس وقت سیانہ بھی نہیں تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے تباہا کھڑا تھا۔ بڑا لگتا تھا جیسے اس کی ٹانگ کا زخم اچانک خشک ہو گیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں دلی ہوئی رطل کی نال میری گردن پر لگی ہوئی تھی۔

میں نے ہوش و حواس قائم کرنے کی کوشش کی یہ منظر اتنا قابل یقین تھا۔ لیکن اطراف میں دوسرے ناقابل یقین منظر بھی بکھرے ہوئے تھے۔

وہ نفسیاتی بارہ میرا افراد تھے۔ جو ڈیڑھ روٹی کی طرح بالکل شہا تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں رطل دلی ہوئی تھیں۔ سب کے سب سوتے ہوئے لوگوں پر رطلیں تانے ہوئے تھے اور سوتے والے خائبان کی تھوکر سے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ وہ حقیقت پر منظر خواب سا محسوس ہوتا تھا۔ یہاں ان لوگوں کی موجودگی کیسے ممکن تھی اس دماغ میں تو ایسا تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ بچے ڈیڑھ روٹی کی نفل کے آدمی معلوم ہوئے۔ میرے حین سامنے ہوش مند رطل تانے کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے میری ہلکی جھپک گئی۔

ہر کوئی عورت تھی۔ لباس سے بے نیاز، اپنے آپ سے بے نیاز وحشت خیزی کا جہنا جاننا نوز۔ بڑے محب سے انداز میں وہ کھڑی ہوئی تھی جیسے دیکھ کر وہ میں پر قابو پا کر خاصا مشکل ہو جائے۔ لیکن اسے اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ تو رطل کی نفل سے لڑائی کے سپنے کو کشمکش میں تھی۔ لڑائی میں خوفزدہ سا ہو کر کھڑے ہو گیا۔ مجھ منورہ بھی ان کی رطلوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور وہ دو دو پہرے سے رہے تھے۔ بے ہوش تھے۔ بڑے ہوئے تھے۔ بھٹنا ان پر حملہ کر کے انہیں باؤ پاؤں پر بھر بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اور وہ میری آواز نکلتی ہے ان میں سے کسی کی ہو۔ اور یہ رطلیں بے جا سے علاوہ کسی کو تک نہیں تھیں۔ ہمارے ہسپتال میں ان لوگوں نے اپنے غصے میں کر لئے تھے۔ گویا وہ ہم سب پر قابو پا چکے تھے۔ لیکن کچھ آکر کچھ اس ناقابل یقین منظر پر کچھ یقین کیا جا سکتا تھا۔ شہا ڈیڑھ روٹی اور میرا اس کی

کہانی اور اس کے بعد یہ سب کے سب۔ ہر شخص جو اس پوری طرح جاگ اٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ جن میں کافی تعداد خورنوں کی بھی تھی۔ نفسیاتی اس نگارہ مرد تھے اور سب آٹھ خورنیں۔ مردان پشانون کے پیچھے سے نکل کر آئے۔ آگے تھے۔ لیکن اب بھی منتظر پر یقین کرنے کو ہی نہیں جانتا تھا۔

کھڑے ہو جاؤ دوست۔ کھڑے ہو جاؤ۔ ڈیڑھ روٹی آواز اٹھری اس نے میری گردن پر بند و ق سے ہٹو کا دیا تھا۔ میں نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور کھڑا ہو گیا۔ ڈیڑھ روٹی ایک دم جیسے بیٹھا گیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

یہ سب کیا ہے؟ اس کے بارے میں ہمیں تفصیل تو خود بخود معلوم ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کو غم دو کر زندگی بھونٹا نہ جائیں تو کوئی جدوجہد کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں تنگ ہونٹوں پر زبان جیسے زبردستی تھا۔ ڈیڑھ روٹی بات سب ہی نے سن لی تھی۔ اور مجھے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ سب ہی میری طرح میرٹ کا شکوہ تھے۔ یہاں تک کہ اس وقت سلمان بھی منظر نظر آ رہا تھا۔ ہر خند کے اس کے چہرے پر غور کا شائبہ لگ رہا تھا۔ لیکن صورت تو بہر حال اسے بھی تھی۔ جب ان لوگوں نے پوری طرح سے ہم پر قابو پا لیا تو انہوں نے دماغی عمل کیا۔

میں نے سمجھ لیا کہ وہ فکر ہے جو ہمارے پاس موجود تھے۔ اسے کرنا ہمارے ہاتھ لگتے۔ ہاتھوں کی بندشیں انہی سخت اور وحشیانہ سی تھیں کہ ہم جیش بھی نہ کر سکے اور ہمیں ہاتھوں کی پکڑاں تو ملتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ ان کے پاس بے لچے چہرے تھے جن سے انہوں نے کسب کاٹ لیں اور اس طرح ہم سب کو قید کر دیا گیا۔ وہ ان دونوں منورہ روٹی کو بھی گھبٹ کر اس جگہ سے آئے تھے جو خود سے غلطی پرانے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سر زخمی تھے۔ میں نے لڑاؤ نہ کیا تھا کہ ان کے سروں کی پشت پر کوئی وزنی لٹنے جا کر انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ بہر حال ہم سب کسی آفت کا شکار ہو چکے تھے۔ اور یہ آفت پوری طرح سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اس کا کوئی سرا جہن میں آتا ہی نہیں تھا۔

ڈیڑھ روٹی کہانی تو پوری دلد و زخمی۔ لیکن یہ اس کے ساتھی کہاں سے آئے۔ اس کا مقصد تھا کہ وہ جھوٹ

بول رہا تھا۔ لیکن اس حالت میں یہ منہ بے ہوشی کہیں سے آگئے۔ تنگ و مضرت گرد اور تنگ و مضرت مورنوں کو کچھ کر لیں۔ نہیں آتا تھا۔ ڈیڑھ روٹی نے ہاتھ انگریزی زبان میں تھپتھپانے کی ہوتی تو مجھے یہ یقین نہ آتا کہ ان کا تعلق کسی طور منہ بے ہوشی سے ہے۔ لیکن یہ اس کے دوسرے ساتھی بھی انگریزی زبان سے واقف ہوں۔ لیکن یہ کون تھے آخر یہ کون تھے؟

میں سوچتا رہا۔ ان سب نے ہمیں ایک جگہ بٹھا دیا۔ اور ہمارے گرد رطلیں لٹے ہوئے چہرے پہرے رہے۔ سلمان میرے قریب تھا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔ اب اس کے چہرے پر عین غور کے نقوش نہیں تھے۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

تم مسکرا رہے ہو سلمان؟ میں نے سہرا انداز میں کہا۔

اے اچھا جان۔ سلمان بے خوف اطمینان چہرے پہنے میں ہوا۔

کیوں آخر کیوں؟ میں نے متعجب انداز میں پوچھا۔

میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجھے یہ شخص شکوک نظر آتا ہے۔ سلمان نے کہا۔

اے اے تم نے کہا تھا۔ میں نے اعتراف کیا۔

لیس اچھا جان مجھے یقین نہیں تھا۔ اس کی کہانی یہاں ہر آپ کی سمجھ لیں کہ وہ تو میں جو میری رہنمائی کر رہی تھیں۔ مجھے اب تو ہوشیار کر رہی تھیں کہ اس شخص سے ہوشیار رہو لیکن آپ سے اعتراف بھی نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے بھی نہ کہا کہ۔

سلمان۔ عمر اس قسم کے شک و شبہات کا شکار تھا۔ تو وہ مجھے اس کا اظہار ہی نہ کرنا۔ بلکہ اس مسئلے میں کو عمل کر دینا ممکن تھا کہ سلمان کے اس عمل کو ہم کوئی اعجاز اذام تصور کرتے۔

رات زیادہ باقی نہ تھی۔ غور سے ہی دیر کے بعد ان کی رطلیں منورہ ہوئے۔ رطلوں کی کرنیں منورہ ہوئیں تو ماحول ایک دم جاگ پڑا۔

وحش خورنوں کے ہاں بے لچے تھے۔ اور ان کی کڑک پہنچ سہے تھی۔ ہاتھ پاؤں نہ پاس نہ کسی ایک دھجی بھی نہیں تھی۔ ان کے جسم گرد آلود تھے۔ وہ اس طرح آزادانہ طور پر چلے جیسے ہی تھیں۔ ہچکچاہٹیں ماسس ہی نہ ہو کہ وہ صورت ہی۔ ان کے چہروں پر بھی وحشت پس روی تھی۔ ان

کی روشنی میں یہ چہرے کہ اور وحشیانہ عکس ہونے لگے تھے۔ جھڑپاؤں اور رونے آگے بڑھ کر کہا۔

انہوں نے ہمیں لٹھوں کا سفر کرنا ہے۔

جو کچھ تم کہو گے ہم اس سے انکسار نہیں کرے ڈیڑھ روٹی۔ لیکن ہم نے ہمارے ساتھ ہتھیار لے کر لیا تھا۔ کیا اس کے جیوش تم اپنے بارے میں نہیں تفصیل بھی نہیں بتاؤ گے؟

بہت ہی جلد ہی یہ تفصیل جاننے کے لئے منورہ اس سفر طے کر رہی تھی۔ بعد میں تمام تفصیلات بتا دیں۔ ڈیڑھ روٹی نے جتنے جتنے کیا۔ اور رطل سے ہمیں اشارہ کیا۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ کہ ہم جیسے کی طرف سفر کریں۔ ان سب نے ہمارا سامان اٹھا لیا تھا۔

ہمیں ایک ہی جگہ رکھنا تھا اور وہ سب جگہ سے گرد و غبار اٹانے چلے۔ سب نے بولیں ہم ان ڈیڑھ روٹی پر سفر کر سکتے تھے۔ میں نے بارے میں ہم نے سوچا تھا کہ دن کی روشنی میں انہیں جھوٹ کر دیں گے۔ اور ہر جگہوں میں داخل ہوں گے۔

ڈیڑھ روٹی کو صبر کرنے میں کوئی زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ آئی وہ اپنے تھے کہ ان ہی قدم چاکر چاکر جا رہا تھا۔ اور ہم چلے۔

سبہ۔ یہاں تک کہ ہم ان کے اختتام تک جا پہنچے۔

یہ ڈیڑھ روٹی کہیں کہیں کڑی شکل میں بھی تھے۔ ایسے ہی ایک کڑی کے سامنے ہم نے ایک بہت بڑا سا جگہ خود بخود دیکھا۔ جو فقیرانہ انسان انہوں سے تراشا گیا تھا۔

اس سوراخ کے سامنے ڈیڑھ روٹی نے جیسے رکے گا۔ اشارہ کیا اور ہم زک گئے۔ ڈیڑھ روٹی مسکرا کر اندر کی جانب اشارہ کرنے پر توجہ۔

یہ جگہ پناہ گاہ ہے۔ اس سوراخ کے دوسری طرف ایک کٹاؤ غار ہے اور ہم لوگ اس غار میں محفوظ رہیں گے۔ ہم لوگ جگہ جگہ۔ جو کہ غار میں سب سے لئے گھبراہٹ نہیں نکلی کے گی۔ اس نے کہا کہ وہیں رہیں۔ چوٹی چوٹی جگہوں کے پاس جگہ راک۔ چہرے میں سے کہ کہ رنگ غار میں داخل ہونے اور لچے لچے کھونٹے نکال دے۔ جو بوسے کے بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے بکھوٹے زمین میں گاڑ دیے۔ ان لوگوں کے پاس اس قسم کا خاصا ستر سلمان معلوم ہوا تھا۔

کھونٹے گاڑنے کے بعد انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں باندھ دیں۔ رطلیں ان کھونٹوں سے باندھ دیں۔ گویا ہمارے ہاتھوں کو طرح اندھ دینے لگے تھے۔

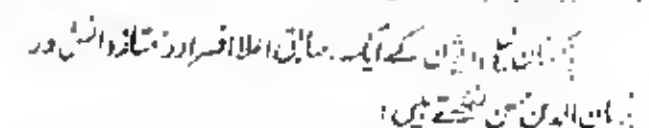


[illegible][illegible]



64

صورت حال ایسی بنی تھی کہ ان کے لیے یہ بات مستطابیل برحق کی طرف سے









اس کے بعد دوسرے اقدامات کا یقین کیا گیا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ ہمس جگہ رکھنا سب نہیں سے خاص طور سے اس غار کو نشانہ بنانا سچہ کہہ کر اگر دشمنی اس غار میں داخل ہوئے ہیں کامیاب ہو گئے تو پھر انہیں باہر لٹا لٹا لیکن نہیں جہنگل اور ان میں سے کسی ایک کی زندگی بچو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہم جیسے شکاریوں کے لئے ختم ہو سکے۔

سب بانی چونکہ نیند سے جاگتے تھے اس لئے صبح رات مجال سے  
بے خبر و بے خبر رہتے تھے۔ وہ چاروں گلوں کا نشانہ بن رہے  
تھے۔ چون کہ ان میں سے کچھ نے غاروں کی طرف توجہ نہ کی اس لئے کہ ان کی ہمت  
کی کچھ نہ تھی۔ ان میں سے کچھ نے غاروں کی طرف توجہ نہ کی اس لئے کہ ان کی ہمت  
ذاتی اور دنیوی کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو جس کی رائے نے  
ان کی رہائی کا کیا وہ ان کے ہمتیوں میں بہتری نہیں تھی۔ وہ کچھ  
تھے کہ ان کی رائے ان کے ساتھ یہ لوگوں کو کہتے تھے کہ ان کی رائے  
مرگ کو مارا جائے۔ انہوں نے ان کی رائے کو نہ مانا۔ وہ دوسرے  
نہیں کہہ رہے تھے۔ ان میں سے کچھ نے ان کی رائے کو نہ مانا۔ ان میں سے کچھ  
ان کے ساتھ یہ لوگوں کو کہتے تھے کہ ان کی رائے کو نہ مانا۔ ان میں سے کچھ  
ان کے ساتھ یہ لوگوں کو کہتے تھے کہ ان کی رائے کو نہ مانا۔ ان میں سے کچھ

و شیریں کھانہ شہر میں دیکھا جو کی دانش سب سے مراد تھی چنانچہ  
 اب یہ خطہ نہیں تھا کہ وہ غریب طور پر یہ نظم چھپ سکے تھے کیونکہ ان  
 کا سر پر وہی مانتیا تھا، ہم نیز رضا کا ساتھ دینے پر تھے جسوں میں



سکھتے تھے نہ انہوں نے گناہ اور نہ بھگت  
 گئے باہر... یہ دوسرے ہیں کہ کہتے ہیں کہ گناہیں  
 ہی غیر بہت قریب تھا کہیں نظر نہیں آتا تو ہم کہہ گئے یہ  
 رات بھر میں مشہور کن ہمارے قریب آیا کہیں آگ کے صدمہ میں  
 کی حالت نہیں کر سکا۔

اس طرح یہ چوبندہ راستہ گدی کی بجائے ایک فوٹو سروس کا  
تھا۔ دوسری جگہ سب کی حالت غیر تھی بڑا تھک سونے کے۔ نہ بنے نہ  
کوئی ہو گیا تھا اس سے قبل وہ اس حالت میں کبھی نظر نہیں آیا تھا۔  
سفر کرتے ہوئے وہ اس سے یہ سوال کرتا۔

۳۵۰۔ میں تم میں جیسا تجھز قید میں رکھوں گا۔  
وکیسی قید میں رکھوں گا۔ اس نے سزا کر دی۔

”تم میری قوت لڑائی کا سکہ ہر اکہ دیکھو:۔“ ملتان چند  
لکھت آؤں گے وہاں ہجرت کرو۔“

پچھلے میں آپ کو پتہ لگی کہ حقیقتیں جتنا عام ہیں۔ حقیقت  
 یہ تو سونڈھ کی میری اپنی ریلوٹ نہیں تھی بلکہ پورے گنبد کے جیسے بکے کھنڈ  
 کی ہے۔

کیا مطلب؟ • میں نے سوال کیا۔

”آپ یقین کیجئے مجھ جان کر۔ سب کچھ میری اندیشہ نوا فہم  
کا کوشش نہیں ہے۔ اس وقت سے جب سے سمجھنے اس حقدار  
کے لئے کوئی نادر ہے۔ علم جو کہ میرے مشاغل اور ایک ایسی ذمہ داری ہے  
جو میرے کیا و اجزاء اٹھتے چلے آئے ہیں اور اسے ہرگز کرنے میں کام  
رہے ہیں۔ ایک علم میرے حقدار سے اجراء میں نے سوچا کہ اس پر  
اس پر تاک کہانی کا انجام کچھ بگاڑ ہے اور یقیناً حوبہ کیجئے ہی اس  
خوف تمام ملک کے فائدے کا شرف مشاغل بنے گا۔“

وچاہاں۔ میں نے اس وقت صرف ایک بات سوچ کر دیکھ کر  
دو ہر کام رہے ہیں ممکن ہے ان میں قسمت و انصاف کی کمی رہی ہو۔ میں  
کسی بھی قسمت پر اس کو انجام دلایا گا۔ سارے جہان کی صورتیں میر  
نے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں گی۔ مگر نگہ کسی بھی مشن کی انجام دہی کے  
لئے انسان کو اپنے جسم کا رولوں رولوں وقف کرنا پڑا ہے۔ میرا سنا ہے  
حزم پلنے پلنے میں مگر جن کی اندر اس کے بعد جتنی بھی صورتیں رہے  
چشم آسکتی ہیں مہر کے لئے بے اثر اور بے مقصد ہوں گی۔ اگرچہ  
ہر سزاوارت میں کے لئے دوش پر سنبھالے ہوئے ہوئے جو سب سے بڑے بھی  
انہی چیزوں میں سے ہے۔ یہ آؤں میں ہر سمت سے شفا کرتی ہیں کہ میں ہر سزا  
فخر و صفا ہوں۔ میر کوئی قدم غلط نہیں ہے۔ ہر سزاوارت میں  
کہ ہوئے۔ دلی دھڑکن اور اس کے صورتیں کچھ ہیں جو

و اصل امر کے مطابق اس کی ساری ساری افغانی بہ لگے جیسے کہ  
 میں نے اس میں ہر طرح کا ہوشیار کیا ہے کہ اس کے کسی بھی  
 وعدہ کو توڑ دے گا۔ انہیں ہر قسم کی تفریق میں نہ لے گا۔ ہم  
 نے ضرور اسے اپنا راجہ ہی قرار دیا ہے تاکہ ہر طرف ایک ہی  
 کے ساتھ ہی رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے چل رہے ہو۔ وہ اپنی  
 بہت سی باتوں کو اس کے سامنے لگا دے گا۔

کافی وقت صرف کر لے۔

[illegible]

کہ کہ دل چاہے وہ قوت بھی پیش آئے۔ شکر است کہ پہلے ہر  
 جگہ کوئی کس نہیں سوا تھا کہ وہ وقت سے خوف نہ لگ سکا کہ  
 سناؤ نہ۔ یہ وقت بڑا ہے۔ میں سوچ رہا تھا۔ خود اذیت پر  
 خوشنماؤں میں تین گزینا نہ لانا کہ ایک جگہ وقت کی  
 پستلہ پران کر رہا تھا۔ نہ کہ کسی گری اور ہنس سے خوف نہ۔  
 اور یہ ہیں۔ ہر ایک انظر کے وقت کو ہنس کی ہمت بھی نہ کر پڑا  
 میں نے کیا کیا۔ بیکار ہوں۔ تھکے مارے کوئی نہ۔ ان میں سے کئی  
 ہر ایک کہہ رہا ہے۔

ہم کا سبب دکھانے کی کوشش ہے۔ اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔  
 سزا دلانے کی کوشش ہے۔ اور اس کوشش کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں  
 ہو سکتی۔ اس لئے جو اب وہاں میں میرے ساتھ تھے۔ سب غلطیوں سے  
 گئے۔ لیکن اس سلسلہ اب تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ اور اب غلط خیال و فہم  
 نظر نہ رہتے تھے۔ پھر ایک بہت ہی سادہ اور دیرینہ میل جہاں سے  
 آئی۔ وہ وہاں سے تھیں۔ جبکہ کہتا ہے پھر سے غرضی سے کھنڈھتے  
 مزید دور سے کہ کہیں کی جانب دور نہ گئی تھی لیکن غرضی سے نہیں  
 دیکھا اور وہ ایک تھیں۔

کہیں یہاں رہے ہر قوم بزرگ : قزاقی غصہ سے بھرے

پہنچا۔ ۔۔۔ قدم فرزند کیسک وقت ہوے۔

۱۔ پانی گن سونگ پل کا بنی ہے۔ بکر افرج کے گھنٹوں کا  
نیکلک جیل ہے جس کے تم لوگ رہاں تیں وہ گوں غرات پیشین کئے  
رہ پچھہ پالین کا ہاں ہے نہ پالندہ نہ کسی کے بد تم لوگوں اتر کئے  
جو۔ مرزا اور اس کے۔ اولیہ کم نہ تہمت عیسیٰ کے فریب۔ سوینا گھنٹہ پال  
کی نصا و کشتن تھی۔ شمشیری شمشیری ہوا میں نہ تھی جیل کا پانی  
چکسٹ تھا۔ پلٹ تقریباً سو گرجا تھا اور جس جگہ ہم رہے تھے  
وہاں سے تقریباً ایک سو چھ سو۔ چھین داغین۔ ہوا کو مڑا کر  
تھروں سے دو جیل پر جاتی تھی۔

چنانچہ اچھی طرح جائزہ لیتے کہ بعد از خود دیکھ کر اجازت سے  
 دیکھنا اور وہ مجھے آزار نہ پہنچے۔ اندر میں کہہ رہے تھے کہ حق سے  
 قہقہے نکل رہے تھے اور وہ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ہم گلیاں بھی  
 حوالہ دے کر بعد میں کیا ایسی بات شفاف نہیں تھی کہ اندازہ ہی  
 نہیں ہو سکتا کہ اس طرح کیسے کسی اور دن حلقے میں بے چین کا دھڑکا  
 کندہ مارا گئے۔ اور گھونٹی گھونٹی گھونٹی سے کھڑا ہوا تھا۔

ہم نے قتل کرتے رہے اور اٹھائے سٹھن کی آواز ابھر کر ۔  
 ہر چہ جان بچا جان فدا کر حرف دیکھے بس حرف ۔ وہ بجا  
 حرف ۔ وہ ایک استغناء کر رہا تھا ۔ میرے ساتھ سبھی کی  
 حکایتیں اور موت تو قیاس اور ہم نے ایک عجیب و غریب سفر کیا  
 کوئی جہل کے اُس کنارے پر موجود تھا ۔ ابقینا کوئی نشان ہو تھا شاہ  
 کوئی جنگلی کوئی وحش ۔ لیکن وہ آہستہ آہستہ کے ہی ساتھ مجھے جس جگہ  
 پہنچ رہا تھا ۔ اسی نے مجھے ہر گز کی کوشتیں نہیں کی تھیں ۔ ہر چیز  
 اسے دیکھنے سے بے پھر تھی ۔ آہستہ سے ہلا ۔

١٤٤٠

نہیں ہوا۔ اے! جیسے کہ چتر سب سے دیا۔

‘*Lebensgefühl*’.

مسکونی خطرہ نہ ہو؟ قرانی نے کہا۔

خطرات قہر مجھ ہیں۔ ایسا کرو ہم میں سے دو آدمی دلوں  
جہانے میں اور اسے دیکھتے ہیں! فی کون رخصتیں تیار رہیں مگر  
بچہ کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے۔

مگر اگر اسے دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ " نیکان نے کہا اور ہمارے چوتھوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

۱۰ ڈاکٹر صاحب بہن ملاؤں میں آگے میں آؤا میں انفرنگ  
کوناسی حراج ملن ہسین ہے۔ میں نے کہا۔

میں اور سلطان تہمت بہت جلد جہیز اتارنے کے لئے لکھ کر لائی  
میں پہنچے کے بعد ہم نے تیرا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد  
ہم اس کی رسی پکڑ گئے۔ جہاں وہ سیاہ فام پڑا ہوا تھا سیاہ  
فام کا ٹھوڑا دھڑکا کر اس نے زخمی تھا۔ اس پر سے جو گڑے گوشت  
غائب تھا وہاں زخم سے خون رس رہا تھا۔ انسانی قوی بیکل  
جہاں کا ایک اور نیک عجیب سی شخصیت کا زوریں تھا۔ اتنا شدید  
زخم تھا اس کے بدن پر لیکن اس کے چہرے پر کوہر کے آثار نہیں تھے  
اس کے دھڑکی اس کے سینہ سینہ صاف تھیں عزیز ہو گئے۔ آنکھوں میں  
تھکن نہ تھی اس کی کیفیت نظر آتی تھی سلطان اور میں اس کے  
قریب پہنچے ہم نے اسے لہو نہ کھلا اس کے چہرہ پر دو تھکن نقش  
تھا اور بنجر ہوئے تھے گھر کی عجیب و غریب قسم کی بڑی لکڑی  
پڑی ہوئی تھیں۔ ہم نے اس کے زخم کو دیکھا۔ زخم بہت غریب تھا  
اس کے زخم کو زخمی کی زوری ضرورت تھی۔ میں نے (دو اور  
دیکھا اور پھر اشارے سے لیگان کو اس طرف بولا۔ لیگان کے لئے  
یہاں ایک آٹا ایک بہت بڑا مسکہ تھا لیکن جو کو میں جو رہا تھا  
اس نے اس نے جیل میں اتارنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ تب  
میں نے سمجھنے کے۔

مسلمان بہتر ہے کہ کو تم ریلن چلے باؤ اور کچھ دیکھت  
کوسو، تید حال باؤ یا پھر ہم ایک کیوں ذکر کی کس فیض کو اٹھا  
کریں عتہ سے خاص۔

شکل ہے۔ اسی میں اس کا زخم اور خواب ہو سکتا ہے۔  
ملہا نے خواب دیا۔ یہ ثابت بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دانی تھی۔

ہر شخص کو کہہ دے کہ اسے یہ جانا چاہیے کہ اس نے اپنے  
 دل کے لیے کیا صورت عمارت بنائی تھی دل کے لیے کیا صورت  
 جس کے کہ اس حرف آئیا۔ صورت عمارت کے کہ اسے یہ کہ  
 کو صورت پر بھی لکھی تھی اس کے لیے ایک ایک کو کہہ دے کہ  
 کہ ایک ایک کے لیے۔ دل کے لیے کیا صورت عمارت کے کہ اس نے







www.parksciencey.com



76



### شجرہ

ابیس بہر حال صوبہ اور ملاوٹوں کے لیے باعث حیرت بنا۔  
تعب و محنت سے وہ ہر وقت موجود اور بے پناہ قدرت کا مالک  
ہے۔ بھی کو آسانی سے ہر کام تک پہنچا کر جنت میں آدم اور حوا کو  
بھی بکھلنے میں کامیاب ہو گیا۔ شاعرانہ اور فلسفیانہ مضامین  
مذہبوں، مونیوں، واپسوں، عالموں، زبداول اور فنیوں کو اس  
نے جس طرح اپنے دامن بکس میں چسپاں کیا ہے اس کی کئی مثالیں  
ماخذ اور الفروع ملائے ہیں جو کسی نے اپنی کتابت تکس ابیس میں کہ  
دی ہے جو واقعی عالمانہ بھی ہے اور دل چسپ بھی، لیکن زبان  
دل چسپ مغربی کی وہ حقیقتات ہیں جو انھوں نے ابیس کے گہرے  
محلات و محلات کے ہاسے میں کی ہیں، سورہ کشف کی آیتیں  
اور انچاسویں آیات میں ابیس اور اولاد ابیس کا ذکر آیا ہے اور ان کی  
دستی سے منبغ کیا گیا ہے کہ ان کی دستی زبان و ذلت و وقوت کا باعث  
ہے۔ اولاد کے ذکر مغربیوں کو ابیس کی بڑی کاخیل آتا لڑی تھا۔  
چنانچہ بعض نے کہا کہ ابیس کی اولاد اس کی بڑی کے بطن سے پیدا  
ہوئی ہے لیکن بعض نے دوسرے مغربیوں نے اس طرح کا تولد اولاد میں  
کیا۔ لیکن تحقیق کے مطابق ابیس کی بڑی پرندوں کی طرح اٹھتی تھی

فراری نے جو کہہ کر تھا اسکی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا  
تھا۔ ان حالات میں ہم مصیبت میں پھنس سکتے تھے۔ جو اٹھانے  
میں جیتی تھانے رہتے تھے۔ سیاہ خام زور دل کے لیے تو یہ  
تھا کہ اس قدر تھی کہ وہ ملن کی حفاظت کے خیال سے راتوں  
کو کوئی نہیں ہاتھ تھے دوسرے ایک بھی ابیس پاکو خوش تھے  
بے نیاز تھے تو اس اور زمان کو کہیں ان پر زور سے چندان وہ بھی  
نہیں تھی۔  
کیا خیال ہے فراری، جس کی طرف ہڈا ہاتھ ملانے  
کہہ دے تک سوچتے ہیں کہ بعد سوال کیا  
"ابتدائی طور پر تو اس وقت کے گوان کو گوان کا رخ دوسری  
طرف ہے۔ اس طرف ان کے مذہب کو خطرہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد  
ہم لکھتے ہیں کہ اس کی اصل سوال کا نہیں کہہ سکتے۔ فراری نے جواب دیا  
"اس نے ان کی طرف سے فراری نے فراری نے فراری نے فراری نے  
فرار کا کیا ہوا ہے نہ نہیں۔"  
"اس کی اور بھی سزا فراری سے حق ہوں اس کی وجہ سے  
چکہ ہم ان جھگڑوں کا سبب کہہ تو نہیں آئے ہیں۔ ہڈا ملانی

کا باپ۔ کہہ کر گئے تھے کہ وہ بھی دوسروں کے سر اور گردن  
نے کر آئیں گے۔ تو کیا یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ شکست کھا جائیں اور  
ان کے دشمن اس قبیلے کا رخ کریں تو پھر یہاں سے وہ سر اور  
عورتیں بے جا میں لوہاں میں ہوا سے سرگرمی حاصل ہوں گے  
سے یہ کیا گیا کہ تھیں ہی رات منبغ پاکو پہل سے دلچسپی مت  
دریائی دلدل علاقے کی جانب سفر کرتے ہوئے لڑکھن جانا چاہیے  
اتنی دور کہ یہ لوگ جلا پتہ نہ پاسکیں، اور اس کے بعد جب ہم جانا  
جگہ پہنچ جائیں تو پھر اس سے راستہ غائب کر لیں۔

سر شام ہی آسمان بارش سے ڈھک گیا تھا، فضا میں نمی  
مٹی جی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ بارش کسی بھی وقت ہو سکتی  
ہے، لیکن ابھی تک بارش کا کوئی دھڑو نہیں تھا، رات کے تقریباً  
چار بج گئے اور آدھی گھنٹہ ہو چکی تھی، قبیلے کی عورتیں اور وہ لوگ  
برہنہ کی عورتیں ہمارے گھیرے تھے ہمیں رات کا کھانا نہ گئے تھے  
اس کے علاوہ ہمارے لیے آگ روشن کر دی گئی تھی تاکہ پھر وہ عورتیں  
سے چھڑاؤ ہو سکے۔ میں پھر بہت سے اور کافی بڑے بڑے  
آگ ہم نے روشن کر دی، ایک بگے ہم سب نیا ہو گئے،  
بسی کے کہہ کر تو ہمیں ہر سہرے رات سے اور بے سہارے لیے ہوئے  
ہیں بگہوں پر تکیا تھے۔ ہر سہرے آگے دلہ راتوں کی سمت  
ہی تھیں، لیکن ہم نے مٹی راستے کا انتخاب کیا تھا چنانچہ صبح  
وقت ہم سب تیار ہو کر اس راستے کی جانب چل پڑے۔ اولاد  
کی تعداد میں ہم لوگ آگے بڑھے تھے تاکہ کسی کو شہ نہ ہو سکے اور  
ہمارا انداز بھی اس طرح کا تھا جیسے ہم پہل قدمی کر رہے ہوں، ہمارے  
رات کے اس پہر پہل قدمی کسی طور نہ سب نہیں تھی لیکن پہر  
اس کے علاوہ کوئی پہل کا بھی نہیں تھا، یہ اتفاق کی بات تھی۔  
ہمیں کی وجہ رات کا پہر کہ ہمیں کسی نے نہیں دیکھا اور ہم سب  
بلا خواہی جگہ پر گئے۔ پہل سے ہمیں آگ کی جانب سفر کرنا تھا،  
تاری آگ شہر کی کہ لڑکھن کو غم بھلائی نہ دیتا تھا، لیکن یہی موقع  
ہمارے لیے بہتر بھی تھا، اس تاری سے فائدہ اٹھا کر ہم جتنی دور  
نکل جاتے اس میں ہمارا فائدہ تھا، لڑکھن کی روشنی ہمارے فرار کے  
لئے بہتر ثابت نہ ہوئی۔

ہم آگے بڑھتے رہے، اس گھنٹہ تاریکی کی وجہ سے سڑک پر فکر  
آتی تھی جتنی جتنی پہنچتے تھے، جگہ جگہ سڑک پر بھی تھیں اور  
ہمیں کہہ سکتے تھے کہ ہمارا گام ہمیں کہاں سے ہائیگا۔ رات کا  
نہیں ہمارے ساتھ تھا، ہم بھی تھیں، جگہ کہاں اختتام تھا؟  
کے بارے میں کوئی کہہ نہیں کہہ سکتا تھا، ہمارے ہی منبغ نہیں۔

اور خیرات اللہ علیہ وسلم، اور ہمیں کا بھی خطرہ تھا لیکن ہر طور ان  
تمام خطروں کے ساتھ ہم آگے بڑھ رہے تھے اور ہماری ہی خوش  
تھی کہ جس طور بھی ممکن ہو سکے، قبیلے سے دور نکل جائیں۔  
راستہ چٹائی تھا اور شکر یہ تھا کہ ابھی جنگلوں کا راستہ نہیں  
شروع ہوا تھا، ویسے بھی اس بات کا یقین نہیں کیا جاسکتا تھا کہ جس  
راستہ کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں، وہاں آگے چل کر ہمیں کتنے نکلے  
پر جنگل ملیں گے۔ لیکن جو کہہ بھی تھا اب تو بے سفر طے کرنا ہی تھا۔  
ہم اہم عورتوں کی طرف متوجہ رہے، ہمارے کتے بڑھتے رہے  
اور ہماری رات یہ سفر جاری رہا، شکر تھا کہ کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں  
آیا جو ہمارے لیے حلیف رہے ہو، پھر جب ہمیں کتے بڑھنے چھوڑے  
تو ہم نے کھانے کی طرف ہمارے پیش سمت دور تک پہنچا ہوا ہے،  
گرا ہم جنگل کے کنارے کا سستہ سفر کرتے رہے تھے اور جنگل بہت  
پہلے آگیا تھا۔

جنگل کے اس حصے سے جنگلی درندوں کی آوازیں بھی آ رہی  
تھیں، جن پر ہم نے پہلے غور کیا تھا، کیا تھا مان اور اڑی کس کس کر  
ہم کا سبب کر رہے تھے۔

سلمان میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، فراری اور ڈاکٹر  
وہاں نے جنگلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
"خدا کی پناہ، اس کا مقصد یہ ہے کہ جنگلوں کا مسئلہ بہت دور  
سے شروع ہو گیا تھا۔"

"ہاں، رات آگیا تاکہ کسی کی ہم جنگلوں کے بارے میں کوئی  
انداز نہ لگ سکے۔"

میرے خیال میں میرے انظر میں داخل ہونے کے بعد ہم نے  
اپنی زندگی کا سب سے خطرناک سفر کیا ہے۔ یہاں ہوا۔ اور سین  
رشتہ تھا۔

"کیا کہا جاسکتا ہے ڈاکٹر سلمان، ہم تو ہر لمحہ کسی کسی خطر  
سے دوچار رہتے ہیں۔"

"لیکن کیا انداز ہے، ہم کسی دور نکل آئے، فراری نے  
سوال کیا۔"

"بیرخیال ہے کہ رات بھر کا یہ سفر ہمیں ان سے دس بارہ  
میں دوسرے آیا ہوگا، کہہ کر سڑک بٹھا کر، زیادہ تیز نہیں تھی۔ اس  
نے اس سے زیادہ فاصلے کا مسیحا نہیں کیا جاسکتا۔

"ہر طور پر یہی طرح ممکن ہو گئی ہے، کیا خیال ہے، ہمارے  
آرام کا حصہ۔"

"ہمیں ڈاکٹر سلمان اس وقت آرام نہیں مناسب نہیں







مزدوروں کا انجمن ہوں کے ساتھ اگر ہم ہنسنا  
اور لہکنا سچے انداز میں ملے تو ہم دیکھیں گے کہ ان

سوال کیا لیکن مسلمان نے اس بات کا کوئی لڑا نہیں دیا۔ "میں  
نے تم سے سوال کیا ہے مسلمان ۔  
"الہی ۔ مسلمان چونکہ پڑا۔

کہا۔  
 کیا نغمے کے مطابق تم اس بات کی تصدیق کر سکتے ہو کہ ہم  
 صحت و درست ہیں۔ باتیں نے وہاں سامنے کھینچنے سے





کہا جو ہم لوگوں نے ترتیب دیا تھا۔  
 "ہاں ہم سید کی فرمائش پر اس طرح سے جلد آگے چلے  
 گئے۔ پہلے ایک دوڑ کی مانند ہم گھر سے دوسری طرف چلے  
 گئے۔ راستے میں ایک گھر تھا۔ لیکن ان میں راستہ کی اور بھی  
 باتیں تھیں۔ اس کے بعد ہم ایک دوسری طرف چلے گئے۔  
 جہاں اور اس طرف تھیں کہ شاید اس طرف پہنچ کر۔۔۔ سلطان  
 نے خودی کے عالم میں کہہ دیا تھا اور میری حالت خواب تھی۔ وہ  
 لوگ اس مسئلے پر سوال کر سکتے تھے جس کا میرے پاس علم کے  
 بارے میں جواب نہ ہوتا۔  
 "لیکن نقشے میں تو اس بار کی کوئی نشانہ ہی نہیں ہے۔"  
 "نہ میں اس پر کوئی جواب دے سکتا ہوں۔ سلطان نے کہا۔  
 "تم اتنے دینی سے کیسے کہہ سکتے ہو یہ بات۔"  
 "ہم جس میں سے کہا اور جو آپ لوگوں نے سنا وہ مکمل  
 ہے۔ اس کے بعد کسی سوال کی گنجائش نہیں۔ سلطان کے پاس  
 ایک عجیب سی طاقت تھی۔ قطعی حرازی اور یہاں اسے دیکھنے پر  
 یقین ان کے چہرے کے تاثرات فرشتوں جیسے تھے۔  
 "یہ طاقت انسانی ہم میں سے کسی کو بھی پسند نہیں آتی تھی  
 قطعی نے کہا۔  
 "تسہ لے لے اس سے کوئی فرق نہیں۔ سلطان نے بڑا سادہ  
 بنا کر کہا اور ہر سے پاس سے ہٹ گیا۔  
 "بھول بار صاحب آپ کلاں کے اس دربار کے بارے میں  
 کیا کہتے ہیں۔ قطعی نے جواب دیا۔ میں نے اچھا اچھا کرنا  
 کو خواہش رکھنے کے لیے کہا اور پھر دیکھ لے کر چلے ہوا۔  
 "ان لوگوں نے اس پر ہلائی تو جہت نہ۔  
 "نہج دینا ضروری ہے، آپ خود کو چھوڑیں۔ سزا باور زنگی  
 اتنی معمولی چیز نہیں ہے جسے غلو فضا پر فرما کر باجائے  
 "گر سزا قطعی ان تمام باتوں کے بارے میں تو آپ پہلے بھی  
 سوچ چکے تھے۔" یہ باتیں انہیں تھیں۔ میں نے کسی قدر  
 ہر دہلیز میں کہا۔  
 "اں مگر ہمیں ایسے حالات کا علم نہیں تھا۔  
 "ابھی تک نہیں تھا۔  
 "اگر سلطان کو تسلیم کے ساتھ میں اسے نہ سونپوں تو  
 ہمیں ملین کرنے کے لیے لگی لگی کریں۔"  
 "میں اسے مجھ نہیں کر سکتا۔  
 "یہ کچھ عام تھان کی بات ہوئی۔ قطعی نے جوت فیڑ سے

"تمہارے خیال میں ہم کبھی راستہ پر نہیں۔"  
 "وہ وقت سے کہیں کہہ رہے ہو۔"  
 "یہ بات آپ جانتے ہیں، چچا جان۔ یہ تو رانہ کی جارہی  
 ہے۔ بہت سی نادیدہ قوتیں میری بسف ہیں۔ یہ میرے ابدوں  
 کی رو میں ہیں جن کی نگاہ مجھ پر ہے۔"  
 "ملوہ۔ میں خاموش ہو گیا۔ اس فلسفی حقیقت سے کم از کم  
 میں انحراف نہیں کر سکتا تھا۔  
 "میراوی، سفر دوسرے روز شروع ہو گیا۔ پہلا درجن  
 دلیس خزانہ کی ذاتی جنگی جالور اس وقت ہم نے ایک ایسی جگہ  
 قیام کیا جہاں ایک کھانا چھوڑا ہوا تھا۔ یہ قلعہ ایک چوڑا  
 دروازہ تھا جس کی کہیں کہیں درخت لگے ہوئے تھے۔  
 "رات ہو گئی تھی۔ ہم آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ قطعی  
 خزانہ اور فیکان کا۔ یہ اب کچھ بدل گیا تھا۔ وہ بدل ہو گئے تھے  
 تینوں نے ہم سے اور آرام سے لیٹ کر بات کی تھی۔  
 "دھندلا خزانہ کے حلق سے ایک آواز نکلی۔ وہ۔۔۔ وہ  
 کیا ہے۔" صاحب کوئی نہیں تھا۔ لیکن ہم سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔  
 بہت دور دراز سے ہم نے ایک جگہ آگ روشن دیکھی تھی۔ آگ کے  
 شعلے رات کی تاریکی میں چمک رہے تھے۔ لوہان سے سیدھی دھواں  
 بلند ہو رہا تھا۔ قطعی خزانہ اور فیکان نے ایک ہی لمحے میں  
 کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ میں اور سلطان بھی کھڑے ہوئے۔ آگ کو دیکھتے  
 رہے۔ جب میں نے میری سانس لے کر کہا۔  
 "لیکن یہ معافی لوگ کون ہیں؟ لیکن یہ کبھی نہیں رہے۔  
 لی کہ یہ باتیں میری اس بات کا سلطان نے کوئی جواب نہیں دیا۔  
 قطعی خزانہ اور فیکان آپس میں کچھ گفتگو کر رہے تھے پھر قطعی نے  
 میری طرف رخ کر کے کہا۔  
 "کیا خیال ہے سزا باور۔ کیا وہاں چلنے کے دیکھا جائے۔"  
 "مناسب تو نہیں ہے اگر وہ معافی لوگ ہوں تو ہم ان کے  
 بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں کہ کسی قسم کے لوگ ہیں اور ہمارے ساتھ  
 کیا سلوک کریں۔"  
 "اور اگر فریقہ مقامی ہوئے تو۔۔۔؟" قطعی نے سوال کیا۔  
 "تب بھی یہ نہیں کہہ جا سکتا کہ وہ لوگ کون ہیں اور ان کا مقصد  
 ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔  
 "ہم یہ خطرہ مولیٰ لیتا رہتے ہیں۔" قطعی بولا۔  
 "کیا مطلب ہے؟"  
 "مطلب یہ کہ ہم فیصلہ نہ کر رہے ہیں۔ دیکھتے ہیں

وہ کون ہیں اور وہاں کیا کر رہے ہیں۔"  
 "اصول طور پر یہ مناسب نہیں ہوگا۔ سزا قطعی۔  
 "میں کسی اصول کو نہیں ماننا۔ لیکن اور فریقہ بھی اس مسئلے  
 میں میرے ساتھ ہیں۔ اصول کی بات آپ نے تو زور دی ہے سزا  
 باور۔ یوں سمجھئے کہ اب ہمارے درمیان وہ طاقت نہیں رہی  
 جو اب سے کچھ عرصے قبل تھی۔"  
 "اس کی وجہ یہاں کیا ہوئی۔ سزا قطعی؟"  
 "غیب ہے۔ آپ سمجھا رہا انسان ہو کر یہ بات کر رہے ہیں۔  
 آگ میں صرف سیاہ فام فلاں کی حیثیت دے دی جائے تو کیا  
 ہم جیسے کرتی اسے قبول کر سکتے ہیں۔" قطعی بولا۔  
 "نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ آپ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ یہاں  
 فاسفلاں کی حیثیت کچھ اور ہے۔ آپ ہمارے دست و باند ہیں۔"  
 "نہیں سزا باور۔ سلطان صاحب کا رویہ اس بات کا منظم نہیں  
 ہے کہ وہ ہمیں اپنا ہم کہہ سکتے ہیں۔"  
 "بہر حال میں آپ کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے  
 مناسب الفاظ نہیں پاتا۔ لیکن میری رائے ہے کہ کم از کم رات کی  
 تاریکی میں آپ کلاں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔"  
 "یہ صرف رائے ہے یا حکم۔ قطعی نے فرمایا۔  
 "میں نے کہا۔ صرف رائے۔ میں نے بھی کسی قدر شک  
 رخی سے جواب دیا۔ قطعی کے ریتے سے میں خود بھی جھنجھو سا گیا تھا۔  
 "تو تمہیں کب سے رائے ماننا پڑا؟ ماننا ہماری اپنی مرضی پر منحصر  
 ہے۔ ہم حق و باطل کا جرحہ نہیں دیکھتے ہیں کیا صورت حال ہے آپ  
 اگر چلنا چاہتی تو ہمارے ساتھ چلیں۔ وہ جیسا آپ کہتے ہیں۔"  
 "جب آپ فیصلہ کریں پھر میں آپ کے ساتھ ہوں تو میں آپ کو روکنے کا حق نہیں  
 رکھتا۔"  
 "ہم یہ تمہارا ساتھ لے جا رہے ہیں لیکن یہ ممکن ہے ہمیں ان کی  
 ضرورت ہو نہیں آجائے۔"  
 "تمہیں کب ہے۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ میں نے ذرا دیر  
 سے کہا اور وہ تینوں پہلے تمہارا حکم دے کر طرف چل پڑے۔  
 سلطان خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر اس نے سر ہلاتے ہوئے  
 اٹل میں کہا۔  
 "کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ تو بڑا ہے۔  
 ہونے دیا جائے۔" میں نے چونک کر سلطان کی طرف دیکھا۔ وہ  
 جیسے سول دھڑلے کا عالم میں بول رہا تھا۔ میں نے اس کے شانے  
 پر ہاتھ رکھا تو وہ ہر گز نہ ہلکا پڑا۔







[illegible]

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

89



[illegible][illegible]























102

نہایت عزیز کے آواز پر۔ مکتوب پڑھ کر، بکریوں کے غنہ پر چلاں ۹۰

- حکم ہو چنبیوں کا کہ قریب کے سرور کو بھی چاہتے ہیں۔ یوں گتہ ہد کر یہ  
 عرف خود قول کا ہم ہے۔  
 - ہم میں مٹنے کی تمام زبانوں سے واقف ہو کر لی۔ علم نام مجا۔  
 - ہوں غلط ہے۔ مجھے نہیں کے مریدانہ لہذا کی گزاری ہے۔  
 - جگہ اس قریب ہی تو کسی نہیں آئی ہوگی۔ میری اور اگر انکے ہے۔  
 - ان ایہاں کہ ہیں آئی۔ لیکن میں اس کے بہت میں خاصوں میں  
 رکھتے ہیں۔ جیسا ہم اپنی سرور کے زیرِ نعت آنا ہے۔ اور یہاں بھی اس کی  
 حکومت ہے۔  
 - ہر حال اگر مریدانہ تصور و امیر کے اسے میں مجھے کہ اور نہ فیصلہ تیار۔

کیا۔ پندیسر :  
 بہت ہی حسرت انگیز بہت ہی تھک بخیز ایک ایسی خرابی  
 کو کہ لوگ اس کا شہدہ رہاڑ گئے۔ جی تو علم ہی نہ تھا کہ کپاسے پہ  
 سے نکلنے جی صحت مند تھیلوں میں لٹا ہوا گی۔ ایسی تھیلوں پر جو لوگ  
 سال سے ملے ہیں پہن رہے ہیں۔ پندیسر نے کہ ہم نے شہنائی بکیر لکھ دی  
 سے پندیسر کو دینے لگے۔



100

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰







اور جس کے درمیان چوڑی۔ نہ نہیں کسی بزرگی کھڑی تھی۔  
 پرستان کی بڑی بڑی کھڑکیوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ تادہ بڑوں  
 کی کھڑکیوں میں کبھی کسی اور جانور کی۔ وہ بندروں کی کھڑکیوں  
 میں۔ ان کھڑکیوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں بھی تھیں  
 پرانی تھیں۔ ایک عجیب سا بالی جیلا ہوا تھا۔ ان کھڑکیوں  
 اور بڑوں کے ساتھ دو دروازے پر کھڑے تھے۔  
 تو جانتی ہے سو تھا۔ تیرا علم جانتا ہے کہ ہم کس لیے آئے  
 ہیں ہمارے یہ بات پر سے دو طرف کے ساتھ کھڑکیوں کو  
 لیے علم ہے کیونکہ تو نے میرے ساتھ آئے۔ دونوں کی صبح تعداد  
 بتائی تھی۔ سو تھانے پہلی بار ہم بڑوں کو دیکھا۔ اور پھر ہوتا کی  
 طرف دیکھ کر سکرانے لگی۔  
 ہاں، مجھے ان کی آمد کا علم تھا۔ میں جانتی تھی کہ یہی  
 ہمارے قبیلے میں آئے ہیں۔  
 ہمارے قبیلے میں ہی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ نہیں ہمارے  
 نہیں تھے یہ معلوم نہ تھا۔ سو تھانے جواب فرمایا۔  
 تو میں سو تھانے جواب دے۔ میں نے اور ایک عورت۔  
 لیکن عورت اس کے درمیان سے غائب کر دی گئی۔ رات کو  
 کوئی اسے اٹھانے گیا۔ سو تھانے بتایا اور بڑی عورت کے  
 چہرے پر غمزہ و فکر کے آثار پھیل گئے۔ اس نے کھڑکیوں  
 اور بڑوں کی جگہ میں تیری شہرہ کر دی۔  
 صاحب ایک کھڑکی اٹھا کر اس کی جگہ بدل دی تھی اور  
 بنیادیں اس کے درمیان رکھتی جا رہی تھی۔ پھر وہ پہلی پہلی بڑوں  
 سے ان کھڑکیوں کو پرکھنے لگی۔ مختلف آوازیں ابھرنی لگیں  
 کہیں جھڑکیوں کی کھٹک کھٹک داری۔ وہ ان کھڑکیوں کے درمیان  
 تبدیل کیا کرتی تھی اور کئی دیر کے بعد اس نے گردن اٹھا کر  
 "اے! اے! یہ کیا وہ بھڑکے کی کھال میں ملبوس تھا؟"  
 اس نے پرو فیور رازی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ یہ بات بھی اس  
 کے علم کو ظاہر کرتی تھی کہ وہ جانتی تھی کہ پرو فیور رازی ہی اسے  
 صیغہ یات بنا سکتا ہے۔  
 ہاں، وہ کسی کھال ہی میں تھا۔ تاریکی کی وجہ سے میں  
 اس کا اندازہ نہیں لگا سکا کہ کون سے جانور کی کھال ہے۔  
 یہی اس کے سر پر دو مینگاں پر سے ہوتے تھے۔  
 ہاں، ہاں، تیرا علم درست کہتا ہے سو تھانے۔  
 تو پھر میں نے پرستان کی کیا بات ہے؟  
 لیکن غلط ہے۔

جو آدمی تیری جلی کرے جلد وہ بڑا آدمی نہیں ہے۔ جتنا  
 ہے۔ اس کا نام کب ہے؟  
 یہی نام ہے سو تھانے۔ سو تھانے پوچھا۔  
 "ماکا زونگ"۔ اس نے اپنے کا سب سے بڑا جانور جو کہ اپنے  
 کے مقابل آئے والا اس کا جس۔ سو تھانے بتایا اور ہم سب  
 کی آنکھیں جھرت سے پھیل گئیں۔ سو تھانے بھی بیکھلا ہٹ کے  
 عالم میں دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔  
 "ماکا زونگ"۔ لیکن۔ لیکن وہ۔ لیکن وہ۔  
 یہ وہی بتا سکے گا۔ اس نے اپنے گرد جو خول بڑھا رکھا  
 ہے۔ اس کے بارے میں جانتا تھا کہ ہے۔ یہ ہے اس کے دل میں  
 رہ رہی جانتے۔ ہاں وہی جانتے۔ ہاں وہی جانتے۔  
 بڑی گردان کرنے لگی۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ تب  
 سو تھانے جاری طرف دیکھا اور گردن ہٹانے لگی۔  
 یہ حقیقت سب کو ماکا زونگ کا بڑا آدمی نہیں ہے۔  
 وہ دو مردوں کو نقصان پہنچاتا۔ اس کا من صرف اپنا  
 کے لیے ہے۔ ہمارے کیوں اس نے نہ حرکت کی۔  
 لیکن۔ لیکن ہمارے ساتھ یہ سب کچھ تھا کہ قبیلے  
 میں ہر اسے ہوتا تھا۔ میں اپنی بیٹی کو مائل کرنا چاہتا ہوں۔ تو  
 اپنی بات نہیں کہ وہ ہم میں سے کسی کو اٹھا کر لے گیا۔ ہمارا  
 اس سے کیا تعلق ہے؟  
 اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔ یقیناً اس میں کوئی مصلحت  
 ہوگی۔ کیوں سو تھانے کہا تو بتا سکتی ہے کہ ماکا زونگ اسے لے  
 کر کہاں گیا ہے؟  
 یہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سفید جھیل اس کا  
 مسکن ہے۔ اور ان دنوں وہ وہیں مقیم ہے تو اگر چاہو تو  
 اسے وہاں تلاش کر سکتے ہو۔ میں میری بات ختم۔ سو تھانے  
 کہا اور آنکھیں بند کر دیں۔ اس کی گردن ایک طرف ٹھٹھک  
 گئی تھی۔ سو تھانے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 سب بڑوں کو دیکھتے ہی جو کہ اسے بتانا تھا بانگی۔ ہم  
 سب بڑوں کے ساتھ باہر نکل آئے سب ایک کے چہروں سے پریشانی  
 جھٹکتی ہی تھی۔ پھر سب نے پوچھا۔  
 "سفید جھیل کہاں ہے سو تھانے؟"  
 "میں سے سب کی سمت پہلے جاؤ اور ہمارے انہوں اور  
 پہاڑی دروں سے گزرنے کے بعد تھیں ایک غلستان ہے گا۔  
 یہ غلستان سفید جھیل ہی کا ہے۔ اور ماکا زونگ اس کے پاس ہوں

ہی نظر آتا ہے۔ اگر ہم اس کے علاقے میں پہنچ جائیں تو وہ یقیناً  
 تم سے ملاقات کرنے کی کوشش کرے گا لیکن مجھے غیب ہے۔  
 مجھے حیرت ہے۔ میں نے پرو فیور رازی کی طرف دیکھا اور رازی  
 جلدی سے بھا۔  
 میں جازوں گا۔ میں جاؤں گا۔ میں غم و دواں کر رہا ہوں  
 نہیں کروں گا۔ ایک بار ہمیں تم سے کب ہوں کہ میری الجھنوں میں  
 میں دیکھتا تھا۔ اب اس مسئلہ آگے ہے۔ میں اپنی بیٹی کو خوش کر لوں  
 گا۔ میں ان جھگڑوں کی خاک چھاتوں گا۔ کہیں بھی نکل جانے کی  
 کوشش کروں گا۔ لیکن میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہی  
 تو میری زندگی ہے۔  
 نہیں پرو فیور ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم سب  
 آپ کے ساتھ چلیں گے۔ میں نے سلیمان کی بات کی تردید نہیں  
 کی تھی۔ پرو فیور غامض ہو گیا۔ سو تھانے لگی۔  
 "لیجئے انہوں سے کہ یہاں تمہارے ساتھ یہ سب کچھ ہوا ہے۔  
 تم نے ہر راحاں کیا ہے۔ بتاؤ تم تمہاری کیا دکر سکتے ہیں؟"  
 "نہیں نہیں میں تمہارا انکر۔"  
 "پھر بھی۔ پریشان ہے تمہاراں سے کھانے پینے کی چیزیں  
 جاؤ۔ ان تمہاراں میں سے ہر چار ہوتے تو ایسے تھا کہ یہاں  
 آئیں ہتھیار ہیں۔ ان کی یہ نسبت زیادہ بہتر اور موثر۔"  
 "نہیں سب سے بہت بہت شکریہ۔ رازی نے کہا۔  
 اور اس کے بعد ہم وہاں نہیں رہے۔ سو تھانے یہاں ہی کی سرحد  
 تک چھوڑا تھا اور اس کے بعد ہم وہاں سے آگے نکل گئے۔  
 سمرائے اعلیٰ کا ایک اور دروازہ تھا جسے سلسلے تھا۔  
 ہوا تو خیال تھا کہ اس سستی میں کہ ہر عرصہ رک کر حالت کا جائزہ  
 میں گئے اور اندازہ لگائیں گے کہ اب یہیں کیا قدم اٹھا کر چاہیے۔  
 لیکن یہ نئی آواز آ رہی تھی اور پرو فیور رازی کا رونہ بھینٹا بھی جی  
 بھانڈ تھا۔ اس نے در حقیقت اپنی زندگی راک کے لیے ختم  
 کر لی تھی۔ چنانچہ وہ اسے کیسے پھوڑ سکتا تھا؟ سرباری دروازے  
 سے شام ہو گئی اور پھر رات کو مجھے ایک جگہ پر آواز آئی۔ یہ ہم  
 ابھی تک اپنی سمت سے نہیں جھٹکتے تھے۔  
 در سے رہی جی جی جی ہم نے اپنے ستر کا آواز کر دیا تھا  
 اور جب دو پہر ہوئی تو آواز ہمارے دونوں اور کھڑکیوں کا۔ سلسلہ  
 ایک غلستان پر ختم ہو گیا۔ غلستان کے اطراف میں چھوٹے  
 چھوٹے پہاڑی پہلے جی پہلے ہوئے تھے۔ اور پہلے جھیل ہی







112

ایسا کہ ہر گھنٹہ اس نے حقیقت پائی

رات کے گہر سہ ہونے کے ساتھ ساتھ ماہِ ماز و مکامیں  
حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہوتی گئیں۔ وہ ہمارے ساتھ آگیا۔

113



پہنچا ہے کہ جسے وہ بھول چکی ہے اور میں کے پاس سے میرا علم کہتا ہے  
 میں نے سب کو دے دیا ہے کسی نہیں آئے گی۔ میں میرا علم کہتا ہے  
 کہ میں نے اپنی انعام کی اس کتاب کو انعام پر آقا ہی سے  
 لیا۔ ماکازون کا وعدہ کے عالم میں بول رہا تھا۔ اور سلطان کی  
 آنکھیں ٹپٹپے کی گویوں کی مانند تھیں۔  
 ان آنکھوں میں غم کی سوزن لہریں تھیں اور اس کے  
 چہرے پر غیب سے آزار تھے۔  
 سلطان نے کہہ دیا کہ وہ ہزار ہا قوتیں اس کا ساتھ  
 چلا رہی ہیں جو یہاں تک اس کی پہنچائی گئی۔ یہی ہیں۔  
 اس کی بات میں میری کسی حد تک بدیناں نہ گئی تھیں۔  
 کہ سلطان کو ملنے والی مدد ختم ہو چکی ہے اور اب وہ کسی  
 شہادت کا شکار ہو رہا ہے۔  
 یہی ماکازون کا جیسے آؤں کو دیکھ کر مجھے کسی قدر لڑکھائی  
 ہو گیا تھا۔ غیب و غیب انسان پر ہے پناہ دلائیوں کا ننگ  
 ہے۔ یہی سلطان کا سچا دوست راست ثابت ہو سکتا ہے۔  
 پر ماکازون لگانے لگا۔  
 وہ آٹھ قبیلے جو میری وجہ سے اس کے شہرہ غلاف  
 ہو گئے جنگ کرنے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کے  
 قوتوں کے قریب و قریب میں پہلے ہونے قابل پر مزیداری  
 لگا ہے۔ یہی میرا کیا ہو گا؟ میں اس کا علم نہیں رکھتا، لیکن  
 یہ نام پر میری قبیلوں کی اور اس کے لئے دے دینا میری  
 صلاحیت پر منحصر ہے۔ لیکن آقا ہی نے میرا کہہ دیا وہ اپنی  
 کا شکار کر رہا ہے۔ اس نے آٹھ قبیلے ہی حال پہلے یا پھر  
 کو اپنی بادشاہی قوتوں کو برتنے کا کہہ کر قابل کو راجا بنائے  
 دی نہیں بلکہ اس نے پہنچا دیا۔ میں نے کہا تھا۔ جن قابل کو  
 ہم نے مراعات بخش دی تھیں۔ وہ پہنچا دیا قبیلوں پر مادی  
 نے اور پہنچا دیا قبیلے ان کے علم و رسم کے پورے تھے۔  
 میں نے ان پہنچا دیا قبیلوں کو اچھا اور انہیں ان قبیلوں  
 کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کر رہا ہے۔ اب وہ جنگ دور  
 دور تک چلی جاتی ہے۔ اس سے میں پہلے کی وہ غمناک قوتیں  
 توڑا جائے گا جن کی وجہ سے آٹھ قبیلے کو کالیالی نصیب  
 ہوئی۔  
 ہاں! تو اس کی اپنی طاقت۔ تو اس کی بہت بڑی طاقت  
 ان قبیلوں پر ہے۔ اور اب وہ وقت ہے کہ ہم اس تک

نہ دے تو اس کی اپنی طاقت۔ تو اس کی بہت بڑی طاقت  
 ان قبیلوں پر ہے۔ اور اب وہ وقت ہے کہ ہم اس تک  
 پہنچ سکیں۔  
 سلطان نے اختیار کر لیا۔ میں اس تک پہنچا جاتا  
 ہوں ماکازون کا وہاں تک پہنچا۔ پہنچا کر۔  
 آقا ہی نے میرے لیے ایک ہونہر لایا۔ تھیں گے اس۔  
 اور وہ وقت دور نہیں۔ غیب میں لکھے ہوئے ہیں۔  
 کروں گا۔  
 میں اور پروفیسر ماکازون ان دونوں کے درمیان بہت  
 دانی نہ تھیں۔ مگر کوشش ہے کہ ماکازون لکھائے۔  
 اس کا علم محدود ہے۔ وہ نہیں لکھنے نام کی قوتوں سے  
 یہ پتہ چلے گا کہ تو کون سا ہے اور اس کے بعد وہ میرے خلاف  
 صحت آ رہی۔ لیکن کون اس کی نگہ کرنا۔ صدیوں سے تعلیم  
 قریب قریب غافل ہیں۔ اور وہ یہاں تک پہنچا۔  
 ماکازون کا علم میرے ساتھ ہے۔ میں نے ایک ایسی چیز اور  
 جس سے قریب قریب کے قابل میں پہنچا۔ اور اس کے بعد  
 میں پھر قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب  
 لیے استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ آقا ہی کو کہہ دیا اس کی اجازت  
 تھی۔ وہ خوف قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب  
 راست کو جب سب لوگ سو گئے۔ تو ماکازون نے میرے  
 کان میں ہر گشتی کر دے ہوئے کہا۔  
 "مجھے تو یہ آؤں غلط معلوم ہوتا ہے۔"  
 یہیوں ماکازون۔ میں نے پوچھا۔  
 "میں اس کی کہتیں کہ مشرق نظر آتی ہیں۔ سلطان جہاں ہے  
 اور اس کے ذہن و دل میں انعام کا سورا سا یا پھر اسے کوئی  
 بھی عالم شخص اپنی قوتوں سے کام لے کر کسی بھی شخص کے  
 پاس میں معلوم کر سکتا ہے جس طرح سوچتا ہے۔  
 معلوم کر لیا تھا۔ ماکازون کا ہونکہ خود بھی اس پر سے دشمنی رکھتا  
 ہے۔ اس لیے اگر ماکازون کے دور سے اس نے سلطان کا مقصد  
 معلوم کر لیا تو یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہوگی۔ ایسی بات  
 میں تم سوچ کر کہیں تمہارا یہ سامی زہن اس کی حیرت کا شکار  
 نہ ہو جائے۔  
 "نہیں پروفیسر شیرازی۔ میں صرف اس کا درست راست  
 ہوں۔ اسے دیکھنے کے لیے صلاحیت نہیں رکھتا۔ میں نے جو  
 کچھ دیکھا ہے اس کے تحت میں اسے روک نہیں سکتا۔ وہ جو کہ  
 کر رہا ہے وہ بہتر ہے۔ آگے اس کی تقدیر۔ ابھی تھیں لے  
 میری چٹائی کشی ابھی تک برقرار ہے۔"



میں قسم کی گولی دالیسی ایسی ہی مضبوط چیز سے تراشی ہوئی تھی۔  
میں اس کا گھرا اور اس پر بنا ہوا سوراخ گولی کے ایک ہی ٹکڑے  
سے توڑا گیا تھا۔ اور اس کو بصورت اور بارک کام سے منتقل تھا  
کو دیکھنے والے کو جرت ہوئی تھی  
ایک جگہ دیکھنے سے اس پر اسرار گولی کی حیثیت معلوم  
ہو جاتی تھی۔ سلمان نے اسے بڑے احترام سے لے کر اپنے گھر لے  
آئے۔ کی دینیانی انگلی میں بہن یاد اور سا کا زونگلا مسکراتے  
ہوئے بولا۔

تم کل صبح روانہ کیے لیے تیار رہنا۔ میں، ہیزل یا  
ہیزل کے ساتھ پرانے روزی تھیلے ساتھ نہیں جا سکیں گے۔  
اور کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر تم خود کرنے فکر۔ حالات  
یہی ہیں کہ میں اور خدمت بھی اسی بات کی ہے۔  
"ٹھیک ہے ہم خود ہی اپنے شی پر تنہا ہی چلے گئے۔  
مالکانہ نظام چند آدمی کے ساتھ ہے اور انہیں دھوکا دے  
کر بیان لے گئے۔ ہم ان کے منہ ان کی کادشوں کا  
مناسب سا دھڑکے دیا تھا لیکن ہر طور دھبہ یہاں ہے۔  
انہوں نے ہماری خلاف سازشیں شروع کر دیں ہیں کی وجہ  
سے ہم نے انہیں چھوڑ دیا لیکن ہر طور ہم یہ بات اپنی طرف  
برکتے تھے کہ میں آخری منزل تنہا ہی لے کر نہا ہوگی۔ اور اس  
کے لیے میں کھلی طور سے تیار ہوں۔" سلمان نے جواب دیا۔  
"تم فکر نہ کرو میرے آگے تنہا ہے ساتھ ایک نوک ہوگا۔  
توت اور طاقت کی ایک طرح جو ہر طور نہیں نقصان نہ  
پہنچے گئے گی۔ اب تم آرام کرو۔ تاکہ کل صبح سڑک تیار ہوں  
کے لیے جہاں درج ہو۔" مالکانہ زونگلا نے کہا اور حسب  
محل ہیزل کو لے کر باہر چلا گیا۔

ہندوئیس رازی دیر تک ہر سے بات چیت کرتا رہا۔ سلمان  
اپنی سڑک میں گم تھا۔ پھر اس نے کئی سوال بھی کیا تھا پھر جب  
ہم نے سڑک کی گاتو وہ سوچا تھا۔

ہر طور پر ہندوئیس رازی کہ ہم نے بہت سے دھبے لیے  
اور کہا۔

ہندوئیس رازی نو منزل ہی تھا۔ اگر وہ مسوس  
کرے کہ ہم لوگ اسے چاہے گی اور اس کی زندگی یہاں بے گار  
ہو رہی ہے۔ تو وہ اپنے گھر کا تمام خزانے بھی حراستی  
ہوگا۔ منگے کہا۔

ہندوئیس رازی غمگ آگھوں سے بچے دیکھتا ہوا اپنی

آرام گاہ میں واپس چلا گیا تھا۔  
محل اصبح ہم لوگ جگہ کے تو رازی ہیزل اور سا کا زونگلا  
میں جاگ چکے تھے۔ انہوں نے جگہ سے رشتہ سفر میں ہاتھ  
دبا اور گویا ہر دو انگلی کے لیے بائیں تیار تھے۔ نشے کی تمام  
سینیں اس سے بے اور سلمان کو کھادی تھیں۔ اور آٹا خریم  
اس کو ایک غریب فارے سے عجل کی شالی سیدھ میں چل رہے۔  
لوہا باب پورا سٹرا پیرا کی وادی کی جانب تھا۔  
سلمان بہت غلطی تھا اور ہر کچھ بیان کہ ہم بہت  
چاق و چوبند ہو گئے تھے۔ اور ہاتھ پاسی طوراک کا بہترین  
ذخیرہ موجود تھا اس لیے ہمیں کوئی فکر نہیں تھی۔

دو آدمیوں کا یہ خالہ گھنٹے جہیں اس سپارڈی ملنے  
سے باہر نکلا اور دوسری سپارڈی بلندیوں تک پہنچ گیا۔ تقریباً  
نو آدمی میل آگے و لدل کی جھیل نظر آئی تھی جس پر سورج کی  
روشنی پڑ رہی تھی۔ اور اس کی شامیں و لدل کو چاند کی طرح  
جگہ گاری تھیں۔ اس کے گرد سیلوں تک ہنرہ چھپا ہوا تھا۔

دو ہر کو ہم و لدل کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کھانا کھایا  
اور پھر ہی و لدل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ مختصری دور  
تک تو یہ راستہ بہت خوبصورت نظر آتا رہا لیکن آگے بڑھ کر  
اس میں کچھ دشواریاں پیدا ہوئیں۔ گویا دشواریاں بہت زیادہ  
پریشان کن رہیں۔ شامیں شامیں جگہوں پر و لدل زم زم تھی اور اس  
پر سفر کرنا ذرا مشکل تھا لیکن ہم نے احتیاط برتی۔ ہر قدم ہر ک  
چھوٹ کر رکھا اور ہم آگے بڑھتے رہے۔

لیکن ابھی تک بے سفر سخت تھا۔ ناخوشگوار نہیں ہوئی  
ہر تھا۔ جیسے جہاں تک نظر کام کرتی تھی۔ یا تو یہی و لدل تھی  
یا پھر بڑے بڑے مینڈک اچھلتے ہوئے نظر آتے تھے یا پھر  
وہ چڑیاں جو کبھی کبھی اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں بلکہ ایک طرف  
سے کہا جاتے کہ یہ چڑیاں پتلی و لدل کی رہنما تھیں تو غلط  
نہ ہوگا۔

کبھی کبھی ہنرہ پتلیں چھپتی ہوئی تھیں۔ لیکن کسے چل  
کر ہر پریشان کن چیز ہیں لی وہ و لدل سے اتنے دالے نہیں  
تھا۔ رات تھے جو غنیمت پر ہار ڈال رہے تھے۔ خدا خدا کر کے  
شام کے قریب ایک سطح زمین ملی۔ اس علاقے میں کافی ٹری  
تھی۔ چھوٹی اور سینڈ کون کی وجہ سے ہم اسے آرام دہ جگہ  
نہیں کہہ سکتے تھے۔ لیکن و لدل کے پریشان کن سفر کے بعد  
قد رتی فریج میں بہت غنیمت محسوس ہوا۔ یہاں ہم نے

رات کا کھانا کھایا۔  
سلمان حسب محل غلطی تھا لیکن راست کو اسے سڑکی  
مٹی اور خار ہو گیا۔

میں نے جانوروں کی کھالیں جو سا کا زونگلا نے ہاتھ  
پر کر دی تھیں۔ سلمان پر ڈال دیں۔ اس کے چہرے پر زبردی  
پیدا ہو گئی تھی۔

ہر طور رات کو میں نے اس کی تیار وادی کی پر و ہنرہ  
رازی نے ہیں کچھ بوٹیاں بھی دی تھیں۔ جن کے ہاتھ میں  
اس نے کہا تھا کہ بہت اہمیت ضرورت کام آئیں گی۔ انہی میں  
سے ایک بوٹی اس نے ہاتھ کی بھی دی تھی۔ میں نے یہی بوٹی  
انہوں کو استعمال کرادی۔

آسمان پر شام کے شہ جگہ سے تھے اور زمین پر خاموش  
شام مسلط تھے۔ سلمان سرگتا تھا۔ میں بہت تھکا ہوا  
سے آگے نہیں بڑھا۔

و لدل زیادہ دور نہیں تھی۔ وہ بڑے انجمات  
اٹھ کر کھانے کو روڑے تھے۔ خدا خدا کر کے نیند کا  
اور ان پریشان خیالات کا خاتمہ ہوا۔

صبح کو آگے نکلی۔ سورج مل آیا تھا۔ میری نگاہ  
بے اختیار سلمان کی طرف اٹھ گئی۔ سلمان بیٹھا ہوا قریب جوار  
کے ماحول کو دیکھ رہا تھا۔ اور شعل سے کالی مٹھن نظر آ  
رہا تھا۔ گویا حکم رازی نے جو وادی تھی وہ بڑی کارگر ثابت  
ہوئی۔ میں نے اس کی غریب پوچھی تو اس نے مسکرا کر گردن  
چاڑھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ لیکن عجیب ہنرہ تھا۔ ذرا سی وجہ  
میں زبردست کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔"

"بہتر ہے کہ ہم یہاں سے غریب سا آگے بڑھیں اور  
کوئی ایسی جگہ تلاش کریں۔ جہاں تم کھلے طور پر آرام کر سکو۔ ہنرہ  
ایک آدمی میں شروع ہو جائے گا۔"

"نہیں چاہاں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ میں اتنا کمزور  
ہی نہیں ہوں کہ اس محول سے ہنرہ سے تنگ کر بیٹھ جاؤں؟"

"لیکن سلمان! میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہیں بڑا بیمار آئے۔  
یہ علاقہ ہے ہی کہ ناخوشگوار ہے۔"

"نہیں چاہاں۔ ہم سفر کریں گے۔ میں جلد از جلد اپنی  
نزل تک پہنچ جاتا ہوں۔"

سلمان نے بے مجبور کر دیا ہر طور ہم آگے چلے بڑے

نہیں گھٹنے تک کوئی غیر معمولی بہت نہ ہوئی اور ہم اس و لدل  
ملا تے سے دور نکل آئے۔ مگر باب اس و لدل سے چھپا ہوا  
ہو گیا تھا۔

اب راستہ ہر کسی قدر خوش گوار ہوتا جا رہا تھا۔ دوپہر  
سے پہلے ہم ایک انتہائی پرخص مقام پر پہنچ گئے۔ کچھوں تک  
ہنرہ زار چھپا ہوا تھا۔ جس میں جا بجا چول ہنرہ سے ہوئے  
تھے۔ ایسے تھیں اور ایسے دلکش کہ اس نگاہ نہ ہٹے۔ چھوٹیوں  
کے تھے اس طرف نظر آتے تھے۔ جیسے انسانی آکھوں کا بازار  
ہوں۔

سانے کی سمت ایک چھاڑ تھا۔ ہر میں ہنرہ زاروں سے  
دراکھرا ہوا تھا۔ اس کو دیکھتے چھوٹے درخت محول تھے  
تھے۔ شاید کوئی ہنرہ سو فٹ کی بلندی پر قلعے کی سی انجیل  
نظر آتی تھی۔ جوامہ از بارہ تیرہ سو فٹ بلند ہوگی لیکن بعد  
میں پتہ چلا کہ یہ اصل نہیں تھی۔ بلکہ شہر کی چٹانیں تھیں جنہوں  
نے مل کر ایک دیوار قائم کر دی تھی۔

بے پناہ حسین خطہ تھا۔ یہاں آکھ بے پناہ ایک ٹوٹا  
کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ ہم سپارڈی کی جانب چل پڑے۔  
سانے ہی ایک سڑک نظر آئی تھی جو سیدھی پہاڑ پر  
جاتی تھی۔ لیکن اس سڑک کے دونوں پہلوؤں پر کھانے  
بنے ہوئے تھے۔ جو جگہ جگہ سے لوٹ گئے تھے۔

اس سڑک کو دیکھ کر جرت ہوئی تھی۔ اگر یہ انسانی  
آکھوں کا کارنامہ ہے تو میراں چھاڑوں کو توڑنے کا ذریعہ  
کیا ہوا ہوگا۔ زمانہ قدیم میں ڈانٹا سیٹ وغیرہ کا بھی وجود  
نہیں تھا۔ اور اس کے ہنرہ چھاڑوں کو اس طرح کاٹ کر ہوار  
کر دینا ناقابل یقین ہی بات تھی۔ لیکن یہ منظر ہمارے سامنے  
تھا۔ قریب دو چار میں وہی ہنرہ زار حسین ترن نظر آتے تھے  
کر رہا تھا۔ دل ان نظاروں کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا۔  
کبھی کبھی ہنرہ جن کے درخت اور کبھی بے لکھتوں  
کے درخت تھے۔ جو سو فٹ سے کم اونچے نہ ہوتے۔ ان  
میں سے ہر ایک دوخت پر شہید کی مٹھوں کے چھٹے لگے ہوتے  
تھے۔

خزگوش بارہ سنگے اور ہنرہ اس طرف نظر آتے تھے۔  
جیسے یہ علاقہ بلا شکت جیسے ان کی ملکیت ہے۔ اس پر  
موسے ہر شے کے کو دیکھ کر جرت ہوئی تھی۔ اننا شکار  
کر ہم دونوں کے سہ پانی بھر آیا۔



نہایت پریشان حال تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ پریشان حال ہونے کا سہارا لیا۔  
 "ہم اس لیے ہمارے پیشکش سے ہمارے ساتھ ہیں۔"  
 "تم موت دو۔" انہوں نے جواب دیا اور اس شخص  
 نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے دیکھ کر غصے سے  
 ہاتھ دھو کر دیکھ کر غصے سے غصے سے غصے سے غصے سے  
 میں اور اس کے ساتھ ان پر ہمارے کربان حبیب وغیرہ لوگوں  
 کے درمیان میں ہمارے گھوڑے تھے اور اس کے ساتھ ہمارے  
 تھے اور اس کے ساتھ ہمارے گھوڑے تھے اور اس کے ساتھ ہمارے  
 اس شخص نے دیکھ کر غصے سے غصے سے غصے سے غصے سے  
 مسلمان نے جو اس کا اندازہ کر لیا تھا کہ میں ان لوگوں کے  
 ساتھ نکال نکال کر اس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لیے وہ ہر سکون  
 تھا اور گھوڑے سے نکل کر گھوڑے کے قریب دھڑا دھڑا پیچھے  
 ہوتے تھے۔ مسلمان نے اس کا اندازہ کر لیا تھا۔ بالآخر اس نے  
 کے آخری تھے۔ ایک ایک پیچھے گئے۔ بالکل ہی سامنے ایک حبیب  
 سی جگہ پر آئی تھی۔ غالباً پہاڑ کی گھونٹوں میں کوئی ندی بہہ  
 تھی۔ اس کی گلابی سے گلابی سے گلابی سے گلابی سے گلابی سے  
 ندی کے کنارے تھے۔ تھیں کہ چند لمبات کے لیے وہ لوگ گئے۔  
 اور انہوں نے گھوڑے کی زینوں میں ازسی ہوئی مشعلیں  
 نکال لیں۔ حالانکہ باہر کئی روشنی تھی۔ لیکن یقیناً اس شہر تک  
 میں شاید کوئی شہر نہ تھا۔ اور اس وجہ سے مشعلیں روشن کی  
 ہمارے تھیں۔  
 روشنی کو دیکھ کر اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ شخص  
 پہلے سے قریب پہنچا اور اس نے زور دیا کہ نکال کر ہیں تھے  
 دیکھ کر ہر وہ بولا۔  
 "حکمران کے اصولوں کے مطابق ان کے دستور تک  
 پہنچنے والوں کو ان راستوں سے ناواقف رکھا جاتا ہے۔ اس  
 لیے تمہیں یہ چاہیے اپنی آنکھوں پر باندھنی ہوئی گی۔  
 "اور ہمارے گھوڑے۔ ہم انہیں صبح راستوں پر  
 کیسے چلا سکیں گے؟" میں نے پوچھا۔  
 "اس کی ذمہ داری تم پر ہے۔ چھوڑ دو۔" اس نے کہا اور  
 میں نے گردن ہلا دی۔  
 میں اب ان سے خداوند کا فیصلہ کر رہی ہوں تھا۔ اسی لیے  
 اب ان کے کسی مسئلے میں الجھنا نا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔  
 چنانچہ ہم نے خود ہی اپنی آنکھوں پر باندھ لیں۔ ان لوگوں

مسلمان فرما تھا کہ انہوں نے اس کے لیے تیار ہو کر اس نے  
 گول پہن لی۔ نشانہ ایک بارہ ستارے کا تھا۔ گول بارہ ستارے  
 ہاکنڈھا لڑتی ہوئی نکل گئی۔ اور ہم دونوں اس طرف دوڑ  
 پڑے۔ بارہ ستارے کو دیکھ کر اس کو دیکھتے ہی طبیعت میں  
 ایک جھلک سی تھی۔ اور ہم لوگ بے خوف تھے۔ بارہ  
 ستارے کا گوشت جھسنے میں کافی وقت لگ گیا۔ اور اس  
 کے بعد اسے سے گھوڑے سے لے کر ہر گوشت کھا یا اور  
 اس کے بعد ہم نے سفر کا آغاز کر دیا۔  
 غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ہم اس پہاڑ کے اسی  
 میں پہنچ گئے۔ کچھ اور آگے بڑھے کہ شام کی سیاہی نے ہاتھ  
 پھیل کر اس احوال کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اسی وقت  
 ہم ایک دے جیسے راستے میں تھے جو ایک پہاڑ کو درمیان  
 سے کاٹ کر بنایا گیا تھا۔  
 ہر طور پر تمام چیزوں کو دیکھ کر اس کی ہر طرف  
 قوتوں کا اندازہ ہو رہا تھا۔ ہم یقیناً اس کا سرحد پر پہنچ گئے۔  
 اس کا اندازہ ہمیں دوسری صبح ہی جب جگہ کو سوج  
 چم ہوں پر لگا ہوا تھا۔ لیکن سوج کی روشنی میں ہم نے جی  
 لوگوں کو دیکھا۔ انہیں دیکھ کر ہم بھی ہلکا رہ گئے تھے۔ ہاتھ  
 ہاتھ بے اختیار اپنے ہتھیاروں کی جانب بڑھے لیکن پھر  
 دوسرے نے ہم مابین سے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔ چلنے  
 قائم ہتھیاروں کو گول کے قبضے میں لے لے۔  
 نظر آنے والے قریب چار سو افراد تھے جو مختلف جماعتوں  
 میں گھڑے چمک رہے تھے۔ انہوں نے بے ہوشی سے ہمیں غیب سی  
 دیکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر مخصوص  
 قسم کے لباس تھے۔ غالباً میچوں کی کھالوں کے عبا کا ہوا  
 جو کچھ میں کافی خوبصورت نظر آ رہے تھے۔ مردوں پر بھی اپنی  
 کھالوں کا بنا ہوا خود ساختہ پہنا ہوا تھا۔ ان سب نے  
 میں نے اور مسلمانوں نے اپنے دوسرے کی شکل دیکھی اور  
 مسلمان آہستہ سے بولا۔  
 "یہ تو اچھا نہیں ہوا۔ گویا ہم اس کے قیدی بن گئے۔"  
 "کیا کیا جاسکتا ہے؟ یہ ہر طور پر غریب ہے۔ اسے سنبھالو  
 لوگوں سے بچاؤ چھوڑیں۔ اب جب کہ اس کی کھال  
 میں آئی ہے۔ تو پھر بہتر ہی ہے کہ خود کو ان کے حوالے  
 کر دیں۔ لیکن یہ وہ پہلا ایک سے جائیں۔"

نے غالباً ہمیں دیکھ کر احمقانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہمارے کسی  
 نے ہمارے گھوڑوں کی نگاہیں پکڑ لیں اور ہم اس عجیب و غریب  
 روشنی میں سفر کر رہے تھے۔  
 گھوڑوں کے پیروں سے ندی میں چھپا کے پیدا ہو رہے  
 تھے۔ اور وہ سست روی سے سفر کر رہے تھے۔ میں کوشش کے  
 باوجود اس گھمبیر اور کھال کو الٹا نہ نہیں کر سکا تھا۔ یوں لگا  
 دیا تھا جیسے ندی میں بہتی ہوئی کئی گھوڑوں میں داخل ہوئی ہو  
 اور وہاں سے آگے جہاں جو حبیب وغیرہ چیز تھیں۔ ہر گز  
 کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اگر میں اس راستے سے واپس آنا چاہوں  
 تو صبح صحت انتہائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً چٹیاں باندھنے کا مقصد  
 کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا۔  
 غور سے دیکھ کر بعد میں دوسری طرف نکل آئے۔ روشنی کا  
 احساس زندہ آنکھوں سے ہی ہو گیا تھا۔ ہر گز ہمیں ہتھیار  
 کھول کر لے کر اجماع نہ مل سکی۔  
 میں نے دیکھا کہ ہم چٹیاں کے دوسرے پہلو میں ہیں۔ اسے  
 بڑے پہاڑوں کی قدر جلد سے کر سکتے ہیں۔ بعد میں بڑا قصبہ  
 رہا تھا۔ اور پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس جگہ کو ہم بہت اوجھڑا  
 محسوس کر رہے تھے۔ وہ بہت ہی قریب تھی۔ اشتیاق و خوف  
 ادنیٰ ہی ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ اس طرف کی زمین اس  
 طرف کی زمین سے بہت ادنیٰ ہے۔ اب نا معلوم اس کو چھوڑنا  
 اور چھانکنا پڑا تھا یا وہ قدرتی ادنیٰ تھی۔  
 بہر حال اس وقت ہم نے خود کو ایک نئی پہاڑی پر پایا  
 جو بالکل — ایک پائے کی وضع قطع کی تھی۔ حبیب نہیں  
 کر۔ پہاڑ کسی زمانے میں آتش نشانی کا پہاڑ ہو۔ گرد و مٹی کے  
 تمام میدانوں میں کھیتیاں لہرا رہی تھیں اور پھر بکریاں بڑی  
 آوازوں سے گھسیں کرتی پھر رہی تھیں۔  
 اس کے بعد کچھ گھنٹہ نظر آئے۔ لیکن ہر ان تمام مناظر  
 کو یوں زور دیکھ سکے۔ ہم نے ان لوگوں کو آگے دیکھا جو گھوڑوں  
 پر سوار تھے۔ اور ان لوگوں سے کسی قدر مختلف لباسوں  
 میں تھے۔ جو ہم لوگوں کو یہاں تک لائے تھے۔  
 آگے والے حملے قریب پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک  
 نے آگے بڑھ کر جیسے بڑا ہتھوڑا رکھ کر گویا اسلام کیا اور ہمارے  
 کان ان کے پر دھڑکی تھی۔ وہ لوگ جو ہیں یہاں تک  
 لائے تھے۔ میں ان کے حوالے کر کے آگے بڑھ گئے۔ گویا  
 اب ہم ان سے لوگوں کے ہر کر رہے گئے تھے۔



نے لوگوں میں سے، میں نے جس نے مجھے آکر جہنم کا  
نیا مکان، جو ہر روز ہرگز کے ذریعہ سمجھا رہا ہے، تقریباً  
آٹھ گھنٹے تک ہوا، یہ نہ تو سفر تھا نہ ہوا اور ہر ایک بیت  
نہ سے مار کے دہانے کے پاس میں نے ٹھہرا دیا گیا۔  
وہ بیت ہی بلند تھا، یہاں پہلے ہی ٹھہروں سے  
انار پانچا، غار کے دہانے کے دوسری طرف تار لگی چھٹی ہوئی  
مٹی، عجیب و غریب جگہ تھی، یہ پورے جہنم میں داخل ہو گئے۔  
مقامی درمیان کے بعد یہ جگہ چھٹ گئی، دیواروں میں  
مغصوم ہرگز شعلیں تھیں، یہ شعلیں دیواروں میں تھیں، یہ تھیں  
تھیں، اور تھیں میں یہاں، اچھا کہ ایک مٹی کی خوشنوا  
خوشنوا چلی ہوئی تھی۔

دیوار پر شعلیں تھیں اور یہ مغصوم ہرگز ہرگز کی  
ضیاء میں سے بہت دور اس عجیب و غریب ملامت میں  
مقامی ہرگز زندگی دیکھ کر ہرگز حیرت ہوئی تھی۔  
جو غار کی ایک کراہ سے گزر کر دوسری کراہ میں  
داخل ہو گئے پھر وہیں ایک کمرے، یہاں نہ سے بڑے  
دروازے سے ہو گئے تھے، اور وہ دروازوں پر سلج پڑے  
دور کمرے ہو گئے تھے، یقیناً ہم اس کی واکی میں کھینچے تھے۔  
اور یہ سارا نظام اس کی کمرے میں تھا، اس کی، ڈھنگ کا  
یہاں سے زیادہ دور نہیں ہوگی، محلو سے ہی غاصے پر لک  
جس ایک بہت ہی بڑا کمرہ تھا جس کے دروازے پر بڑے  
چڑا ہوا تھا، ہمارے رہنا کے پر وہ تھا یا اور گویا ہمیں اور  
داخل ہونے کا حکم دیا، اور داخل ہونے تو اس کمرے کو  
جاہت خوشنوا اور جاہت نظر آیا۔

بغوروں کے ہرگز سے ہو گئے تھے جی پر میزوں کی کھالیں  
بچی ہوئی تھیں، ایسی ہی کھالیں اور بیٹے کے لیے بھی موجود  
تھیں، پانی سے جو ہے جو ہے کچھ بڑی رکھے ہوئے تھے، اس  
نے ہمیں آرام کرنے کی ہدایت کی اور کہنے لگا۔

• میں نے جہنم کی قلعہ جو دروازے پر کھڑے ہو کر  
سے سامنے دیکھا، کھٹک کر نہ لک کوئی ضرورت نہیں، میں  
نے گردن ہلائی اور وہ باہر نکل گیا، میں درمیان ایک دوسرے  
کر رہے تھے، سلج کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات  
تھے، یہ آنکھیں شیشے کی گویوں کی مانند تھیں، یہ تھیں  
کاچھ شہا ہو رہا تھا، تھانے میں پر کیا ابھائی کی جھٹکاری  
مٹی سے، حالانکہ ٹول سولے نہیں کیا تھا لیکن کچھ اس طرح

کی تھیں، زمین و دل پر جا، یہ ہرگز مٹی کی جہنم کا آرام  
میں ہونے، جو تھیں اس وقت، تو کوئی حاجت مٹی اور نہ  
ہی کوئی، اور اس میں، اس لیے ہم نے اس حاجت پر کھانا کھان  
میں اور سلج کے برابر ہوا، وہ جہنم پر بہت تھیں، بڑی زبرد  
آرام، یہ کھانا بھی ہوئی تھیں، غار کا کھانے کے لیے کوئی سلج  
تھانے موجود تھی، جس کے ذریعے ان پھر لپچا ہوا کو گدبان  
نیا گیا تھا، ذرا سا سا ہنس پڑا اور میں نے ہر ایک کمرے  
لیکھنے لگا۔

• کیا بات ہے سنو، ان کوں سے خیال پر نہیں مٹی کی  
مٹی، میں نے پوچھا۔  
• کچھ نہیں پتا ہے، آپ، نہ تو کمرے، یہ یہاں بڑا  
بڑا مطلب ہے۔

• مجھے اس بات پر ہنسی آتی ہے وہ آپ کو پسند نہیں آئے  
گی، یہاں سے بتایا۔  
• اس کے باوجود میں اس کے بارے میں جانتا جا رہا  
ہوں، میں سنا ہوا ہوں۔

• اس وقت مجھے آپ کے حال پر ہنسی آتی ہے مجھ پر  
سلج نے سکراتے ہوئے کہا۔  
• خوب، خوب، واقعی میرے حال پر ہنسنے کے علاوہ  
تم اور کیا کر سکتے ہو؟

• معافی چاہتا ہوں پتا چلا، میں نے کہا تھا تاکہ آپ  
نامی ہو جائیں گے۔  
• اس کے باوجود میں ہمارے نہیں ہوا لیکن میرے حال  
سے تبدیلی کیا راہ ہے؟

• پتا چلا، میں غصوں کرنا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ مستقل  
زیادتی ہوئی رہی ہے۔  
• کیوں سلج؟

• دیکھیں نا، آپ اپنا کچھ چھوڑ کر زمین پر آئے ہیں  
آباد ہو گئے، یہ نہیں زندگی لگانا نہیں کسی حد تک آپ کے  
ہر کاب رہی، لیکن جب سے میں آپ کی تحریکیں میں آیا آپ  
کو الجھوں سے ہی دوچار ہو نا پڑا۔

• سبحان اللہ، سبحان اللہ، یہاں ہم اپنی جھٹوں کا کوئی  
تصور اپنے ذہن میں نہیں رکھتے۔  
• جہنم چاہا جان، میں ان جھٹوں کے بارے میں ہی ہوں  
رہا ہوں، کسی طرح انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہیں۔

• گویا میں ذلیل و خوار ہو، ہا ہوں۔  
• نہیں میں نہ بات تو نہیں کہوں گا، لیکن ہرگز ہرگز  
آپ کو میری خوشی وجہ سے، غار کا کھانے، کیا میں اسے  
واقعہ نہیں ہوں؟

• نہیں سلج، میں نے شیشے میں تبدیلی سے شریک  
ہوں مگر تم جانتا ہو، شب میں ہی سب کچھ دیکھ لیں، یہ یہی  
خوش قسمتی ہے کہ میں نے شیشے سے شیشے میں اور اپنی آنکھوں  
سے سب کچھ دیکھ لیا ہوں، یہاں میں نے بھی اپنی زندگی میں  
بہت مختصر وقتوں سے، یہاں کو ہے، ایک نہ تو عجیب سب  
کچھ چھن گیا، اور اس میں جانے کو میں نے شیشے کھا، لڑا لڑا  
ہو کر اپنی دہانے میں پھر پھر کچھ دیکھ لیں، لوگ مل گئے۔  
جہنم نے شیشے کو خوشنوا، تو اس کے شیشے اور اب تو اس  
میں ایک شیشے ہوں، یہاں کی ذات ہے، راستہ، شیشے کے جڑ  
کا ایک قطرہ۔

• پتا چلا، میں آپ نہیں دیکھنے کہ میں اس دنیا میں سب  
سے زیادہ آپ کی عزت کرتا ہوں۔  
• یہ تمہاری محبت ہے، یہاں میں بھی نہیں جانتا، یہی  
چاہتا ہوں۔

• میں سوچ رہا تھا کہ میں اس کے ہر ایک کچھ  
• تم بتاؤ سلج، کیا خیال ہے تمہارے ذہن میں؟  
• میں کچھ نہیں، ہم دو افراد باقی رہ گئے ہیں، وہ غارت  
ہمارے درمیان سے چھٹ گئی تھی، یہاں ہم اپنی مقصد ہرگز  
کے ساتھ ساتھ لے گئے تھے، لیکن ہم نے اس کے ساتھ ایک نفس  
کا نظارہ بھی کیا تھا، انہیں وہ سب کچھ دے دیا تھا جو ان  
کی قلعہ ہو سکتی تھی اور میں تھا اگر میرے اعظم میں وہ ہمارے  
ساتھ ہمارے شیشے میں شریک ہے، اور میں کامیاب حاصل ہو  
جائی تو ہم انہیں کچھ دے دیں گے، لیکن ان کی نہیں واضح  
ہو گئیں اور وہ ہم سے کٹ گئے۔

• ہاں اللہ کا کٹ جانا ہی بہتر ہوا، اگر کوئی اب ہمیں ملامت  
سے دوچار ہوئے ہوتے ہیں، ان میں پتہ نہیں ان لوگوں کی کیا  
حیثیت ہوئی، میرے سب آپ کی کیا راستہ ہے؟ کیا خیال  
ہے آپ کا، کیا ہم ہرگز کے تصور پر رہ گئے ہیں۔

• یہاں، یہاں کیا ہے، میں اپنی آنکھوں میں احتیاط  
رکھتی چلی ہے، یہ کچھ غلط نہیں ہے، نہیں کہا سکتا کہ  
یہ دیوانہ کیا حیثیت رکھتی ہیں، مجھے ہے ہمارے کارڈ میں

یہاں سے مٹی یا ہرگز ہوں۔  
• شیشے کھانے میں آپ نے، لیکن میں ملامت پر  
تجربہ تو کر رہی ہے، اس کے لیے ہم کیا کریں؟

• ہرگز شیشے، تم میرے نزدیک چھاؤ، میں نے کہا۔  
اور سلج اپنی ہرگز سے لگا کر میرے نزدیک آیا۔

• لیٹ جانا سلج، میں جانتا ہوں کہ تم بھی آرام کی  
حیثیت میں کھینچے ہو، عجیب سی تھکی ہوئی مٹی میں ہرگز  
میں سفر کر رہے ہو۔

• ہاں، سب نے صبح کیا، واقعی شیشے کا شیشہ احساس ہو  
رہا ہے، یہاں سے مجھ سے، اتفاق کیا۔  
• کانی درگزر لگتی، ہرگز سنا، ہم تو زمین پر ہوں میں  
سنی ہوئے اور ہرگز میں جڑ سے کھانے کے لیے ہوئے

تھے، پھر ہی اس آرام گاہ میں داخل ہوئے، رکھنے کے خزان  
میں ہمارے رہنے کے لیے اور وہاں نے ایک آواز کیا۔  
• تم نہ لپچیں، کھانے کی ہیں، یہاں سے رہنا تو۔  
• یہاں اور وہاں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور ہم  
کچھ ہی ساہیں سے کوڑا کھڑے ہوئے۔

• دو دن سنا، غار کا شیشہ آئے، آج میں نے کھانے پر وہ  
ایک غریب فلسفے کے کر کے ایک بہت بڑے غار کے دھنکے  
کے سامنے پہنچے جہاں دو تھیں کمرے، ہرگز کی طرف پہرہ  
لے رہے تھے، میں دیکھ کر دونوں نے جھٹ کر میں سلام کیا۔  
اور غار کے دروازے پر پڑا ہوا ہرگز پر وہ اٹھا دیا۔  
اندر داخل ہوئے تو غار کا دروازہ اور اس کے کھٹ  
میں باہر مٹی ہی تھیں، جی میں ہم لوگوں کو ٹھہرا دیا تھا۔  
آگے بڑھ کر پھر وہ دروازہ اور دوسری تھیں، وہ سب بھی ہم  
کو دیکھ کر جھٹ گئے، لیکن کسی کے مٹی سے کوئی آواز نہ تھی  
شاید گر گئے تھے۔

• وہ سیاہ غار فوجی ہرگز پر رک گئے تھے، اور یہاں  
تک ہم تبا آئے تھے، لیکن یہاں سے وہ دونوں گورنری  
ہمارے ساتھ ہو گئیں، ہرگز کے لیے چلے گئے تھے، اس کے  
بعد ہم دونوں کی پرستش کے لیے، ہرگز ایک کمرے تک  
پہنچ گئے، یہاں بہت سی مٹی گورنری کمرے تھیں۔

• دو چار قدم سے کہے پھر ایک دروازہ ملا، خیال ہوا  
کہ اس کے کھٹ کوئی اور کمرہ نہیں ہوگا، یہاں بھی دوسرے  
کمرے ہوئے تھے، انہوں نے اس میں سنا، ایک اور چارہ اٹھا دیا۔



برکھ بھی خاصا وسیع و کشادہ تھا، یہاں بھی دکن بارہ  
 خوبصورت عورتیں پہلی ہوئی تھیں۔ وہ خاموشی سے چاری  
 جانب دیکھ رہی تھیں، البتہ میں نے محسوس کیا کہ سہاگہ کو دیکھ  
 کر ان کی کیفیت عجیب ہو جاتی تھی۔  
 پھر ان میں سے ایک عورت اٹھی اور اس نے ایک ادا  
 کے ساتھ اپنے نازک ہاتھوں سے سلسلے والا پردہ ہٹا دیا۔  
 اس کے لئے گڑگڑاہٹ اور کھسکے میں پہنچا ہوا۔ ہم فوری  
 آگئے تھے۔ اس تیار تہ کردوں کے سفر سے۔ آخر ہم ایک  
 دھڑکنے والی ٹاکسے میں پہنچ گئے۔  
 اس کے لئے کھول دی گئی تھی۔ بے حد وسیع تھا۔ پرستے لگے  
 میں نے اس دیکھنے پر۔ البتہ یہاں کوئی پیریدہ اور مرد  
 یا عورت موجود نہیں تھا۔  
 پہلے ساتھ آنے والے سب پیچھے رک گئے تھے اور  
 اب ہم دونوں اس وسیع کمرے میں تہہ لگے۔ کوئی اور دروازہ  
 نظر نہیں آتا تھا۔ اس مقصد تھا کہ یہ کمرہ وہ آخری جگہ ہے۔  
 جہاں ہیں مکہ کے درویش جو ناسہ۔  
 وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا پھر داخلی دروازے  
 کے پورے کو حرکت ہوئی اور ہم دونوں تجسس لگا رہے  
 دروازے کی سمت دیکھنے لگے۔  
 ایک تہابت ہی خوبصورت گیسے ہاتھ کی انگلیوں نے  
 پردہ ہٹایا۔ اعلان کے ساتھ ہی ایک انتہائی دلکش آواز۔  
 سنائی دی۔  
 "تہذیب کی دنیا سے آنے والے اجنبی لوگو! تم کون  
 ہو اور تمہارا وجود میرے علم سے پوشیدہ کیوں ہے۔ کون سی  
 ایسی شے ہے تمہارے وجود میں جو تمہیں موقوف کیے  
 ہوئے ہے؟  
 پردہ ہٹانے والی ہمارے سامنے تھیں کئی مٹی کی  
 اس کی آواز کا سحر جیسے ذہن و دماغ پر حاوی ہوتا جا رہا تھا۔  
 ایسی مین آواز کہ قلماً تعابیر سے جلتی جگہ بیک وقت  
 کی لگتی ہوئی۔  
 ہماری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ اندر داخل  
 ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے ہاتھ میں بیٹری سے پائل گھٹکتی  
 ہوئی ایک عجیب و غریب شبیہ ہماری نظروں کے سامنے  
 نمودار ہوئی تھی جس کی آنکھوں کی — جگہ صرف  
 دو سو لگتی تھیں۔ انتہائی حسین طرز کے اس برقعہ نما لباس میں  
 اس کے بازو عریض تھے۔ اور ان عریض بازوؤں کو نہ دیکھ  
 کر اس کے من کا احساس ہوتا تھا۔  
 اتنے مردوں جیسے رنگ پر سے ترلے ہوئے ہوں۔  
 ایسے سفید جس کے بعد سفیدی کا تصور ہی سے عجز ہو جائے۔  
 سر و قامت اور انتہائی متناسب بدن کا احساس اس کے  
 لباس سے ہوتا تھا۔ بال بیاہ رشیم کے ہاتھوں کی مانند گھٹنوں تک  
 پہنچے ہوئے تھے۔ اور یہ بال ہاتھوں کے علاوہ ایسے تھے  
 جنہیں دیکھا جاسکتا تھا۔  
 ہم دونوں اس عورت کو دیکھ کر سبھوت رہ گئے تھے۔  
 وہ ہر چند قدم آگے آیا اور پھر ایک نورنگا کر سی پر ہر جانب  
 ہو گیا۔  
 "تم لوگ خاموشی کیوں ہو؟ کیا تم میں کوئی ایسی بات  
 ہے کہ تم مجھے دیکھ کر ڈر جاؤ۔" ہم نے اس کی طرح بول کر  
 کر دیں۔ میں نے ہمیں دونوں کی طرح طلب کیلئے۔  
 میں نے ایک ہر جہری سی لی اور اس سے گفتگو کرنے  
 کے لئے بیٹھ گئی۔  
 "آپ نے کہا کہ ایک عالمی، اگر ہم موقوف ہیں، ہم اس کا  
 مطلب نہیں سمجھ سکتے۔"  
 "ایک فخری شہسی ہمارے کانوں میں گونج رہی تھی اور  
 ہر وہی خوبصورت آواز سنائی دی۔  
 "ہاں، میری سرزمین میں داخل ہونے والے میری نگاہوں  
 سے دور نہیں ہوتے۔ تم بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں تھے۔  
 جب تمہیں میری سرحد پر قدم رکھا ہی تھے علم ہو گیا کہ دو  
 اجنبی میرے علاقے میں آئے ہیں۔ میں نے اپنے علم کی روشنی  
 میں ان کی اہمیت جاننے کی کوشش کی لیکن مجھے سفید دھڑکیں  
 کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا اور یہ بات میرے لیے گہر کی ہے۔  
 برا علم مجھے بتا دیتا ہے کہ کون دشمن ہے اور کون دوست۔  
 میرے سامنے آئے تھے اپنا ماضی مجھ سے سننے میں، لیکن تم  
 تم میری نگاہوں سے دور ہو۔ میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو،  
 کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو۔ جب کہ میرے لوگوں  
 نے مجھے بتایا۔ بلکہ تمہیں ان سے کہا کہ تم آوارہ گرد ہو اور ان کو  
 اعظم میں آئے تھے دوسروں کو لوگوں کی مانند جو زمین پر  
 یہاں سے ہو کر گئے جیسے میں اور اپنی مہذب دنیا میں شاید  
 اس سے اپنی خرد بات زندگی حاصل کرتے ہیں۔  
 ایسے بے شمار افراد مدبولہ سے یہاں آئے ہیں وہ

میں نے ان میں سے ان کا انتخاب کیا جنہیں یہاں سے واپس  
 جانا پڑا اور جہاں سے جانے کے قابل نہ ہوں انہیں میں  
 غفلت کر لیتی ہوں۔"  
 "اس انتخاب کی نوعیت کیا ہوتی ہے مکہ عالمی؟"  
 "جو کچھ مجھ کو نہیں بتائی رہیں جاسکتی۔ میں صرف یہ  
 چاہتی ہوں کہ تمہاری اپنی شخصیت کیلئے۔ کیا تم جادوگری  
 سے واقف ہو؟ کیا تم اپنے آپ کو عام نگاہوں سے کچھ پوشیدہ  
 رکھ سکتے ہو؟"  
 "ہم نہیں کہہ سکتے مکہ عالمی، اگر کیا ہو گا۔ ہم عام  
 قسم کے سیاح ہیں اور آپ کا یہ خیال درست ہے کہ ہم چکدار  
 پتھروں کی تلاش میں آئے ہیں۔"  
 "اور یہ تو وہاں شخص کی بات ہے جو حسن و جمال میں  
 بے مثال ہے اور جسے دیکھ کر ہمارا ذہن جھٹکے لگتا ہے ایسی  
 نے سلمان کی جانب اشارہ کیے کہ کہا۔  
 "میں اس کا ترجمان ہوں۔ یہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ فخر  
 الفاظ ہوں گے لیکن میرے ہی جذبات کی ترجمانی کیے گئے۔  
 "گو یا تم ان کے ترجمان ہو۔" میں نے مکہ میں کامیابی  
 ہماری نگاہوں سے اوجھل تھا لیکن اس کی ایک ایک جھلک  
 اظہار کرتی تھی کہ اگر یہ سفید پردہ اس کے چہرے سے ہٹ جائے  
 تو شاید ہم اس کے جمال کی تاب نہ لا سکیں۔ بڑی شان سے  
 اپنے سینے اور سر پر پہنے ہوئے ہیں۔  
 "ہاں۔ کیونکہ میرا ماضی بہت گہرا ہے اس لیے میں اس  
 کا بھی ترجمان ہوں۔"  
 "لیکن جو لوگ ہماری قلم رومیں آتے ہیں اور جانے  
 لے جاتے ہوئے ہیں۔ انہیں سزا دی جاتی ہے کسی کو اس  
 کی اجازت نہیں ہے کہ ہماری اجازت کے بغیر یہاں داخل  
 ہو اور تم بھی انہیں دھڑکیں دے رہے ہو۔" مکہ نے کہا۔  
 "اگر یہ مکہ عالمی کا قانون ہے تو کیا ہے۔ ہم دعا دی  
 در کمر و انسان بھلا اس عظیم مکہ کے قانون کو کس طرح توڑ  
 سکتے ہیں؟ ہمارے لیے جو بھی سزا ہو۔ ہم اسے قبول کر سکتے  
 کرتا ہیں۔" میرے ان الفاظ پر آنکھیں سکڑا دیں۔ ہاتھوں  
 کی مسکراہٹ کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خند  
 پردہ میں چھپے ہوئے تھے۔  
 مکہ نے ایک ہاتھ اٹھایا اور مجھے اور سلمان کو ایک  
 طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ قرینہ سے ایک ہلکے پھلکا ہوا



مندیوں کے بڑے بے لجے رہتا ہے کہ کسی کسی  
 انسان پر عبور کرنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ لیجئے  
 کیا معلوم کرتے ہو کہ وہ ہے؟ یہاں کیسے آیا؟ ہر چند کہ تاریخ پر

”وہ ناواقفیت اندیشی جو ہمیشہ میری تباہی کا خواب دیکھتے رہے ہیں۔ اب انہوں نے میرے خلاف ہتھیار اٹھالیا ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کو چھوڑ دے بغیر میں جانتی ہوں کہ کسے

ہیں۔ لیکن کس ایک ماہ سے پریشان ہیں؟

125



میں نے کہا تھا کہ تم لوگ میرے مومن و مہال کی تاب نہ  
لا سکو گے تاہم خود کو سمجھاؤ یہ سب کچھ میں نے تمہاری فراغت  
اور اندری خواہش پر ہی کیا ہے کہ ایسا ہی کسی کے سامنے نہیں  
کرتی میں باقی چوں کہ چشم انسانی میرے حسن و جمال کی تاب  
لانے سے عاجز ہے۔  
اور تیرا جس تزار پر اس سے قائم ہے؟ سلمان نے  
سوال کیا۔  
اے میں سو نے کی جلی ہوں، سورج سے براہ راست  
زندگی حاصل کرتی ہوں۔ اور زندگی حاصل کرنے کا یہ نسخہ  
مجھے میرے علم نے دیا۔ تم لوگ خود کائنات پر غور کرو چاند  
سائے ہو اسی۔ اول، پانی، سورج یہ سب اگر کتب پر انسانی  
شکل و صورت اختیار کر گئے ہیں، حیات و موت کا مسئلہ انہیں  
سے منسلک ہے۔ اگر ہم انسانی بدن کو روز اول سے ان  
تمام چیزوں کے حصول کا عادی بنالیں تو ہم انسانی جسم پر نہیں  
ہوتا، ہر چیز کو یہ تصور دینا کہ تمام قوتوں کے لیے باطل ہے۔  
لیکن چھوڑ کر اس کا تجربہ بھی کرنا نہ کر سکا اور بکرب سے  
حر کا وہ پہلو ان چاہیے جب انسان نے اس دنیا میں قدم  
رکھا ہے جس طرح ان تمام چیزوں کا عادی بنایا گیا اور  
کس طرح سب کے لیے کیا گیا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے اور  
اس کا مضمون تم لوگوں سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمہیں اس  
سے کوئی دلچسپی ہوگی لیکن یہ سب ہوا اور میں یہ ہی تھی۔  
اور اب بھی جب مجھے کوئی نئی کوئی خاموشی بدن میں  
غیر ہونے لگی ہے تو ایک اہم کام میں یہ علم دہرائی ہوں  
اور پھر ایک طویل زندگی میری ہر کام پر جاتی ہے۔  
اے دورانہ آپ کی زندگی کو ناگوں و اقامت سے  
دور جاد ہوتی رہی ہوگی۔  
نہ ہوتی تو شاید میری زندگی کی اس طوالت میں دلچسپی  
نہ ہوتی ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے حالات ہی تو انسان کا زندگی  
کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسے زندگی عطا کرتی ہے۔  
میں نے سب کچھ نہیں دیا۔ دیکھیں مجھے اس سے کوئی غلط  
نہیں ہے۔ میری زندگی اور موت میری اپنی تھی ہی تھی۔  
میں جب تک مجھ پر زندہ رہا، وہ سب کچھ میں اور جب میں موت  
کو اپنا ہماروں تو مجھے میرے لیے شکل نہ ہوگی۔ مگر یا یہ کہنا  
تو غلط ہے کہ اس نے زندگی اور موت دونوں پر قابو  
پالیا ہے۔ سلمان کے ہر سوال پر استغناء سے مسکاتے ہوئے کہتے ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ تم لوگ میرے مومن و مہال کی تاب نہ  
لا سکو گے تاہم خود کو سمجھاؤ یہ سب کچھ میں نے تمہاری فراغت  
اور اندری خواہش پر ہی کیا ہے کہ ایسا ہی کسی کے سامنے نہیں  
کرتی میں باقی چوں کہ چشم انسانی میرے حسن و جمال کی تاب  
لانے سے عاجز ہے۔  
اور تیرا جس تزار پر اس سے قائم ہے؟ سلمان نے  
سوال کیا۔  
اے میں سو نے کی جلی ہوں، سورج سے براہ راست  
زندگی حاصل کرتی ہوں۔ اور زندگی حاصل کرنے کا یہ نسخہ  
مجھے میرے علم نے دیا۔ تم لوگ خود کائنات پر غور کرو چاند  
سائے ہو اسی۔ اول، پانی، سورج یہ سب اگر کتب پر انسانی  
شکل و صورت اختیار کر گئے ہیں، حیات و موت کا مسئلہ انہیں  
سے منسلک ہے۔ اگر ہم انسانی بدن کو روز اول سے ان  
تمام چیزوں کے حصول کا عادی بنالیں تو ہم انسانی جسم پر نہیں  
ہوتا، ہر چیز کو یہ تصور دینا کہ تمام قوتوں کے لیے باطل ہے۔  
لیکن چھوڑ کر اس کا تجربہ بھی کرنا نہ کر سکا اور بکرب سے  
حر کا وہ پہلو ان چاہیے جب انسان نے اس دنیا میں قدم  
رکھا ہے جس طرح ان تمام چیزوں کا عادی بنایا گیا اور  
کس طرح سب کے لیے کیا گیا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے اور  
اس کا مضمون تم لوگوں سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمہیں اس  
سے کوئی دلچسپی ہوگی لیکن یہ سب ہوا اور میں یہ ہی تھی۔  
اور اب بھی جب مجھے کوئی نئی کوئی خاموشی بدن میں  
غیر ہونے لگی ہے تو ایک اہم کام میں یہ علم دہرائی ہوں  
اور پھر ایک طویل زندگی میری ہر کام پر جاتی ہے۔  
اے دورانہ آپ کی زندگی کو ناگوں و اقامت سے  
دور جاد ہوتی رہی ہوگی۔  
نہ ہوتی تو شاید میری زندگی کی اس طوالت میں دلچسپی  
نہ ہوتی ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے حالات ہی تو انسان کا زندگی  
کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسے زندگی عطا کرتی ہے۔  
میں نے سب کچھ نہیں دیا۔ دیکھیں مجھے اس سے کوئی غلط  
نہیں ہے۔ میری زندگی اور موت میری اپنی تھی ہی تھی۔  
میں جب تک مجھ پر زندہ رہا، وہ سب کچھ میں اور جب میں موت  
کو اپنا ہماروں تو مجھے میرے لیے شکل نہ ہوگی۔ مگر یا یہ کہنا  
تو غلط ہے کہ اس نے زندگی اور موت دونوں پر قابو  
پالیا ہے۔ سلمان کے ہر سوال پر استغناء سے مسکاتے ہوئے کہتے ہیں۔



اے میں سو نے کی جلی ہوں، سورج سے براہ راست  
زندگی حاصل کرتی ہوں۔ اور زندگی حاصل کرنے کا یہ نسخہ  
مجھے میرے علم نے دیا۔ تم لوگ خود کائنات پر غور کرو چاند  
سائے ہو اسی۔ اول، پانی، سورج یہ سب اگر کتب پر انسانی  
شکل و صورت اختیار کر گئے ہیں، حیات و موت کا مسئلہ انہیں  
سے منسلک ہے۔ اگر ہم انسانی بدن کو روز اول سے ان  
تمام چیزوں کے حصول کا عادی بنالیں تو ہم انسانی جسم پر نہیں  
ہوتا، ہر چیز کو یہ تصور دینا کہ تمام قوتوں کے لیے باطل ہے۔  
لیکن چھوڑ کر اس کا تجربہ بھی کرنا نہ کر سکا اور بکرب سے  
حر کا وہ پہلو ان چاہیے جب انسان نے اس دنیا میں قدم  
رکھا ہے جس طرح ان تمام چیزوں کا عادی بنایا گیا اور  
کس طرح سب کے لیے کیا گیا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے اور  
اس کا مضمون تم لوگوں سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمہیں اس  
سے کوئی دلچسپی ہوگی لیکن یہ سب ہوا اور میں یہ ہی تھی۔  
اور اب بھی جب مجھے کوئی نئی کوئی خاموشی بدن میں  
غیر ہونے لگی ہے تو ایک اہم کام میں یہ علم دہرائی ہوں  
اور پھر ایک طویل زندگی میری ہر کام پر جاتی ہے۔  
اے دورانہ آپ کی زندگی کو ناگوں و اقامت سے  
دور جاد ہوتی رہی ہوگی۔  
نہ ہوتی تو شاید میری زندگی کی اس طوالت میں دلچسپی  
نہ ہوتی ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے حالات ہی تو انسان کا زندگی  
کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسے زندگی عطا کرتی ہے۔  
میں نے سب کچھ نہیں دیا۔ دیکھیں مجھے اس سے کوئی غلط  
نہیں ہے۔ میری زندگی اور موت میری اپنی تھی ہی تھی۔  
میں جب تک مجھ پر زندہ رہا، وہ سب کچھ میں اور جب میں موت  
کو اپنا ہماروں تو مجھے میرے لیے شکل نہ ہوگی۔ مگر یا یہ کہنا  
تو غلط ہے کہ اس نے زندگی اور موت دونوں پر قابو  
پالیا ہے۔ سلمان کے ہر سوال پر استغناء سے مسکاتے ہوئے کہتے ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ تم لوگ میرے مومن و مہال کی تاب نہ  
لا سکو گے تاہم خود کو سمجھاؤ یہ سب کچھ میں نے تمہاری فراغت  
اور اندری خواہش پر ہی کیا ہے کہ ایسا ہی کسی کے سامنے نہیں  
کرتی میں باقی چوں کہ چشم انسانی میرے حسن و جمال کی تاب  
لانے سے عاجز ہے۔  
اور تیرا جس تزار پر اس سے قائم ہے؟ سلمان نے  
سوال کیا۔  
اے میں سو نے کی جلی ہوں، سورج سے براہ راست  
زندگی حاصل کرتی ہوں۔ اور زندگی حاصل کرنے کا یہ نسخہ  
مجھے میرے علم نے دیا۔ تم لوگ خود کائنات پر غور کرو چاند  
سائے ہو اسی۔ اول، پانی، سورج یہ سب اگر کتب پر انسانی  
شکل و صورت اختیار کر گئے ہیں، حیات و موت کا مسئلہ انہیں  
سے منسلک ہے۔ اگر ہم انسانی بدن کو روز اول سے ان  
تمام چیزوں کے حصول کا عادی بنالیں تو ہم انسانی جسم پر نہیں  
ہوتا، ہر چیز کو یہ تصور دینا کہ تمام قوتوں کے لیے باطل ہے۔  
لیکن چھوڑ کر اس کا تجربہ بھی کرنا نہ کر سکا اور بکرب سے  
حر کا وہ پہلو ان چاہیے جب انسان نے اس دنیا میں قدم  
رکھا ہے جس طرح ان تمام چیزوں کا عادی بنایا گیا اور  
کس طرح سب کے لیے کیا گیا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے اور  
اس کا مضمون تم لوگوں سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمہیں اس  
سے کوئی دلچسپی ہوگی لیکن یہ سب ہوا اور میں یہ ہی تھی۔  
اور اب بھی جب مجھے کوئی نئی کوئی خاموشی بدن میں  
غیر ہونے لگی ہے تو ایک اہم کام میں یہ علم دہرائی ہوں  
اور پھر ایک طویل زندگی میری ہر کام پر جاتی ہے۔  
اے دورانہ آپ کی زندگی کو ناگوں و اقامت سے  
دور جاد ہوتی رہی ہوگی۔  
نہ ہوتی تو شاید میری زندگی کی اس طوالت میں دلچسپی  
نہ ہوتی ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے حالات ہی تو انسان کا زندگی  
کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسے زندگی عطا کرتی ہے۔  
میں نے سب کچھ نہیں دیا۔ دیکھیں مجھے اس سے کوئی غلط  
نہیں ہے۔ میری زندگی اور موت میری اپنی تھی ہی تھی۔  
میں جب تک مجھ پر زندہ رہا، وہ سب کچھ میں اور جب میں موت  
کو اپنا ہماروں تو مجھے میرے لیے شکل نہ ہوگی۔ مگر یا یہ کہنا  
تو غلط ہے کہ اس نے زندگی اور موت دونوں پر قابو  
پالیا ہے۔ سلمان کے ہر سوال پر استغناء سے مسکاتے ہوئے کہتے ہیں۔



آئے تھے اور سلطان بھی اس کی محبت کا جواب محبت سے  
 دے رہے تھے۔ میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ مہافت  
 و دوستی ہے۔ لیکن یہ صورتہ ضروری تھا کہ سلطان سے ملنے  
 سے پہلے میں جگہ دیتا۔ بالآخر ایک صبح اس نے ملنے کہا۔  
 کہ آج وہ اپنی اس پیش گوئی کا ثبوت کر کے والی ہے جہاں  
 سے وہ زندگی پاتی ہے۔ سلطان کو وہ اپنی اس پیش گوئی سے  
 جاکر سمجھانے کیا رہتا چاہتی تھی۔ یہی وہی اس کے لیے اس نے سلطان  
 سے خصوصی نمک لٹکھڑکی تھی جسے بتاتے ہوئے جہد میں سلطان  
 نے مجھ سے کہا۔

یہی باتیں بڑی دلکش تھیں کہ صورت حال ہوتے تھے  
 بہتر ہوتی جاتی تھی۔ مگر عجب کچھ پرے مدد میرا ہی اور شاید  
 مجھے بھی اجرت بگشتا چاہتی تھی کہ زندگی مجھ کے لیے وہ مجھے اپنا  
 ساتھی بنالیں۔

اگر سلطان: یہ سب کچھ تو ہے لیکن نہیں بڑی برائی  
 سے کام لیا جا رہا ہے کہیں بڑی برائی نہیں متھد کے لیے آئے  
 تھے وہ تو مجھے رہ رہتے اور ایک دوسرا جہاد جاری زندگی میں  
 شروع ہو جائے گا۔

”نہیں پتا جان اسیر خیال ہے اس کا کوئی اسکل نہیں  
 ہے۔ آپ خدا کی رحمت سے مطمئن رہیں۔ میں صرف اپنا مقصد پورا  
 کرنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے جیشہ و احساس  
 کہاں آتا ہے کہ یہ وہی صورت ہے جس سے مجھے انتقام لینا  
 ہے۔“ سلطان براہ۔

”اور اس احساسی کو اپنے ذہن پر تمام احساسات سے برتر  
 رکھنا۔ اسی کی مدد سے کامیابی محبت ہے۔ میں نے کہا۔

اسیر اپنے اس لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس کی وہ خاموشی  
 نے بھی اطلاع دی کہ سب ہم سب تیار ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس  
 سیر کا آغاز کر دیا۔ حسین ملکہ ہمارے ساتھ تھی۔ ہم ایک لٹکھڑکی  
 سے گزر کر آگے بڑھے۔ میں اور سلطان اس کے لیے چکے تھے۔  
 اور وہ جسی و جہاں کا پیکر اسی جہاں میں طے ہوئے آگے آگے  
 چل رہی تھی۔ لیکن میں ماسٹروں سے وہ گزر رہی تھی۔ وہاں سے  
 شاید کسی دوسرے کے گزرنے کا اسکل نہیں تھا۔ کیونکہ اس نے  
 اپنا چہرہ کھلا رکھا تھا۔

بلکہ یہ سیر کرتا تھا۔ ہم اس کے ساتھ ساتھ سیاہی پڑھتی  
 جڑا دے تھے۔ یہ خیال تھا کہ اس کا ایک نام سید کوئی چار  
 پر چڑھنے کی خاصی وقت ہوتی لیکن مجھے قہر ہو کر رہی سب  
 سے کہ آگے نہایت آسانی کے ساتھ چڑھ رہی تھی۔

مجھے تھا جیسے ہر ایک اس کے مدد کر رہی ہوں اور اس کے  
 سطر میں نہایت آسانی فراہم کر رہی ہوں۔ جب کہ کسی خوفناک  
 پہاڑی کو دیکھ کر ہیں۔ اپنی محنت پروری تھی۔ تاہم سطر کے ریل  
 اس بہت کا اندازہ ہوا کہ اتنی دھڑکنے والی تھی۔ میں صوفی جیسے  
 فراموشی اور ایک لمحے کو ذرا سا بے چسپی سے آدمی کی زبان دھڑکنے  
 سے بھی۔ میں نے اس کی پاس سے گزرتے ہی گھڑی کے ہینڈل کے بعد  
 میں ایک ایسا اور وہ جو کالی رنگ تھا جسے مجھے ہر آگے  
 بڑھتے ہی دھڑکنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گھڑی  
 کو آگے بڑھ کر وہ بہت کمزور گیا۔ پھر چٹان کا ایک گھڑی  
 ملا جس سے میں بالکل ہی جھپٹا گیا۔ اس کے بعد راستہ ہر حال  
 اور ایک دھڑکنے والی زمین پر گھڑی پر چڑھا تھا جو اس وقت سے  
 ماسے کی طرح قدرتی تھی۔

میرے نزدیک کسی زمانے میں آتش نشانی نے یہاں کی  
 چٹان کو آگ پر لگا کر بنائی ہوئی۔ اس رنگ کا یہ ترتیب راستہ  
 اس کے قدرتی ہونے کا شواہد تھا۔ دوسری طرف گہری تاریکی چٹان  
 ہوتی تھی۔ لیکن اس کے سامنے انتظام کیے ہوئے تھے۔ اس نے  
 وہ مشعلیں نکالیں جو اس فاصلے پر بھی جلیں ہو رہی تھیں۔ اور  
 ہر مقامی ستاروں کی روشنی کو دیا۔ اس نے وہ مشعلیں ہاتھ  
 دھڑکنے میں تھا دیں۔ اور ایک خودی۔ اور آگے آگے رنگ  
 میں داخل ہو گئی۔ اندر راستہ بہت اونچا بن گیا تھا۔ اس لیے  
 اسی احتیاط سے چلتا ہوا۔ اور شاید آگے چلنے میں پہلے پہل  
 چند رنگ کا فاصلہ ملے گا۔

خوڑی دیر کے لیے ٹھہرے۔ اسی وقت ہمارے ایک  
 بڑے گھڑی کے ہاتھ اندر میں تھی۔ بڑی مشعلوں کو لگا کر دیا۔  
 تاریکی اسے خوفناک تھی کہ ہوش اُسے چاہتے تھے۔ اسی وقت  
 اس کی آواز سنائی دی۔ وہ پھر آگے چل گئی تھی۔ اس سے  
 میں اپنے پاس بٹاری تھی۔ ہم ٹھہرے ہوئے اس تک پہنچ گئے۔  
 اس نے مقامی سے آگے بڑھی اور شکل تمام مشعلیں چھوڑ دیں۔  
 گلیں۔ دو چار ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ میں ایک اور خوفناک  
 چیز نظر آئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ آتش نشانی ہاتھ سے اپنے زور  
 میں ایک اور گھڑی طرح سے بنایا تھا کہ ایک طرف پہاڑی چلنے  
 کسی طرح ایک چٹان کے گرد گھومتی تھی اور اس کے اطراف خالی تھے۔  
 اطراف کی گہرائی اس قدر تھیں کہ ہاتھ تک وہیں پہنچ سکتی تھی۔  
 اندازہ نہیں تھا کہ اس گھڑی کا انتظام کیا ہے۔ کہیں اس طرح  
 ہو سکتا ہے؟

میں نہایت خوف سے لڑکھڑکھ گیا تھا۔ یہ مشعلیں چٹان اگر

جہاں نہ ہوتی تو آتش چلنے کا راستہ قطعاً خالی اس کا ہاتھ  
 ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔ مگر اس کی جھڑکی کہاں تک ہے۔  
 تھیں سے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ یہ بھی جانتی تھی کہ اس وقت اس  
 کی آواز سنائی دی۔

ایک ایک قدم احتیاط سے آگے بڑھی تھی۔ ایریا  
 ہو کر ہوا کا بڑے گھڑی کے ہاتھ سے ہاتھ سے۔ اور اس کا  
 اور اس کے ہاتھ سے آگے بڑھی تھی۔ اس کے ہاتھ سے آگے  
 تھا۔ نہیں سہ۔ اولیٰ تر اس کی کون سا صحت اور یہ تھا۔  
 اس پر اس کے ان الفاظ نے۔ بالآخر ایک اور کے ہاتھ سے ہاتھ سے  
 غم غم کی آواز ہو گئی۔ میں نے تو دونوں ہاتھ پر ہوں سے چلتا  
 زور دے کر دیا تھا۔

ابھی سلطان دھڑکنے کی آواز سن رہا تھا اور وہ مشعلوں کے  
 ہاتھ سے آگے چل رہی تھی۔ پھر کوئی گھڑی کے آگے چلتی تو ذرا سا جھک  
 جاتی۔ ورنہ خوف و غم سب سے گھڑی کے ہاتھ سے آگے چلتی تھی۔  
 ہم اس کی گھڑی میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس لیے گھڑی اس  
 کو خواہستہ طور سے ہاتھ سے پرک کر جانا تھا۔ کہنا پڑا تھا۔  
 ہم ضروری ہی وہ آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک گھڑی کا  
 میں زور دے رہی تھیں۔ پھر اس کا آواز سنائی دیا۔ ابھی اس کی گھڑی

اور بہت ہی احتیاط سے ساتھ چلے آگے کہ ہمارے گھڑی کے  
 ہاتھ سے آگے چل رہی تھی۔ خدا خدا کر کے اس خوفناک چٹان کا خاتمہ ہوا اور  
 ایک نئی مصیبت سامنے آگئی۔ چٹان کے سر پر ایک خوفناک غار  
 میں ہمارے گھڑی کے ہاتھ سے آگے چل رہی تھی۔ اس کا خاتمہ اس غار  
 کی گہرائی کا کوئی اندازہ ہی نہ تھا۔ اندر سے میں کہ معلوم نہ ہو  
 سکا کہ غار کتنا لمبا چڑھا ہے اور اس کے اطراف میں کیسے بہت  
 دیکھنے سے کسی چیز کا وجود معلوم ہوتا تھا۔ معلوم کیا تھا۔  
 ہر حال اس پر اسے شکل ایک حیران میں اس کی آواز سنائی دے  
 ہوئے ہمارے گھڑی کے ہاتھ سے آگے چل رہی تھی۔

اب اس کا آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ زور دے رہی تھی۔  
 لی۔ ہم دونوں کی گھڑی میں نہیں آگے اس پر غلطات میں روشنی  
 کہاں سے آگے گئی؟ اس کی گھڑی میں سہی۔ یہی وہ تھا کہ ہاتھ سے  
 دھڑکنے لگی۔ گھڑی کو روشنی کر دیا۔ پائی آنکھیں حیرت سے  
 چھیل گئیں۔ دھڑک کہاں سے آگئی؟

ہر حال میں یہی تھا کہ ہاتھ سے آگے چل رہی تھی۔  
 شکاف ہوا اور کورن کی روشنی میں داخل ہوئے گا کوئی انتظام  
 ہو۔ ورنہ اس احتیاط سے روشنی ہونے کے ہاتھ میں نہ جاتی۔  
 ہاتھ سے ملنے تو یہاں میں اس کے ہاتھ میں گزرتا تھا۔ ہاتھ سے

کہے گا کہ اس کی گھڑی میں اس کی گھڑی میں اس کی گھڑی میں  
 نے ایک دھڑکنے کی گھڑی میں۔

اسی وقت اس نے ایک گھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

یہ تو ایک کام ہے۔ اور ہر گھڑی کے گھڑی میں۔

یہ تو ایک کام ہے۔ اور ہر گھڑی کے گھڑی میں۔

یہ تو ایک کام ہے۔ اور ہر گھڑی کے گھڑی میں۔

میں نے اس سوال کا اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس میں  
 سوچ۔ (اس کا اس وقت سے سے گھڑی کے گھڑی میں۔  
 گھڑی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زندگی کا آخری سفر ثابت  
 ہو۔ اس احساس کے ساتھ ہی دل میں ایک اور جذبہ ابھر اٹھا۔  
 کا آخری سفر تو کیوں بھی ہو سکتا ہے۔ ان غاروں میں کسی جانور  
 چلنے کے لیے شان بیدار میں یا پھر کہیں بھی اس سے کیا فرق  
 پڑتا ہے۔

بہر صورت چلنے کے لیے ہاتھ سے وہ تکرار درست کیا اور

اور اس پر چڑھ کر اپنے ذہن کو تسکین دے لگی۔ پھر گھڑی۔

معلوم ہوا کہ کسی گھڑی میں اپنی جگہ چھوڑ دی ہے۔ پہلے

سبب میں یہاں آئی تھی تو یہ صورت نہیں تھی۔ مجھے غلط ہے کہ کہیں

ہو چکا ہے۔ ہاتھ سے ہاتھ سے ہاتھ سے ہاتھ سے۔ پہلے مجھے چھو جائے

دو۔ میں اندازہ نہ لگا سکتی تھی۔

ہاتھ سے کوئی قہر نہیں دیکھا اور نہ ہی ہاتھ سے ہاتھ سے ہاتھ سے

بڑھ گئی۔

تاریکی کافی تھی۔ روشنی مدد ہو رہی تھی۔ میں نے خوڑی

دیر کے لیے اس غار کو روشنی کیا تھا۔

اس کے بعد سلطان اس کے ہاتھ سے چڑھ گیا اور میں نے آنکھیں  
 بند کر لیں۔

میرا ذہن کافی زیادہ تھا۔ ہماری گھڑی کے ہاتھ سے مجھے بیت  
 غرت تھی۔ خاص طور سے اس وقت جب یہ موقع آگیا تھا۔  
 ہماری دھڑکنے سے بہت سی گراں گزر رہا تھا۔ بالآخر میں نے  
 مجھ سے پھر چھوٹا شور مچا دیا اور سری جانی چلنے لگی۔  
 تھوڑے چھوٹے آواز  
 اور جڑا دے رہی تھی اس کے لیے ذرا مشکل تھا۔ وقتاً فوقتاً



130

131



[illegible]

تیرہویں صفحہ  
وہ ایک شیشے کے تانبے جاکھڑی ہوئی۔ لڑیا جھونکا  
ہے اور لڑیا جھونکا ہے جیسے دشمن۔ یہاں پر ہے۔ ان ظلم  
کد سے میں داخل ہونے کی عزت تھکے کی آخر تو نے  
کسی طرح یہاں تک پہنچنے کے لیے نفاذ مار کر کرنی؟ ناگھن  
ناگھن۔ نام آدمی یہاں نہیں آ سکتے۔ تو اپنے جادو میں غفلت  
ہو کر یہاں تک پہنچا۔ تجھے روکا جاتا۔ بیٹھا میں نے سنے  
لیے خاص بند دہشت کیا تھا۔ اس کا قصہ ہے کہ تو ملا لڑ  
نہیں ہے۔ لیکن ترسے ہوئے کی۔ انگوٹھی اور انگوٹھی۔ جیٹا  
ترسے ہوئے میں موجود ہے اور یہ مارا زونگا ہی کی سہ ماہی  
کائنات میں حرف ہی کے پاس ہے یہ جادو اور۔ اور تو  
مارا زونگا نہیں۔ اس کا کرنی پر ہوا ہے۔  
لیکن کا کر جھونکا تھا۔ کیا یہ تھکے سے ظلم نہیں  
کیا میں تھی میں شکل و صورت کے قریب میں اگر اپنا سا۔ ا  
علم زاموس کر رہی تھی۔ ناگھن۔ ناگھن۔ وہ مجھ کو دیکھو  
میں ترسے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ دیکھو۔ دیکھو تو نے  
یہاں داخل ہو کر تڑپا کرنا ہوا ہے۔  
وہ ایک شیشے کے تانبے پنج ٹکڑے۔ اور اس نے کسی خاص  
کار کو کہا اور ایک شیشہ کھول دیا۔ دیکھنے ہی دیکھتے۔ غار  
جہنم بن گیا۔ تو توح کی ہر شاہیں ایک نام کے طوطے  
اور اس میں داخل ہو گئی تھیں۔ میرے اور سلطان کے منہ سے حیرت  
کی جھپٹ نکلی نہیں۔ دوسرا سلطان نے کہا۔  
پچا پچا۔ اچا پچا۔ یہ لڑو کر مملکت میرے پاس  
آجائے۔ میرے پاس۔  
میں جھپٹ کر اس کے نزدیک پہنچ گیا میں نے سلطان کا  
ہاتھ پکڑ لیا تھا۔  
غار کی وہ حیرت جو اس پر تھا جیسے چند ہی لمحات  
میں ہلا کر اس کا دل کھٹک گیا۔ ایک دم کم ہو گئی۔ سلطان دعا گوئی  
میرے بدلے سے کہ ہلا تھا۔ اور ہیرا لب و خوب انداز میں  
قبضے لگا رہی تھی۔  
ناگھن ہے۔ ناگھن ہے۔ تم نہیں پتہ کتنے۔ مارا زونگا  
کہا اور کچھ نہیں مل سکتا۔ جیڑا علم وسیع ہے۔ براہم وسیع ہے۔  
وہ بڑے عقیدہ ایک اور طرف بھاگی اور اس نے کھٹکے کا ایک  
وہ ڈال دیا۔  
بھوشا لہا ہر تک گرمی تھی۔

[illegible][illegible]



لا اعلیٰ کیا۔  
پھر جو لوگ ان کے ساتھ تھے بارہا ان کی ہنسی پر ہنس کر  
رفارسی کے لئے کی دھار سے زیادہ تیز تھی۔ وہ ان کی ہنسی  
پر ہنسی ہی کرنا اور دوسری بار ہنسی ہی کی جیسے پہلے زمین پر۔  
تیسرے ہی دن میں اسے مجبوراً گاہنیں۔ مسلمانوں نے  
کیا اور پھر ان کو پھر لے کر لے گئے۔  
"مگر تو سونے اور کو تو ایک جاؤ۔ تم مجھے کے پاس ہے۔  
کہ نہیں کہہ سکتے۔ مجھے کسی جگہ پر۔"  
آجے جی جان! میری زندگی کا کام تو یہی ہے اگر  
میں کے لیے کے امکانات ہوتے تو پھر ہمارے گھر کو نشی اور  
وقت سب دیکھیں ہوسکتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا۔ چار و چہار  
میں بھی اس کے ساتھ دوڑنے لگا۔  
جب یہ غریب گرا میں جس کی کوئی فکر نہیں تھی۔  
تو نے میں کہاں سے باتیں۔ لیکن مسلمانوں کی خدمت کے سامنے میں  
بہرور ہوتا تھا۔ اور یہ اختیار اس کے ساتھ دوڑنے لگا تھا۔  
اب اپنے کا سفر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب اس کا ہر قدم ہر قدم  
دور ہی جا رہا تھا۔ وہ انسان تھی کہ راستہ اس کی طرف سے  
دور ہی تھی کہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن یہ بات بھی جڑ  
دل میں تھی کہ وہ جاؤ گئی ہے۔ یہ شاد علمی قوتوں کا ناند  
پر جڑ کر اس کا علم کہ تباہ ہو گیا تھا لیکن ہر صورت وہ  
اب بھی اپنے اندر یہ پناہ توئی رکھتی تھی۔ ہم دوڑتے ہوئے۔  
اب اس کا ہوا اب اس کے سونے اور چلنے پر چلے تھا۔ لیکن ہر صورت  
تھی کہ اب ہم پہلے زمین پر دوڑتے تھے۔ وہ چلانے ختم ہو چکے تھے۔  
اور دیکھتے تو یہ کہ آگاہی کے ہر طرف کا احوال ملنے لگے ہیں۔  
پھر اس کی نظر نہیں آ رہی تھی۔ البتہ وہ بگڑی ہوئی پگھائی ٹھوس ہو  
نہی تھی۔ ہر طرف سے جیت سے مسلمانوں کو دیکھا کر کہ وہ  
درخت کے کھوکھلے تنے میں مالا لڑو لگا ہیرا اور رازی  
لے جاتے ملتے ہی تھا۔  
میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ درخت کے کھوکھلے تنے سے  
مالا لڑو لگا ہیرا اس کے لیے ہیرا اور ہر دوسری رازی ہی تھے۔  
وہ ہی لڑا ہیرا اس کے لیے اچھی ہادی آگاہی احوال مل گئی تھی۔  
"آؤ عظیم آگاہی جو دوست آؤ۔ دلچسپ اور اس کے کہ  
تبدیلی کی شکل کوئی بھی دیکھ کر اسے آؤ۔ آؤ میرے قاضی اعظم  
تم نے صدیوں کے بعد علم کو آؤ اس کے جس نے اسے ہوا  
کو پھیلو رکھا تھا۔ ہر دوسری رازی کے آگاہی کے ہر قدم پر ہر قدم  
یا تھا۔ ہم غارتھی سے ان لوگوں کے ساتھ غارتھی داخل ہو

لگے۔ یہاں ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔  
یہاں میں ایک گرم سیال پانی کی گلی۔  
"اسے ہی کو میرے آگاہی اور آگاہی کے دوست ہمارے  
بدن سے ساری خشکی ہر پہلے لگی۔ تم سکون کو گہری نیند سر  
جاؤ۔ مگر اور جب رات گئے تو ہمارے ذہن سے وہ ہر جگہ ہر  
پہلے لگے۔ جو اس وقت جاری ہے۔" مالا لڑو لگا ہیرا  
اور ہم نے وہ پہلے لے لیے۔ خشک یوں کھائے اور  
یہاں میں موجود گرم سیال کے ہوتے ہوتے گھونٹ بیٹے  
ہوئے پھر۔  
"میں نے اپنے لیے یہ تم لوگ ہادی آگاہی کے شہر سے  
جیسے نہیں یقین تھا کہ اس میں ہم لوگ چند ہی لمحات میں پہنچنے والے  
ہوں؟"  
"یہ درست ہے۔" ہر دوسری رازی نے میرے سوال کا  
جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"لیکن کیسے؟"  
"یہ ہر دوسری رازی میں کا نام مالا لڑو لگا ہے۔ ہر وہی جیسے  
قوتوں کا مالک ہے۔ میں تین تھوڑی سی تفصیل بتاتا  
ہوا ہوں۔ ہر دوسری رازی نے کہا۔ مالا لڑو لگا ہیرا مسکرا  
رہا تھا۔  
"کیسی تفصیل؟" میں نے سوال کیا۔  
"سنو! اس بات کا بھی مجھے جواب دو کہ جو کہ میں کہہ  
رہا ہوں وہ درست ہے۔"  
"کیا؟" میں نے پوچھا۔  
"تمہارے جلنے کے بعد اس شخص نے زانو پڑنا یا گہری  
کا لڑو اس نے ان کے درمیان دیکھتے ہوئے مسلسل جھونک  
ماہ سے آگاہی رکھا۔ اس نے بتایا کہ اب تم دونوں غلام  
ہو چکے ہو۔ تم اپنے ملنے سے گورہ ہو۔ ہر دوسری رازی نے بتایا کہ اب  
تینوں ہیرا کے ہر قدم میں نے اپنی ٹھوس میں سے لیا ہے۔ ہر اس  
نے بتایا کہ اب تینوں ہیرا کے حضور میں کیا گیا ہے۔ اس کے  
بعد یہ کہنے لگا کہ ہر مسلمان کی جانب راغب ہے۔ اس کی  
میں موت کا شمار ہو گئی ہے۔ پہلے تو ان کے ہاتھ میں تہذیب  
کا شمار رہی جو کہ اس انگوٹھی کی وجہ سے ان کی اہمیت بہت  
سے علمی غلاموں میں جا چکی ہے۔ وہ نہیں مسلم کر سکی کہ ان کو  
ہے لیکن مسلمانوں کی نظر نے اس کی موتی صورت نے اسے سکر کر  
یا اور وہ اس کے ہاتھ میں جیت بھرے انداز میں سوچنے لگی۔  
اس نے سوچا کہ اب اسے زندگی کا ساتھ ملے گا۔ اور ابدیت

میں نے کتے لپٹے ساتھ لے گئے۔ ہر اس کے لیے اس نے طویل  
سکون۔ نادر اور سرگرمی کا یہ سفر بہت دشوار گزار تھا۔  
تم لوگوں کو ایسی ایسی سرگرمی سے گزارنا پڑا۔ ہر دوسری رازی  
نے سرنگوں کے اسے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
"ہر اس نے بتایا کہ اب ہر اس میں نے علم کے کہ سے  
میں داخل ہو گئی ہے۔ اس نے کہہ کہ جس کہ سے میں تیار ہوا  
نکل گیا ہے اور اب ہر اس کے دل میں اتنا ہی آگاہی ہے  
اچھی ہے اور وہ نہیں بھروسہ کرنا چاہتی ہے۔ ہر اس نے  
راویت سے غور وہ ہر دوسری رازی نے کہا۔ کہ تم اس وقت نہایت  
خوشحال حالت کا شہ۔ ہر دوسری رازی نے اس سے گورہ  
ہر دوسری رازی میں نے کہتے ہیں۔ ہر اس نے اپنے گورہ میں  
میں کہہ کر میں ہی کہ ہے۔ کیا یہ تمہارے کہ ایک جگہ ہے۔  
نہیں کہ ایک جگہ ہے۔ تمہارے ہر دوسری رازی کو کہہ کے۔  
ہر دوسری رازی نے کہہ کہ تم ہر دوسری رازی اس طویل راستے کے  
بہت سے ایک ایسی جگہ آگاہی ہو جہاں سے اگر تم تھوڑی سی  
تہمت کو گورہ اس وقت کے تھے کہ اب ہر دوسری رازی  
اس سے بدلہ لے گا۔ ہر اس نے کہا کہ وہ رازی ہر دوسری رازی  
وہ یہ تھی۔ اور اس کے بعد اس نے کہا کہ تم اس کے پیرا گورہ  
راستی پر چلے ہو اور تھوڑی دیر کے بعد اپنی منزل تک  
پہنچنے والے ہو۔ وہ تھکے تھے کہ اب بھی یقین کرتا رہا ہوں  
ہر دوسری رازی کو موت کی کہ ہر اس میں اور تھکے تھے کہ اس کا سفر  
بتاؤ کہ ہر دوسری رازی کیا ہے؟"  
میں حیران تھا ہوں سے مالا لڑو لگا کہ دیکھ رہا تھا مسلمان  
کے ہر دوسری رازی حیرت کے قوت میں نمایاں تھے۔ میں نے گورہ  
بلا سے ہر دوسری رازی کہا۔  
"ہاں! یہ ہے۔" مسلمان کے سر سے کوئی لفظ نہ  
نکل سکا تھا۔  
"اور اس کا مقصد ہے کہ ہر اس شخص جو ہر دوسری رازی  
ہر دوسری رازی کو تو ان کا مالک ہے۔ لیکن ہر اس میں کیا ہے؟"  
"اس کا جواب میں ہی دوں گا سرز کا۔ وہ زخم ہے۔  
لیکن اس کا صدیوں کا علم غلاموں کے پاس ہے۔ وہ اب اس  
علم غلاموں میں جا کر اب ابدیت حاصل نہیں کر سکتی۔ اسے  
گہری ہوا اور نر دھوب درکار ہے۔ ورنہ اس  
کا بدن جھلستا چلا جائے گا۔ اور بالآخر ایک دن وہ راکھ کا  
ڈھیر بنا کر رہ جائے گا۔ وہ ہر دوسری رازی ہے۔ بے اختیار اس سفر  
کر رہی ہے۔ اس کی کوئی منزل نہیں ہے۔ میں وہ ان غلاموں

سے دور چل جانا چاہتی ہے۔ تھیلوں کی تعداد بڑھ چکی ہے۔  
وہ لڑتے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک اس میں کسی  
کوئی ہوگی اور کسی کو شکست ہوگی۔ اور اس کے بعد جب  
وہ ہیرا کو تلاش کریں گے تو وہ انہیں نہیں ملے گی اور ہر دوسری رازی  
وہ ہر دوسری رازی میں گئے۔ کہ از کم ہیرا کا ہوا اب ختم ہو  
گیا ہے۔ ان غلاموں سے ہر دوسری رازی کے لیے۔ لیکن ہیرا  
سکون ان کو ہوا نہیں ہو آگاہی۔ ہر دوسری رازی میں ہوا۔ وہ  
جب تک زخم ہے ہر دوسری رازی پر اس سے کہ ہے۔  
"تم درست کہتے ہو۔" مسلمان نے کہا۔ ہر اس سے  
خوش گورہ تھے۔ جب تک ہم اس کی موت کا منتظر ہیں تو کھانا  
سے نہ کوئی ہر دوسری رازی کے لیے واپس راہ ہے۔  
"واپس کی بات نہ کریں آگاہی۔ میں تو اس کا غائب کرنا  
ہے۔ دیکھنا ہے کہ اب وہ کس سمت کا رخ کر رہی ہے۔"  
"سکر۔ کیا اس کی یاد دہانی تو نہیں اس شہر پر چلا ہے؟"  
میں نے پوچھا۔  
"نہیں آگاہی! اس کے اندر تو ابھی بہت کچھ ہے۔ وہ  
تمہارے کیا کیا کچھ اپنے سینے میں چھپاتے ہوئے ہے۔ اگر ایسا نہ  
ہو تو مالا لڑو لگا اسے غریب کر چکا ہوتا لیکن وہ شیطانی کی  
دروہی ہے۔ شیطانی سے برا تو راستہ تعلق رکھتی ہے تم لوگ  
ایک گہری نیند سے لوگوں کے بعد ہم اس کا غائب کر رہے!"  
"میں بھی سمجھتا ہوں۔" مسلمان نے کہا۔  
"اس کا فیصلہ آپ کو ہر دوسری رازی آگاہی! اس نے کہا۔  
اور مسلمان خاموش ہو گیا۔  
ہر اس کا خیال ان کو دکھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد  
ہر دوسری رازی میں گورہ کے ہر دوسری رازی کے قوت ہر دوسری رازی۔ راست  
گورہ اور اس کے بعد دوسری رازی مالا لڑو لگا اسے گورہ  
باندھا اور ہر اسے ساتھ چلے لڑا۔ ہر اس کی رہنمائی میں آگاہی  
لے ہوئے تھے۔ اس نے اپنا وہ مخصوص لباس ان کو دیا تھا۔  
گورہ اب بھی کمال کے لباس میں تھا۔ لیکن پہلے سے کسی نہ  
مہذب نظر آ رہا تھا۔  
وہ ان پر اڑوں تک پہنچ چکا تھا جس سے گورہ کو ہم  
یہاں کہتے تھے۔ وہ ان سے اس نے زمین کو سونگھنا شروع  
کر دی۔ وہ تھکی ہوئی جھک جھک کر زمین کو سونگھ رہا تھا۔  
اور اس کے ہر قدم پر ہر دوسری رازی ایک میل مانہ کے بعد وہ  
رکاو اور اس نے سمت کا نہیں کر سکتے ہوئے کہا۔  
"آگاہی! وہ ان دوسری رازی کی سیدھی میں گئی ہے۔ کتنا سفر















سورة الاحقاف

موانع تکوین کے جس نے جواب دیا اور اس نے گزشتہ

یہاں اس عرصے میں بھی میں نے کتنا کڑا دل کی باتیں کر رکھی ہیں

[illegible]







لیکھ کر سنی کے تمام آدمیوں کی شکل و محنت کے احوال میں  
 سے ایک سے بھی نظر نہیں آیا اور میرے واسطے لڑکے اور بچے نہیں کہ  
 اور یہ کشمیریوں کی طرف سے اس قدر میں کہ یہ یا نہیں جہاں کو  
 پہنچنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا تمام لوگ سکون کی تندرست رہتے

کہ بہت دیر ہو چکی ہے۔ اور ان دنوں ایک دن اگر ان میں سے کوئی ایک  
بچے کو کہہ دے کہ آج یہ چند مسافر تھے جن میں سے ایک تو میری بہن  
ہوں تو یقیناً یہ لوگ میری تھوڑی سی رقم کو دے کر مجھے اپنے گھر میں  
خاکہ کر کے سب بھگت الہیہ کی یاد دلاؤ تو ان کے دل میں اتنی ہلچل  
اٹھ سکے گی کہ وہ جیسا کہ حالتِ دیکھ کر یہاں تک سب سے پہلے اپنی  
شیہ طاعتی قوتوں کے ساتھ عمل پیرائی اور اس کے بعد وہ ان کی  
ان کی کوششوں سے ناواقف ہو گئی تھی۔ اس ناواقفیت سے ان کی جڑ سے  
صرف ہٹا دی ورنہ ہزاروں آدمیوں کے کہنے سے ان کو ہٹا کر دیا  
اور اس وقت یہ ختم و سببہ لوگ ہماری ہی آنکھوں کی پہچان پر کھڑے  
تھے لیکن ان میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس وقت ان سب  
کے دلوں میں ہمدردی تھی جس میں ہمتا اور کیا تھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ  
بہت تھا۔



۱۔ یہ نہیں ادب ایک نام بھی جس انجیلیوں کے پیش رو  
تجربہ تھے ہیں۔ میرے طبق سے ایک خشتی کا منکھل گئی اس وقت  
میں نے ہانکے کے دوا ڈالو گونگیا ان میں سے ایک شرا پیکٹ  
آئیس رینا اور دوا ڈالو گونگیا۔ بچے چوتھے ہلکے مارا کہ تھے لوگ بکھڑے  
آئیس ایک سڑ سے چٹ نہا جو ان تمام اس کے گلوں پر چھوئی  
چھوئی ڈاڑھی تھی طرز ادا تھیں تھی۔ دوری میں وہ اب بھی بہت ہی  
خوبصورت نظر آ رہا تھا اور ماہر لوگوں کی اہستہ اس کے چہرہ پر  
خون کے آثار آج ہیں تھے اسی طرح منکھلی بھی ایک گرفت چپے دلا  
اور چپنی چھٹی آنکھوں والا لکے۔ تمام جس کا ہونے سے یہ بیان کے ہلکے  
کی طرح کھڑی تھا اور وہ غلامیوں کی دوری میں جس کی غلامیوں  
افراد کشتی کے کوفے پر کھڑے ہوئے اور پھر سیکڑا ٹیسٹ منسافروں کا  
جائزہ کے کاسے لگا کر سب کی باقی طرف متوجہ کر دیا۔ پھر اس نے  
باوقار وار ملنا وار میں لگا۔

تو تمام لوگ جرائدِ افسانہ میں چلائے چنگے جبکہ میرے احکامات طور سے نہیں۔ میری ذمہ داری یہ ہے کہ میں اس گٹھی میں کوئی گزرتا نہ ہونے دوں اور میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ جب تک میں کسی طرف سے مدد نہیں ملتی آپ لوگ ایک طرف سے تعاون کریں اور جی الامکان کسی کو تکلیف نہ پہنچانے کی بہت وقت بچائی جا رہی ہے۔ ہمارے پاس پانی اور خوراک کی بہت تنگدستی کی مقدار موجود ہے ہم اسے صحیح طریقے سے استعمال کریں گے۔

نصابِ پرہیز کریں۔ میں آپ لوگوں کی حفاظت اور تحفظ کے لئے یہ ذمہ داری سنبھال رہا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے مکمل تعاون کریں۔ خشک دودھ اور پانی کا ایک کپ پر کپ اور ایک کپ شام کو تقسیم کر رہا ہے گا۔ اور پسینے کے علاقہ ہمارے پاس گوشت کے چند ٹپے بھی موجود ہیں۔ ہر ٹپے میں بارہ اونس گوشت موجود ہے حساب کے مطابق ہر ٹپے بارہ اونس میں تقسیم کیا جائے گا۔ تمام لوگ خاموشی سے چٹائی اٹھولیں گے اس کے بعد ان کو رات بھر تہاڑے کے عارضہ اور بے وقوفی اور الہال بچوں سے گھر ملنے سے۔ سب بخیر سے چل رہے تھے۔

بہر حال فائر کشی اور تشنہ ہی کا ایک مہیب دور شروع ہو  
چکا تھا گنتی میں سو اراقد میں سے شتر زخمی بھی تھے کسی کے سر  
زخم تھا تو کسی کے سینے میں چند لگوں کے بازوؤں اور چھوٹے  
خراشوں کے نشان تھے مگر ان کے پیچھے آرام کرنے کی جگہ تھی  
سورج کی حریت سے محفوظ رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اپنے گوندیل  
تھا اور نہ کھانے کو خوراک ان سب پر بھگتی کی کی گیت ۵۷  
تھی۔ بہت سوں کے آنسو بہہ رہے تھے۔



دو پہر کے وقت جب ہماری کشتی سندھ کی میری ہوئی اور  
کے تیسرے کھاتی کسی نامعلوم منزل کی طرف جڑھ رہی تھی۔ ایک  
اور آدھی ہیں سندھ کی ہر ویر پر تر رہا تھا نظر آیا۔ وہ ہاتھ نہیں  
سمجھنے کے کشتی کا تائب کر باہر تھا۔ ہر طور سے کشتی پر کھیت  
بیایا۔ اس نے کشتی پر پتہ لینے کے بعد اپنی کمانی سنائی۔  
خوش قسمتی سے ہمارے ہاتھ ایک لٹا ختمہ لگ گیا جس نے  
اس پر پڑناہ لی۔ میرے قریب ہی ایک محبت مند مری ڈو بیاں  
سے لمبی تھی۔ میں نے دشمن تمام اسے نکالا اور مجھے سوار کر رہا تھا  
جب پھٹا ہے تو محبت کی ایک ٹانگ کی لاس ملوڑ میں مداخلت  
ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت ہر ویر کی دو گھنٹے تک وہ میرے ساتھ  
ایک ختمہ برداری اور اس میں عجیبی کے علم میں اس کی محبت قلب بند  
ہو گئی۔ میرے اور گرد و محنت میں بے شمار عورتیں مرد اور بچے کی زبان



کما رہے تھے۔ بہت سی لڑکیاں ترہی تھیں اور خود میرا بھی مذہبی  
قوانین پر جو چند رات برسیں شروع کی گئیں۔ میرے پاس  
بچہ ہی معلوم تھا کہ ایک لڑکھنڈ تھا جس کو کچھ کٹی ہوئی  
سج جو بے حجب میرے خاکہ کے مطابق ہر سے ترہی تھیں۔

سورماں کشن کا کھپا کر باجلا بیج دیا مٹی زیادہ دیر نہیں گئی  
 ہوئی۔ آٹے والے کی پشت پر بندھے جوئے نیلے میں بستوں  
 کے چند ڈبے اور شراب کی دلیجو برقیں تھیں لیکن سیکند انیسر  
 نے شراب کی بوتلوں کو ڈیڑھ لکڑی سے اس سے کر پائی تھیں چھبک  
 دیا۔ یہ چیز اتنی تھمر مقدار میں کشن پر ہنگامہ برپا کر گئی جو  
 مسٹر براؤن کے سمند میں چھبک بیجے تھے ان شخص نے  
 پہلے تو سیکند انیسر کو ریت سے دیکھا پھر جہاز کے عملے کی مڑی  
 ان کے پیش پر دیکھ کر جمال انداز میں گرتے پڑے اور دونوں  
 برقیوں کے حوالے کر دیں جنہیں سیکند انیسر نے سمند میں  
 اُتھال دیا۔

دوبارہ ایک کشتی پر چڑھ گیا کہیں سے کوئی مہر دیا۔  
 اس سے ارد گرد قند نعل تک سندھ کی سندھ پہنچا ہوا تھا۔  
 جس میں ایک مہر دیا گیا کشتی پہنچا۔ علی جا رہی تھی۔ دن بھر کشتی  
 چلا گیا۔ نور مری کی شہرت نے بہت کچھ کھینچ لیا اور یہ سب  
 کہوہا تھوڑے عرصہ کی حالت تھی۔ مری کے ساتھ معلوم ہوا  
 تھا کہ وہ کوئی لکے کے ساتھ تھی۔ اس کشتی کے حال تھا کہ ارباب  
 کو لکے کے ساتھ ہی رہا تھا۔ نہ وہ اس کے کوہ پہنچنے کی خاطر  
 رہا ہوا تھا۔ اس صورت میں شاید کوئی بھی نہ ہو۔

دوبیس دن - علی حسین جب شک : زور اور باقی  
تفسیر پرست نہ تو بہت سے لوگوں کی آقا بہت ہی دماغی کہ  
ایک جزیرے سے ملے تھے۔ نسبتاً فہم و اگر کسی نے جان لے لی  
ہے۔ ایک اور سننے کو لایے تھے تھے تھی کا کادی محمد  
اس کا وہی لڑی چل جاتی۔ دماغی و دیانت کہہ دیتے ہی بہت  
یکندہ انیس کہ کہے اس کا وہی سننے کے حوالے کر دی جاتی۔  
دو ہر کہ کہی سے اس کو نہ تھکا کہ کہنا سلی کوئی کہ کہی  
تو کہ کہی تھے ان کا کہ کہی تھے چاہا یہ ہی۔ دماغ  
الہیہ نہ تھے کہ کہی

اگرچہ زون کو مائل کرنے کی کوشش کرو اور سہا سہا ہو جائے  
اگرچہ اس کے ساتھ باوجود اس نوبت سے اس جہاں کے لیے جہاں  
مکتوب ہے بلکہ اگر اس میں سے جہاں اور جہاں کے لیے ہیں  
انہوں کو مائل کرنے کی کوشش کیے بغیر بہت کم آ  
سکتے ہیں۔

[illegible]

لیکن خدا کی اپنی انہماک اور وجد اور بلاغت اور بزرگ  
ساختہ کشتی تک پہنچنے کے لئے اس نے اپنی کھینچا لیا۔ مگر جہاں وہ  
کہ لاشیکشتی سے کوئی دور نہیں ہوئے بلکہ اپنی کشتی میں لاشیکشتی  
میں رہا کرتے ہیں۔ آدمی کو ان کی موت کو مدد نہ نہیں تھا۔ بلکہ میرا  
پلندہ مگوں کے جہیز پر ایمان اور سرت کی کینہیں دیکھ کر ان کی  
متین۔ ان میں اور ہر ایک کے لیے حلقہ حزن ہو جائے گا کوئی مدد  
نہیں تھا۔ اس کے برعکس وہ خود ہی ہر سب سے گئے کر کے دلا رہے تھے  
مضے کی خبریں بھی انہیں ملے گی۔

وہ بزرگ کی یہ تہنید کہ ہستہ جہاں جاوے ہو گئے تھے۔  
جیسا کہ خدمت کے باعث سرخوردہ کرنا تھا جو گئے اور زانیہ سزا  
کر دی گئی تھیں۔ تیجہ دیکھ کر ایک اور مسلسل زور کشی نے ہمارے  
"دیکھائی" ستم اتنی قوت پا کر آسمانی کریم ایکسپوسے کی سہ کر  
سکے یا اور دعوہ دہشت کر سکتے تھے۔

میراثہ کا فیصلہ کرنے کا مسئلہ ہے کہ میراث کا باقی کسی قیمت پر بھی  
نہ بچا جائے۔ لیکن یہ حکم ذات کی تائید کی ہے کہ جو جائیداد اور لوگ میراث کا  
مکمل اور علی باقی رہی ہوئے ہوتے ہیں ان کے وقت کوئی میراث کا باقی نہ

148

پہناتھا۔ آخر نتیجہ یہی نکلا کہ خوراک سمندر کا الی ہے جسے وہ کبھی بعد  
دوبارے ایڑیاں گزار کر رہ گئے اور بعد میں کی خوراک جس کے لیے  
سمندر میں چھینک لیے گئے۔ بہت سے دیگر کلاویں کا توازن بگڑ  
گیا تھا اور ان کے لئے جو جہاز بنائے گئے تھے۔ وہ جہاز ان کی کشتیوں  
تھے۔ ان کے کئی حالات میں دو عجیب و غریب خراب دیکھ کر ایک  
دوسرے سے اپنے اپنے غوراً بیان کر سکتے تھے۔  
لیکن آخر یہ زیادہ بڑی کشتیوں کشتیوں کو جہازوں کی  
دو پہلی کے وقت ایک آدمی سمندر کے تواتر تھا اور نتیجہ میں کافی بڑی  
پتھر نکلا۔

آغا بہاؤ اللہ صاحب اور تارو پانی صاحب کے ساتھ قریبی اس  
نے سمنہ میں چلنا ایک ٹکاوی کئی اور چند ہی منٹ میں پہنچ گئے  
اپنے ساتھ بائیس تھیں۔ کوئی کسی کے لیے بدھوں کو اس میں نہیں  
سمتا۔ ہر شخص کو دیکھ کر ان کو لایا۔ انظر آغا بہاؤ اللہ صاحب کی  
بہن پریشان ہوئی کہ وہ سمنہ کے لئے کو پانی اور قراداک چھینے کہہ  
معتبر ہوئے۔

مجرمانت ورنے دی کہ ریل کو روکے اور سانس لے لیتے  
ہیں تو انہوں نے سیکڑے انہیں رکھ کر ۱۲ گناہیں کی حالت میں ہونے  
نواب بہت گھر کو روکے لوٹ نہ کر رہے تھے۔  
ایکے رات ایسا ہوا کہ دو شخص آپس میں گفتگو کر رہے تھے  
پھر ان میں سے ایک نے چپے لگے اور دوسرے کے منہ پر کسی شے  
کے پھینکے پلٹے پھاڑا۔

دوسرے روز پندرہ چار لڑکیوں میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ اس نے کسی  
 نے جو کہ کرک مینڈر میں چھپ گیا تھا، پھر لڑکیوں نے اسے قتل کر  
 دیا اور ایک آدمی قاتل ہے چھوٹے بھائی۔

یہی کیا پسندنا معلوم کر کے محکم و مارت کرنا ہے۔ مقصد  
وہ ہے کہ اگر ان نوادہ پر قبضہ کر کے ان کو ہر اڑجہ اس بات میں  
میں ایک ہر ایک طرف ان آیا اور ہر ایک شخص اس ہر ایک طرف ہی کے  
مجموعہ کو اپنے چلنے والے کے لئے استعمال کرے۔

[illegible]

یہ اچھل کر گڑا ہو گیا اور اس طرح اُچھلنے سے وہ کسی قدم پر ہٹ گیا تھا۔ پھر اس کی عجیب تک آواز اُبھری اور اس نے پتا پھر اپنی جگہ جان کر میری آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ دانتاں بے سیکندہ آغوش کی آواز سنائی دی۔

پھر وہ اس پر سناٹا کر دیا اور کئی افراد اچھیل اچھیل کر اس کی  
پٹ لپکے۔ اس شخص نے چار توکرے وار کیے لیکن ابھی تک کوئی قابضانہ  
نظم نہیں کر سکا تھا کہ عتب سے سیکڑے آغیر سے اتر میں ایک  
کڑی پڑی اور اسے پوری فزٹ سے اسی آدھی کے سر پر بٹے ڈالا۔  
کاکھین باز نکل آیا تھا۔ وہ سر نہ لے لے اٹھا کہ پانی میں چھینک  
اگیا۔ لیکن آٹھ سو تیرہ سے بڑی خیریت پر پھر رات ستار طوفان کا نواز  
ابھی کہ بچہ پر اٹھا۔ میں نے مجھ کو ہوائی سانسوں کے درمیان  
سے سمورت چلائی تھی اور اس نے گردن جلا دی۔

انہیں سب سے پہلے بہت سی انسانی زندگیوں سے کھیل چکا ہے۔ یہی تھا اس کا کہ ایک لڑکے سب کو سمجھ کر دے اور مرانی خرمادر بقیہ بلے۔ انسانی انسانوں۔ یہ سب سے پہلے مرنا بولا اور پھر کئی کئی سالوں کی فکر میں مرنا بولا لیکن روحانی کچھ کر کے ہنسا چلا رہا تھا سب سے پہلے کی مرنا بولا اس طرح چلنے کو نے ہی اس کی ملائی کو تھلا دینا ہو گیا۔ وہ اب اس ان افراد بہت کم رہ گئے تھے لیکن اس کے باوجود اس کی حالت سے ناخوش رہا۔

دفترا ایک بڑا بنگلہ دھماکہ ہوا اور اسی کے ساتھ بے شمار انسان  
 یقیناً گشتی کسی جہاز سے عراقی تھی اور پڑ چلا سمندر  
 کی بڑا نہ کہل سے اہر کائی تھی۔ بہر صورت آخری اسی ہی تھا  
 کہ لوگ سرے کاٹوں کے نزدیک چلتا ہے یہاں اس کے بعد ایروزی  
 ایک بڑا۔

اور اردو ہوش گرا تو سر کی غروب ہونے کے قریب تھا اور  
 انسان ہنسی کی پھٹی ہوئی تھی۔ سر سے بدن کے نیچے پانی کی لہریں نہیں  
 بلکہ کوئی شرم کی چٹان تھی۔ بدن نے اس چٹان کو غسوس کیا مگر بدن  
 خرم تر لا نہیں رہا تھا پھر یہ بات کوڑھ بیٹھ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا جڑیو  
 مغایروں لگتا تھا جیسے اس سے پہلے کسی انسان نے یہاں قدم نہ  
 رکھا ہو۔

پشائی پر کھڑے ہو کر اس کے چھلکاؤ کا اندازہ ہو جاتا تھا۔  
بغیر بآواز میل لیا اور ہر مقامی میل جوڑا اور بڑی بڑی بائبل  
بیلے آب و جیہ تھا۔ چاروں طرف سے بڑے نور ہو جوست چٹائی  
بیز تانے لکڑی نہیں تھی کا رنگ ہزار ہا سال کی گرد و میل و بخار  
کے باعث گہرا سیاہ پڑ گیا تھا اور چینیوں کے دیکر کہیت طار کی برائی



[illegible]



پاک نہیں رہ سکتی لیکن اب جب کہ شمارے ملتے آئی ہیں تو



تم سے ملنے رہیں گی۔  
 - ہم سبیں بناؤ گی اپنا۔  
 - نہیں۔ تو پرچھے کی کشتی میں نہ کرو۔ یہ منہ سے سخن  
 میں پیڑ ہو کر۔  
 - لیکن میری سست میں اپنی سست کے بارے میں کچھ فرما سنا  
 چاہتا ہوں۔  
 - سب سے پہلی جان لو کہ میں ایک انسانی وجود میں بننا۔  
 سائے نور ہوں۔  
 - اور یہی بننے بناؤ گی کہ ہرگز کا گشت کہاں سے آیا ہے؟  
 - کہیں سے بھی آیا جو خدا کی عزت پروردی کرنے کا  
 باعث بنا ہے۔  
 - ہاں، اس پہا کوئی شک نہیں ہے اگر خدا تعالیٰ وہی شخصیت  
 پر جو مجھے خدا تعالیٰ ہی پر تو میں کہنے میں کوئی دلچسپی نہیں  
 کروں گا کہ تم نے مجھے زندہ رکھا ہے؟  
 - اس آواز پر گئے گا ایک خاص مقصد بھی ہے۔  
 - مقصد: میں نے تیرے لیے یہ پوچھا۔  
 - ہاں۔  
 - کیا مقصد ہے مجھے بتاؤ؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تم کی تپیل کے  
 لیے حاضر ہوں۔  
 - میں نے تم سے ایک بات کہی۔ وقت پر جب ضرورت  
 ہو گی میں تمہیں بتا دوں گی۔  
 - آہ! میرے ذہن میں یہ اندھ سوائت ہیں ایک حریف  
 میرے کے بعد جب میں انسانی شکل میں برسرِ آسمان تھا۔ میں نے  
 ایک انسانی بچہ کو دیکھا ہے اور یہ بچہ اس آسمان میں کہ گھل  
 گیا تھا۔ لیکن تم نے اپنے اور ہمارے درمیان کے  
 فاصلے کو مجھے مجھے بتا دوں کہ کون ہے؟ میں منہ سے کہنے لگی  
 ہی ضرور رسائی ثابت نہیں ہو گا۔  
 - تو اب میں پروردی کی  
 انسانی وی اور ہر ضرورت میں کہتا ہوں۔  
 - مجھے کوئی ضرورت نہیں پہنچا سکا۔ کہے۔ میں نے ایک بناؤ  
 ہوا ہے۔ میں ایک تھی وہاں ہی آئی ہوں اور اس نئی دنیا کے  
 تیار کیا کہ کہ ہوں۔ یہ بتاؤ گی وہاں ہے۔ اسی دنیا میں مجھے رہبر  
 کی ضرورت پڑے گی جو میرا ساتھ دے سکے جو مجھے اس دنیا سے  
 روشناس کر سکے اور رہبر میں نے نہیں منتخب کیا ہے۔ ہر چند  
 میں جانتی ہوں کہ تم کو ہر پروردی اور کی قوتوں کا ساتھ ہے  
 ہر پروردی میں ان کے اور جو میں نے نہیں اپنے لیے منتخب کر لیا ہے۔  
 - وہ اب تمہیں وہی سب کچھ کہنا ہو گا جو میں چاہوں گی۔ جو کہ تم

"ابن ہبیار کی آقا ابراہیم کا مولیٰ کی باز وادھو" غلام نہیں ہوگا۔  
 تم کہو تو سہی۔  
 اس خبر پر جوش پیسے میں کیا۔ انداز میں دلائی سردھری نہیں  
 تھی۔ میں ساری رات نہیں سو سکا۔ تباہی کے بارے میں  
 سوچتا رہا۔  
 کیا سوچتا ہے؟  
 تم۔ میں۔ میں کہہ دوں گا۔  
 اب جلی بھر، کیا محسن و عشق کی باتیں سوزا ہے؟  
 اس نے بے باکی سے کہا۔  
 نہیں نہیں۔ میں تباہی پر تو شکیست کے  
 لئے میں تڑکتا رہا۔  
 اب یہ بھی تباہی کے لئے بہتر ہے۔ میرے لئے کوئی خط  
 نگاریہ مست قائم کرنا۔ اس نے جواب دیا اور میں کچھ شرمندہ  
 سا ہنسا۔  
 نہیں۔ مگر میرے لیے افسر شاگ بات یہ ہے کہ میں  
 نہیں کسی نام سے پکاروں؟  
 نئی اہمال اس سے باز رہو۔ ایک مناسب وقت آئے  
 گا جب میں اپنے بارے میں تفصیل دیتا۔ وہ گی۔ لیکن میں  
 میں ابھی نہیں۔ نہیں میرے لیے اپنا مذہب دنیا میں پہنچ  
 کر وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو میرے لئے نہیں اور اگر تم نے کسی  
 سے پہلو ہڈی تو تباہی کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔  
 دھکیلاں دے رہی ہو میں تم سے وعدہ کیا چکا ہوں کہ  
 تم نے بھی فرم سے اور اسانات کیے ہیں۔  
 ان اسانات کو جانے۔ در۔ تم لوگ بیٹ ہیں ایسا ہی  
 ہوتے ہو جب کو کہنے پر آتے ہو تو کہو کہ اسان کو نہیں  
 لسنے۔ تم کیا کہتے ہو۔ کیا میں تباہی غصہ سے ناواقف  
 ہوں؟  
 اگر تم اسان کو نہ کہہ کر کہہ کر تو تباہی کے لئے  
 تو گناہ سے نہیں ہوں۔ میرے اس جواب پر وہ استیغنا  
 انداز میں ہنس پڑی تھی۔  
 پھر اچھی بات ہے۔ تم نے لوگوں میں سے نہیں ہو۔  
 میرے خوشی ہوئی۔ لیکن اب ایک بات اپنی طرف سے کہو۔  
 وہ کیا؟  
 اب تباہی کا حکم جنت، تمام انبیاء اور صالحی  
 دنیا میں میرے لیے وعدہ ہے، کسی اور کے لئے نہیں۔  
 تم نے سوچا تو میں ان لوگوں کو تباہی کے لئے کہتا  
 تھا کہ وہ میری باتیں سنیں۔



طرح سے دی تھی۔ خود کیا کرے گی؟ خود کس طرح بہانہ پر پہنچے گی؟  
کوئی بات میری کچھ نہیں آتی تھی۔  
بہر حال میں نے اپنا ذہن جو تکلیف دہ تھا۔ رات کو بھی انہی طرح  
نہیں سوئی۔ آئی تھی۔ حالانکہ پہلے رات کا بھلا ہوا تھا۔  
بہر صورت دوسری صبح میں نے تیار ہاں کہیں۔ دل کی خوف  
و دہشت بھی محسوس کی۔ اگر میں سمجھتی ہوں تو وہ ایک نیرت پراسرار جلاؤں  
تو کہیں سمندر کا شکار ہو جاؤں۔ پتہ نہیں چباز کسے لگا بھی یا  
نہیں۔ بعد چباز آج بھی وہاں سے اور میں اس جگہ تک نہ پہنچ سکوں چوں  
کی نشاندہی کی گئی ہے تو چباز نکل جائے گا اور میری سیال دہ  
جائے گا۔ بھانسنے کو ہے کہ ہے: یہ چباز تو بڑے بڑے اس طرف  
آگیا ہے۔ عام چبازوں کی گونگاہ پر نہیں تھی۔  
اس کا مقصد ہے کہ کوئی چباز ہی نہیں ہے گا میری نے  
سوجھا۔ وہاں بڑے بڑے چبازوں کی گونگاہ سے تو بہتر یہی ہے کہ زندگی  
کے لیے جدوجہد کی جائے۔ اگر میں زندہ ہوں، میں دوجاں یا چکا  
ہوں، وہ نہر دست ہوں اور یہ یقین ہے کہ وہ گوشت نہ لے  
اسی پر مار دو جو دی گئی ہے کیا جاننا رہا ہے۔ تو پھر مجھے اس کی  
اس بات پر بھی یقین کر لینا چاہیے کہ سمندر سے ایک چباز گرنے  
کا ہنسا پھڑپھڑی ہوگی۔ میں نے تیار ہاں شروع کر دیں اور پھر اندھ  
کا نام لے کر پلائی ہو گیا۔  
بہر صورت چبازوں کا یہ جزیرہ آہستہ آہستہ پیچھے جا رہا تھا۔  
اور میں تیار ہوا سمندر میں گھر رہا تھا۔ میں نے آنکھیں بند  
کر لی تھیں۔ اندھ میں اندھ نہیں لگا رہا تھا۔ میں نے جڑوں  
کے کئی اور نکل آگیا ہوں۔  
نہیں میں طرح طرح کے دوسرے آہستہ آہستہ۔ دل ٹوٹ  
رہا تھا لیکن میرا دل ان کے معذرتی اپنی زندگی کی جہد جہد کے  
لیے سب کچھ کرتا رہا تھا۔ اور ان کے لیے ہر سوسے خیالات کو بھلنے  
کا طریقہ یہی تھا کہ یہ سچا پھر دوں میں بے سراج رہا تھا کہ؟  
چباز دایا تو کیا میں واپس بڑے بڑے تک پہنچ سکوں گا۔ سمندر کی  
پڑھو رو جہاں اب یہاں کافی فاصلہ پر تھی اور ان کے دریاں  
تیرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ لیکن میرے بھلے کی قوت جبر تھا کہ  
میں اس سے پہلے ہی نے خود کو کسی آنا تو اناموس نہیں کیا تھا۔  
بہر صورت میں بہت فاصلہ نکل آیا۔ وقت بھانسنے کیا ہو گیا  
تھا۔ سراج خوب چمکے لگا تھا۔ تب میں نے آنکھیں کھول لی  
اور دفعتاً بل جلاؤں نے لگا۔  
وہ چباز جسے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ چباز کے گوشے  
بہر بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ کچھ دیکھ رہے تھے۔ جینا

مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں تو آنکھیں بند کر کے تیار ہوا تھا۔ اس لیے  
میں نے اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ اور وہ بڑے پراسرار بھی ہوا تھا۔ میرے  
من میں۔ چونکہ چبازوں نے کہیں ہے اگر وہ سے کہیں دیکھنے کو کوئی  
خوف نہ ہو تو اپنے کو تیار نہ ہوتے۔ وہ پہلے ہی سمجھیں کہ شکار ہو  
چکے تھے۔  
میں آہستہ آہستہ چباز کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ پھر چباز سے  
پھر ایک دوسرا چباز لگا۔ زندگی بھر میں میں ایک باقاعدہ میں نے  
اسے پکڑ لیا۔ اور آہستہ آہستہ مجھے گھسیٹا جانے لگا۔ میرا دل حسرت  
سے لڑ رہا تھا اور میں اندھ گوں کو ایک کہانی سناتے کہ آہستہ  
آہستہ خود کو تیار کر رہا تھا۔ ویسے یہ کیا اس سترت انگیز بات تھی کہ  
اس نے جو کچھ کہا تھا وہ صرف حریف بہ حریف راستہ تھا۔ مقررہ  
دور کے بعد میں چباز کے گوشے پر پہنچ گیا۔ کہنی ہاتھوں نے مجھے سہارا  
دے کر مجھے اٹا دیا اور میں ہستہ ہستہ ریشٹ کر گھر سے گھر سے سامنے بیٹھ  
رہا۔ ٹھکانے تو ہو رہی تھی مگر اور میری حالت بھی زیادہ بہتر  
نہیں تھی۔  
چباز کا پیٹ میں جو ایک طویل القامت اور سترت و سفید انگریز  
تھا۔ میرے بائیں نزدیک تک چمک گیا اور مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس  
نے میرا کاٹھ پھینک دیا۔  
"مگر نہ ہو۔ اب تم انکل محفوظ پر شاید تم سمندر میں  
گھر گئے۔ کسی چباز سے؟ یا پھر ممکن ہے کسی تباہ شدہ چباز کے  
خلف ہو؟  
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔  
سر پر سوجھ چکا رہا تھا۔ اس لیے آنکھیں اس کی چمک جوندے  
دوبارہ بند ہو گئیں۔ تب کہیں کی آواز سنائی دی۔  
"اسے کہیں میں سے جاؤ؟" وہ تھپتھپاؤں کی باش کرد۔ وہ دم  
ہٹاؤ۔ اس کی حالت بہتر ہو جانے لگی۔ کرنا آئی ہے۔ میرا خیال  
ہے۔ برواشت کر جائے گا۔  
"اوہ کے چپ۔ جواب ملے اور مقررہ دور کے بعد  
بکھڑوگ مجھے اٹھائے کہیں میں سے گئے۔  
گرم کہیں تھا۔ وہاں وہ لوگ میرے اٹھ پڑوں کی باش  
کرنے لگے۔ بہت کچھ سہلا گیا۔ میں دل ہی دل میں ہنس رہا  
تھا۔ میری اتنی خراب حالت نہیں تھی۔ جتنی وہ لوگ کہہ رہے تھے۔  
بہر صورت گرم گرم دو دو کا ایک ٹھکانے کے بعد میں نے  
خود کو رگڑوں پر لگا کر آہستہ طور پر اساتذہ اعمال رہا۔ مقررہ دور تھا۔  
دور نہ تھا۔ میں لوگ میرے ساتھ کیا طوطا کہتے۔  
"کیا تم بھی اپنے ہاں سے میں تباہ شدہ لوگ لے؟"

"ہاں۔ میں ایک تباہ شدہ چباز کا شکار ہوں۔ میں نے اپنے  
چباز کا نام پتہ ہوتے کہا۔ میں پر میں نے سفر کیا تھا اور وہ لوگ  
میرا نہ گئے۔  
"اور تو تم اس چباز کا شکار ہو گئے؟"  
"ہاں۔"  
"کیا تب میں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"  
"ہاں۔ وہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہوا تھا؟  
تفصیلات میں نہ ہو سکی۔  
"اس میں موجود سفر؟"  
"کچھ ہی گئے تھے۔ لیکن کوئی فوری امداد وہاں نہیں پہنچ  
سکی تھی۔ میں قریب و جوار کے جزیروں سے انہیں پکارتا رہا تھا۔  
وہ میں کشیدیاں ملیں۔ جنہیں بہت دور جا کر سمندر میں پکڑا گیا۔  
اور اس میں سے کچھ آدمی کھینچے گئے۔ آہ۔ آہ۔ میں اس چباز  
کا سفر ہوں جس کے بے شمار افراد سمندر پر ہو گئے۔  
"اس میں تباہی دوست اور عزیز و احباب بھی  
ہوں گے؟"  
"ہاں۔"  
"لیکن اس دوران تم کہاں تھے؟"  
"دور بہت دور۔ تم سمندر کے وہ سیاہ گھر دیکھ رہے  
ہو۔ وہ ایک جزیرہ ہے۔ آدھا میل لمبا اور اتنی چوڑا ہے کہ آب  
و گیاہ جزیرہ اور ان، جہاں چیلوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔  
وہاں چیلیاں کھا کھا کر زندگی گزار رہی ہوں۔ قدرتی طور پر  
پکڑ گیا۔"  
"کیا تم نے خود جہاں سے چباز کو دیکھ لیا تھا؟"  
"ہاں۔ میں نے جواب دیا۔  
"چباز کیپٹن کو اطلاع دو کہ وہ بڑی دھواں میں ہے۔  
اور صبح اٹھتا ہے۔ وہ اپنے چباز کی تباہی کی داستان سناتا  
ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ غالباً وہ لوگ تباہ ہو رہے  
آدھی بار چلا گیا۔  
مقررہ دور کے بعد کہیں سے مجھے بے ایک بائیں چباز  
انداز سے سے۔ ہاں میں چباز گیا تھا۔ لیکن میرے دل پر اس کی  
خفا میں نے ان لوگوں سے سترت کی اور میری دیکھیں کے  
ملا وہ ایک سترت میں پھنسا ہوا چباز تھا۔ لہذا وہ غایت میرے  
لیے بیجا تھا۔ لکھے پاؤں تھا۔ چباز ایک عام انہیل کی چیلوں  
میں لکھے لازم کر دی تھی تھیں۔  
"یہ بائیں چباز کہ مجھے کس قدر سترت ہو رہی تھی۔ میں جتا

نہیں سکتا۔ میں تو زندگی سے ہی بائیں چباز کا خفا دیکھ کر میری ستر  
نے مجھے نئی زندگی دی تھی۔ میں اس کا منور کر رہا تھا۔  
چباز کا نام پتہ ہوتے تھا۔ اور اس کا کہیں چاہیے فلوٹ تھا۔  
وہاں نہیں آدمی تھا۔ مجھے انسانی ہمدردی کی خیال پر اس نے ہر  
سہولت پہنچا کر دی تھی۔ یہ بات بھی درست نکل تھی کہ وہ ہر ستر  
میں جا رہا تھا۔  
میں نے اپنے اپنے ہاں میں تفصیلات بتائیں تو اس نے کہا۔  
"کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ تباہی لگا کر میں ماؤں کا شکار رہا ہوں۔  
بہر صورت چباز میں سفر جاری رہا۔ دوران سفر ایک بار بھی  
مجھے اس کی آواز نہیں سنائی دی تھی اور نہ ہی مجھے کوئی شکل نظر  
آئی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری وہ گھر کس طرح مجھے ہر ستر  
میں لے گی۔ میری کہیں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟  
بہر حال جب کچھ کر میں دیکھنے کو فوٹا سوئی آفتاب کو بائیں  
زیادہ بہتر نہ لگتا۔ جہاں کے لیے کے لوگ میرے بہت بہتر لوگ  
کر رہے تھے۔ ویسے یہ مسافر راز چباز نہیں تھا۔ بلکہ کارگو شپ  
تھا اور یہاں لے کر جا رہا تھا۔  
چباز کا سفر جاری رہا اور پھر وہ چباز کی زندگی کا سہا سہا  
چباز کے کہیں نے مجھے اپنے ساتھ رکھا تھا۔  
پہلے وہاں سے سلاں اتر رہا تھا۔ میں چباز میں آکر دیکھو۔  
بھانسنے یہاں مجھے کن کن مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔ بہر صورت  
جس کہیں میں مجھے پہنچنے کے لیے کہا گیا تھا میں اس میں بیٹھا رہا تھا  
کہ وہ فاصلے اپنے عقب میں سرسبز ہٹ گھس کر ہوئی۔  
میں نے فٹ کر دیکھا اور ششدر رہ گیا تھا۔ وہ ایک  
انسانی پکڑی تھا لیکن ہکدار لکڑی کی شکل میں۔ میں ایک بہتر  
خفا۔ مدھن آؤٹ لائن اور اس کے اندر تھیں۔ اس آؤٹ لائن  
سے مجھے ایک آواز سنائی دی۔  
"بابر واخان! تم خیریت سے تو ہونا؟"  
"تم خیر۔ یہ تباہی کتنی شکل ہے؟"  
"ہاں۔ ابھی مجھے اپنی اصل صورت حاصل کرنے میں تک  
طویل عرصہ درکار ہو گا۔ سمندر میرے گھر کے بعد میں نے پانی جو  
قریب حاصل کی تھیں۔ وہ بھی تباہ ہو گئیں۔ مجھے ایک طویل پناہ  
کرنا ہے۔ بابر واخان! اور تم اس میں میرے معاون ہو گے۔"  
اس نے کہا۔  
"میں تیار ہوں۔ میں نے جواب دیا۔  
"ویسے کسی بھی طرح پر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں  
ہے۔ یہاں تباہی کے لیے کوئی شکل درپیش نہیں ہو گی۔ تم چباز سے  
157



برائی، البتہ جب چند ارادے ہو جائیں تو توبہ نہیں، میں نے اسرارِ ربودہ کی گرفت میں آجست آجست آگے بڑھنے لگا اور پھر اس نے مجھے گودی سے باہر نکال کر چھوڑ دیا۔  
پھر اس کی آواز میرے کانوں میں گونجی: "بار وادخان، یہ بھٹی ہے کسی لمحہ سے نہ دل میں جاؤ اور یہاں سے اپنی اپنی زندگی کا آغاز کرو۔"

"لیکن۔۔۔ میں۔۔۔ ہوئی میں؟"  
"یہاں بھی ہے کی تھاپ ہے ساتھ صہبت، بھگتا رہے گی، اچھا چلو وہ ساتھی ٹیکسی پارک ہے، اسے اشارہ کر کے روکو۔" اس نے کہا۔

"میں نے ایک لمحہ کے لیے کچھ سوچا، پھر ٹیکسی کو اشارہ کیا۔  
جیسی رگ گئی اور پھر پورے گھر سے قریب آگئی، میں ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔

"ہوئی اسپرل۔۔۔ میرے کانوں میں سرگوشی سنائی دی۔  
مجھے اپنے نزدیک ہی کسی رزم سے وجود کا احساس ہو رہا تھا۔  
کوئی میرے برابر بیٹھا ہوا تھا۔

سیٹ نمایاں طور پر دبلی ہوئی تھی، میں نے لرزائی آواز میں ڈرائیور سے کہا۔

"ہوئی اسپرل۔۔۔ اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔  
راستے میں خاموش رہی، بسنی کی ٹپک وار سڑکیں، میرا وطن ہندوستان، سب کچھ مجھے عجیب محسوس رہا تھا، ہر حال سفر ہماری دعا اور خوشی ویر کے بعد ہم ہوئی اسپرل کی پڑ شکوہ نماز کے پاس پہنچ گئے۔

یہاں میں ٹیکسی سے نیچے اُتر آیا میں خوف و دہشت میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب ٹیکسی ڈرائیور کہاں سے ادا کروں گا۔  
میرا ہاتھ بروں ہی اپنی جیب کی طرف رہنمائی کیا۔ مجھے اپنی جیب میں نوٹوں کی سربلٹ محسوس ہوئی تھی، میں نے جلدی سے نوٹ نکال لیے، ڈرائیور تختہ دکھا ہونے لگا، مجھے دیکھ رہا تھا، میں نے جلدی سے ایک نوٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"نکلتا نہیں ہے صاحب۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔  
کوئی بات نہیں ہے رکھو۔۔۔ میں آہستہ سے بولا اور ڈرائیور نے ٹیکسی سلا کر اسے۔ میں ٹیکسی کے واپس چلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"اب کی کروں؟" میں نے سوارِ انداز سے پوچھا۔  
"اب آگے بڑھو۔" ہوئی میں کہہ کر حاصل کر داور کہہ میں مقیم ہو جاؤ۔"

نکل کر اپنی مہذب دنیا میں جانے کے بجائے میں سوچ رہا تھا، جہان کے کون کون سے قسے اس سلسلے میں بہت سے وعدے کیے ہیں، جن تمام چیزوں کا کوئی عہدہ نہیں ہے، میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور پھر پھر دوں گی، نہیں کوئی مشکل نہیں نہیں آئے گی۔ لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو۔"

"معدہ کیا؟"  
"تمہیں ہر حالت میں میرے امکانات پر عمل کرنا ہوگا، میں نے تمہاری زندگی کے لیے کوئی سہہ کم میرے ساتھ لے لیا ہے، اگر کسی قہار نے نہ کرے گی سوچی یا میرے ساتھ قہار کی کرکشی کی لڑائی میں نہ کھڑا ہو سکے گی، میں کا تصور تم نے بھی خواہ میں بھی نہ کیا ہوگا، جہاں بھی میں کہوں اس پر آنکھیں بند کر کے چل کر رہو۔"

"مگر۔۔۔ مگر تم مجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟" اگر بات ہے تو سن تم سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔  
"ہاں ہاں فرور کرنا، ابھی میں تمہیں عرف پر نہ لے آئی تھی کہ تم پریشان ہو جاؤ، میں تمہیں باہر لے چلوں۔"

"اچھی۔۔۔ اور کسٹ حکام۔۔۔"  
"دیکھو مجھ سے کٹ گئے کی ضرورت نہیں، میرا ہاتھ کڑا ہوا ہے میرے نے اپنا ہاتھ آگے رکھا یا۔ میں مجھے ہی محسوس ہوا تھا جیسے میرا ہاتھ دلوں کے زمر زمر لگے میں جا رہا ہوں، میں اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

میرے قدموں میں لرزٹ تھی۔  
"مگر تو سے سلمان آتا جا رہا تھا، اس کی ہنسی کی ٹپک مجھے اپنے کانوں میں سنائی دی، اس وقت کرن ایک بہت بڑی سی چلی آٹھارہ تھی، اس نے مجھے چمکا کے اس بیٹی پر بھڑا دیا۔  
میرے حواس جواب دینے لگے تھے، میں آہستہ آہستہ اوپر اُٹھ رہی تھی۔۔۔ پھر وہ اپنی ادھر اٹھ گئی کہ اس میں یہاں سے گر پڑا تو میری چپاں پہلایا چڑھ کر رہ گیا۔

مجھے خوف تھا کہ دوسرے لوگ نہ لے لے دیکھا ہوگا اور بھلے کی سوچ مجھے ہونے لگے میرے بلے میں کہیں آہستہ آہستہ اپنی جگہ گھوم رہی تھی اور پھر گودی کے نزدیک پہنچ گئی، پہلے لپکتی آواز میں اچھلی کر رہ گیا، آگے، قریب و جوار میں بہت سے زرد و سرخ رنگ کے درختوں کے درمیان گھوم رہے تھے، ان میں سے ایک ٹکڑے، بیویوں کی لہجے میں کہیں کسی نے کہہ دیا تو میری دلی ہی جڑاٹھ شہر و دیں کھڑا ہوا اور سوار ہا کر یہ لوگ مجھ سے کہہ گئے، لیکن دفعتاً وہی لڑکی مجھے اپنے ہاتھ پر لے کر

کہہ کر کس نام سے حاصل کروں؟"

"بار وادخان کے نام سے۔"

"کل لیکن۔۔۔ میں۔۔۔ میں کی اور اپنی کہاں سے کروں گا؟"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں کی اور اپنی کہاں سے کروں گا؟" میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔  
"میں نے پوچھا اور جواب میں مجھے وہی کہہ کر سنائی دی۔"

تھان میں مڑ رہا تھا، اسے اپنی صدیوں پرانی ملکیت کو چھوڑ کر جاننا پڑا تھا، لیکن ہر صورت میں کے بعد اس نے سہائی کو بھی نکالنے دیکھا تھا۔

مجھے وہ بوڑھی اپنی طرح یاد تھی جس کی دیر سے جہاز میں سوار ہوا تھا اور جہاز نہا ہوا تھا، جتنا وہ جاوولی توڑی کا لگا رہا تھا، جس نے بے شمار انسانوں کو ہلاک کر دیا تھا، سب سامان کی دیر سے ہوا تھا۔

ہر طور میں کیا کر سکتا تھا، پھر کہ بہت کچھ تھی وہ توبہ ہی تھی تھی، مجھے یہی فیصلہ دوسرے قیاسی اور میں کسی قسم کی میں پھنس گیا۔۔۔ تھا، وہ بوڑھا میرے لیے اس چیز سے سے لگ جاتی تھی، اب باقی توبہ ہی تھی، اور نہ اسے کیا کام لینا پڑتا تھی، بلکہ وہ کیا چاہتی ہے؟

میں بیٹھا سوچتا رہا، دستا مجھے اپنے عقب سے ایک ہزار سنائی دی اور میں ہر ایک بڑا۔

تھان کی پریشانیوں میں آگے بڑھ رہا تھا، میں نے اپنی پیداکر وہ میں، میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے، تم مجھے پڑھ کر دیکھو، اور۔۔۔ ہر صورت میں تمہارے ہوا سے ہاں لگتی ہوں، تم کیا کہتے ہو، تمہاری ذات میرے لیے کوئی "موتی" نہیں رہتی ہے؟

ہرگز نہیں، بار وادخان، شاید تمہیں اس کا احساس ہی نہ ہو کہ میں کسی اضافی، ہر دوں سمجھتا ہوں کہ سنائی تھی، اگر میں ایسا کر سکتی تو اس جو میرے ساتھ ہے، میرے قریب آجاتی، لیکن بے جاہ مشکلات نہیں مجھے، میں تنہا ہی ہوں، اب ایک موتی کی شہیت اختیار کر کے جہاز تک پہنچ، حالانکہ ایک لمحہ کے لیے تم مجھے خطے میں ڈال دیا تھا۔

کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھا، میں نے کہا اور پھر وہی غرق ہوئی میرے کانوں میں گونجی، اب مجھے کوئی پورا دیکھو نظر نہیں آ رہا تھا، البتہ یہ کہیں کہ ہاتھ کر کے میں ہی تھا نہیں ہوں، تب اس نے کہا۔

میں تھکے سر میں ایک تھا سا کیرا دین کر رہ گیا تھی، شاید تم اس کیڑے کوڑوں کہتے ہو، میں اسی طریقے سے یہاں تک پہنچتی تھی، تھکے ملاوٹ اور مجھے بال بڑھے ہوئے تھے، میں نے میں نے ہندو حاصل کی، اور اس وقت میں پریشان ہو گئی تھی، جب ۸۰ برس کے بال کاٹا تھا، میں نے کہہ دیا تھی، درجہ بری ہوئی کہانی ایک ایسے موتی انسان کے ہاتھوں تم ہو جاتی میں کا کوئی قصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

۱۳۰۰ء میں کے بعد کیا ہوا؟  
اس کے بعد کچھ نہیں، میرے لیے ہندو ختم ہو گیا۔"



[illegible]

۱. ایک سو، اتم غصہ کی درجہ، یہ کہ کسی شے پر ہمارے

1940-1941

الذی یؤتی فی الدنیا والآخرۃ ما یشاء من غیر حساب

[illegible]

تہ پہنچ گیا۔ ایک ماہری بہت مادی، (مجمیعہ زمین لوگوں کو











فصل پنجم میں اس مسئلے پر بعد میں اس سے بہت

166

آملوں نیچے کجا ہے؟

اس غزل میں وہ بات کہ کوئی گئی نہیں ہے کہ دلوں نہ وہ ہے کہ  
جائے دنیا دھڑ دھڑ بکھر رہی ہیں، انا جیہ مجھ نہ جا بڑا دل











نہیں رانا صاحب۔ یہ بھی میرے لئے کہ بات  
میں آپ کو اشارہ بھی نہیں دے سکتا۔ اس نے جواب  
میں کسی قسمی سوچنا میں گم ہو گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ "ہاں"  
سختی نہ ہو سکتی ہے جس کے اندام میں مسلمان عالم کا  
ہے آخر کوئی نہ کوئی تو ایسا ہوگا جس پر مسلمان عالم کو مشہد  
وہ نہ ہیں آدمی ہے عرب کہہ نامعلوم دیگوں کا معتبر رہن اس کے  
ابن میں نہ ہوگا بلکہ اس کے کسی پوانٹ پر خود بھی کیا ہوگا۔  
سوچنے سوچنے وقت میرے ذہن میں ایک نکتہ نشی سی جاتی  
رانا بجا رہا کیا شاہ عالم کو رانا بجا رہا ہے اور میری غیبا  
اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے میں کا شاہ عالم کو احترام کم کرنا  
پڑتا ہو کہ نہیں۔ رانا بجا رہا تھا ہے پاست میں دیکھنا چاہیے  
وہ کوئی نہیں کیوں ہو گیا ہے۔ ابھی کوئی سن بات ہے یا نہیں  
نے سوچا۔  
خانی رات گئے تھک ہم دونوں جاگئے نہ ہے اس کے بعد  
کوئی آواز سنائی نہ دی مجھے شبیدہ سر کی تھی چٹا فہ میں نے  
سننا دیا ہے کہا۔

کہا خیال ہے کیا جہاں اب بھی جاگتے رہنا چاہیے؟  
میرزا خیال ہے اب آپ آرام سے سو جائے مگر سچی گواہوں  
تسمہ بھی ہے اسے آج بھی لاکھنی ہوئی ہے اس لئے وہ دلچسپ  
جہان کی ہٹکا اب آپ سو سکتے ہیں۔  
میں اپنے کمرے میں واپس آگیا۔ چند ضرورتیں بھی  
چھان بین کیے۔ شمار خیالات بھی تھے آفون سب کو کیا ہے نصیب  
لا بیکز۔ کوئی ہے جو بے جا رہے معلوم سلیم کو دیا کرنا چاہتا ہے  
میں نے اس شبہ کی شکل دیکھی تھی اور تبھی اس پر بہت زیادہ  
آجائے۔ مجھے تھیں بہت دل میں ایک خوش حال تھی۔ مجھے خاصی  
اس کی مخالفت کرنا چاہیے۔ ہلک نہیں ہونا چاہیے۔ اسے زندہ  
کہاں تھیں سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ بہر صورت یہ بات  
میرے لہجہ میں آنے سے اور بھر میں گہری نیند ہو گیا۔  
دوسری صبح جاگا۔ زمانہ اعلیٰ کے عیادت میں کوئی تبدیلی نہیں  
آئی۔ میں اٹھنے وغیرہ سے ناراض ہو کر ستاد عالم کے۔ خود  
گماشتاد عالم ہے کہ میں جانیڈو کے بارے میں کچھ بات نہ  
مباحثا میں نے اس سے کہا۔  
ستاد عالم۔ یہ تمام بات نہ تم مجھے کہوں گے رہے ہو آخر  
میرزا ان سے کہا واسطہ۔  
میرزا کو خواہش ہے کہ اس صاحب کا بدلہ کی ترقی کی میٹ

خاص اور پیسے کے مسئلے میں گھما پایا جاتا ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں یہ ان لوگوں کی ایک سلاش ہے۔ عیب وہ اپنے اس طرح کے حملوں میں انجام دے کر انہیں نے سمجھوتہ کا یہ کیلینڈر دیا ہے کہ اگر کسی خاص موقع پر سنجیم کو کوئی حادثہ پیش آجائے اور اس کا ذمہ دار اس سمجھوتہ کو قرار دیا جائے۔ بعد کسی سمجھوتہ کی کارکردگی پر کوئی کیا کر سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس قسم کی کوئی سلاش ہے۔

”تم نے غور کبھی اس کے سلسلے فتنے کی کوشش نہیں کی ہے“

”جی ہاں میں لوہا اس فتنے میں نہیں چلاؤں گی جی حالات سے کسی حد تک متاثر رہتا ہوں تاہم سب بھی مجھے کھلم کھلا کہ آواز سنائی دیتی ہے میں سلیم کو انڈی ٹیبل تیل کے لہجوں اس سے چلے۔ شہر اس پر جو کہ سمجھوتہ ہوتا تھا اور نیز اس کا حق بھی نہیں اب میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے مضبوط اور ہزار مسابا نہیں تھے۔“

”خوشنہاد عالم ایک بات مجھے کھل کر بتاؤ؟“

وہ لوگ کن ہو سکتے ہیں جو سلیم کو زندہ کرنے کے خواہش مند ہیں پھر میرے پاس سوال پرستادہ مارگردن تھپکا کرغاؤں جو گویا جیسے ہے سوال۔

ایسا سید صاحب اب یہ تمہاری زبان موجود تھا اور نہ تھا تھا، رانا سلیم کو مخالفت کر رہا تھا، یہی کہ نہ دینے دے دینا اتنی ہی تھی کہ رانا سلیم کو کسی ایسے شخص کا نشانہ بننے والے اس مسئلے میں میں نے گلہ نہ کر لیا بلکہ کہ اتنا کہ اگر وہ صاحب سمجھیں تو رانا اصل چیز طر کر رہیں اور جان جائیں۔ رانا گلہ کے اندلک ہم میں نہیں لایا گیا، یہ بہت ضروری ہے اس لئے کہ رانا گلہ میں نہ کر دیا جوہ خطرات میں گھری ہوئی ایسا نہیں کسی ایسی جگہ پر دیا وہ تھا یہاں ان کے دشمن بن گئے۔ یہ سچ کہیں انہیں نہ ملے گا۔ اگر نہ کہ کوئی تکلیف نہ ہوگی، میں ستر سال تک حالت گردوں کا اور اس وقت تک انہیں روپوش رہنا پڑے گا، جب تک کہ رانا سلیم پرانے ہو جائیں، لیکن گلہ نہ کر لیا بلکہ میری اس بات کو تسلیم نہیں کیا وہ نہ صاحب سہنے کے ساتھ نہیں ہیں، چنانچہ میری جانب سے ایک ہاتھ پڑی اور میں جہاں پڑی رہنا ہی کہ زندگی گزار رہا تھا، میں صرف ایک عزم میں رہا تھا صاحب میری یہ خیالات نہیں کہہ سکتے، یہاں پر رہا ہے کہ کہیں۔

انہیں انہی باتوں سے کہہ سکتے ہوئے۔

۱۰۔ اس کی زندگی میں یہ خطوبہ بھی ہے کہ مستغفل کی بات آپ کیا کرنے میں ہے۔

اس کی تعلیم وغیرہ کا کیا بندوبست ہوگا۔ اس کا کوئی مفقول  
انعام میں نہیں ہو سکتا۔ اس کا سبب یہ بات مانا جا چکا ہے۔  
"ملاوت ہی ایسے ہیں۔ راہب صاحب۔ اب آپ ہی بتائیے کہ  
تعلیم پر خیر و کاسدہ کئے فسرور کیا جائے گا کہ آپ جو اس  
کے تحفظ کی ضروری چیزوں کو گناہ اپنے طوطہ پر کھینچ لے کر  
تعلیم دیتی ہیں۔ اور پھر نہ لکھنا جاتا ہے کہیں کسی اسکول یا کالج میں  
اسے نہیں داخل کرا یا جائے گا۔ جو کہ ہر جگہ اس کے تحفظ کے لئے  
وہ بندوبست نہیں ہو سکتا۔ جو رانا غل میں موجود ہے۔ جس نے  
اپنے طور پر سیسہ بکٹ لڑو حصاں تان کر دیا۔ اب لبرل کر سنیں یہ کرتا  
ہو کہ وہ ایک لمحے کے لئے اپنے محاذوں کی نگاہوں سے اوجھل  
نہ ہونے پائے۔ اس کے باوجود اس پر اسے غلط ہو چکا ہے۔ مگر  
ایک بھی بدوقت برت اس کی مدد نہ کرے۔ خود وہ اب تک برت کی  
آغوش میں جا سوا ہوتا۔ بس ایسے حالات میں اب آپ ہی بتائیے  
کہ ہم اسے اسکول یا کالج میں کیسے داخل کرا سکتے ہیں؟  
"تو کیا۔ احوال رہے گا؟"

۱۰۔ اس مدد تک حاملی رہے گا کہ راستہ اپنا علاوہ کر لے  
 ڈوگری نہیں مل سکے گی لیکن اس کی ضرورت بھی نہیں ہے اس  
 کے پاس اتنی جائیدادیں ہیں کہ وہ ساری زندگی عیش و عشرت  
 میں گزار سکتا ہے اس کے علاوہ کل نوٹس لیکچر سے جو تعلیم دے رہی  
 ہیں وہ بھی نوابیت مناسب ہے میں تو گمان ہے کہ اس آدمی کے چنگ  
 میں بھی تھا جو اسے گھر پر تعلیم دے سکے لیکن یہ رہی جناب!  
 آج آپ کے کہیں استاد اس کے دشمنوں سے مل نہ جائے اس  
 طرح اسے با آسانی چلا کر کیا جاسکتا ہے۔  
 "تم کہتے ہیں اس طرح اس کی حفاظت کرتے رہو گے۔"

شاہ عالمؒ

• جب تک میرے قدم میں دم ہے۔ فنا کوئی کو توجہ ابھی  
اسی طرف نہیں گھسی ہے کہ شاہ عالم کو نقل کر دیا جائے۔ میں  
جانتا ہوں کہ میں ان کے ذہن میں بہات آنے لگا ہوں۔

سے پہلے کوشش نہیں کریں گے کہ پیچ لاک کر دیں اور اب تو  
 آپ بھی آگے آئیے، اوروہ: دلفنا شاہ عالم جو تک پڑا،  
 کیوں کیا ہنست ہے؟  
 - رانا صاحب ایک بات کہوں،  
 - ہاں کہو،  
 - رانا صاحب آپ کی زندگی کو بھی یہاں غصہ لانا ہو  
 سکتے ہیں،  
 کیوں؟

• اس لئے کہ آپ بھی وہ ہیں جو زمانہ جاگیر کی حامد واد  
کے حق دار ہو سکتے ہیں لیکن ان کے مبالغی اس حیثیت سے  
آپ کو عمومی تشویش کن نکاح سے بچھا جائے گا۔ میرے ذہن  
میں ایک نئے کسے لئے پہلو ڈالیں جس جھوٹ نہیں اگر کسی  
عمل میں مبتلا نہ گئی، خطیب نے ہم سب تو چھپرہ تو چھپرہ لیکن اسی  
وقت عجب اپنے اندر یہ غصہ کا خیال آگیا جو پندرہ لاکھوں سے  
سے زیادہ مخالفت کرتی تھی اور ایک نئے کسے لئے دل کو دھارس  
سین ہوئی۔

اور اسے سب پر نکر و تم شاہ خانہ میں اپنے معاملات سے  
خود نمٹنے کی صلاحیت رکھنا چاہیے۔  
وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ اگر غلط فہمی کو کیا مخرج ہے  
میں نے ایک وقاردار کی حیثیت سے آپ سے یہ الفاظ کہہ  
دیئے ہیں۔

”مشت و عالم میں آنا رانا جبابہ سے ملا جابہ ہیں۔“  
 ”محکم نہیں ہے ویسے آپ کو شش کر دیجیے۔“  
 ”کیا کچھ تو کول کو اس سلسلے میں مقرر کرنا ایسا ہے کہ وہ رانا  
 جبابہ کی رول نشوونو پر سہرہ دیں۔“  
 ”ہاں، وہ لازم دیتے ہیں اور رانا جبابہ نے انہیں ہدایت  
 کی ہے کہ وہ اس طرف کو گزرنے آئے دیں۔“  
 ”کیا مجھے جن اس سلسلے میں روکا جائے گا۔“  
 ”میلہ نہیں ہے نہیں کیونکہ آپ ان کے بھائی ہیں آپ سے  
 زیادہ مرستی آدمی اور کوئی ایسا آج تک اس میں نہیں آیا۔ جو رانا  
 جبابہ کے بعد مہبت رکھتا ہے لیکن یہ غلام آپ کو روکنے کی  
 کوشش نہ کریں۔“

نہیں تھکے گا۔  
وہ کوئی نہ پاس نہ ملے گا۔



ہے اگر میں یہاں ہوتا تو ان کی حالت نہ ہوتی ۔  
 ان سکارا بے مکہ مٹ گئے ۔ غفلت پر  
 بدھ صرف تھوڑی دیر کی لڑائی ہی رہتی ہے ! لڑائی بدھتی  
 بھی ہے ! یہاں سے پوچھا ۔  
 نہیں مکہ ایسی جگہ تو نہیں رہتی تھی ۔  
 خدا کا  
 کھانا دیا تو یہی تم ہی بنے جو گئے ۔  
 جی سکارا ۔  
 تم نے رانا صاحب کا چہرہ دیکھا ہے ؟  
 نہیں مکہ ۔

کبھی نہیں دیکھا :  
 نہیں ملک بڑے سکار کے ساتھ جیہم جاتے ہیں تو  
 وہ نہ بڑے کچھ اپیٹ اپنے ہیں کوئے رنگ کا :  
 تم اس وقت موجود تھے یہاں جب بڑے - کا کو یہ ہوا :  
 تھا آبا :  
 نہیں ملک - ہم تو ان کا کم کرنے بنے :  
 جہاں بڑے سکار کبھی آئے نہیں نظر آئے :  
 کبھی نہیں ملک بچے مرے سے بڑے پیارے - بس  
 رہتے ہیں :  
 کہو اور کبھی نہیں آئیاں :  
 نہیں - کار :

انہاں شہلہ بہ میاں د جاو اہوں نم کسی بات کی نکابت کرو۔ ہمیں نہ کیا۔ اور وہ دونوں خاکوش ہو گئے۔ میں رہواری عبور کر کے گھس کے دروازے پر پہنچ گیا۔  
 ہم، میں، شکر کے کے دروازے پر ٹک دوں اور اندر کرنے لگا۔ دوسری طرف خاکوش مہال رہی بہ میں نے دوبارہ دنگ دی تو زور کی آواز مجھے دروازے کے نزدیک سنائی دی اور ہم، کی خبری بولی آواز اجڑی۔  
 اکون نہ، کیا، اپنے اس وقت، لکھن آئے جو۔  
 اور وال کھنے فایک، میں، سہکا جہاں داسہ وہاں میں نہ کیا۔  
 میں نے ان چند پر حضور کی دیر تک دوسری طرف خاکوش مہال رہی جو وہی خبری بولی آواز سنائی دی۔  
 تم کہہ آئے راسخو۔

کچھ زبردستی سے جوئے کسوں جوئے کچھ نہیں دیکھیں گے

اس شخصیت سے ملنا چاہتا تھا جو یہ حد تک سزا دھیں ہر چند کہ وہ بڑا سناں تھا لیکن ظاہر ہے دنیا کی نگاہوں میں عالمِ ہوگ تو یہی سمجھتے تھے اصل بات تو یہی ہی جانتا تھا۔

خود کسی دیر کے بعد میں اس شخص سے توجہ کیا، پہلی بار اس کے لئے ایک لڑائی سے گزرتا تھا، ظاہر ہے اس کے سوت پر وہ ظاہر کفر سے ہوتے تھے وہ مجھے دیکھ کر مذہب کا انکار کرتے تھے میں اس کے تہذیب پر تنقید کرتا تو انہوں نے جبکہ کہ مجھے سلام کیا تھا

• میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہوں •

• خواب • رات صاف سے مجھے اپنے ہمراہیوں سے ایک

نئے سوال کیا

”تم جانتے ہو مجھے کہ میں کون ہوں؟“  
 ”تمہارا جانتے ہیں کیوں نہیں جانتے کہ کوئی بھی جو اسے  
 اس طرف نہ آئے، یا جانتے ہیں دھمکی جس وی کسی بھی کر اگر  
 لایا ہو تو میری زندگی میں قطعیت کچھ کر سکتی ہے۔“  
 ”اس کے باوجود میں رانا صاحبہ سے ملنے کا خواہش مند  
 ہوں۔“  
 ”اگر آپ اجازت دیں تو میرے ایک انجیل کا رونا، اب  
 سے ملے گا، مانگتے آئے۔“

• نیا بازار آسمان کی بلندی پر ہے۔ وہ زمین کا ایک خانہ کرم ہے جو چھا  
 غنیمت منظور ہے۔  
 • کعبہ خدا کا اعلیٰ ترین کام کر سکتا ہے جو!  
 • نو سال ہو گئے۔

اور تم! ایمان نے دوسرے کو مخاطب کیا۔  
ایسا امام تہذیب الدین ہے، امام صاحب اور میں سات  
سلسلہ سے چاہاں تو کہوں۔  
تاکہ کہ خدا داری بھی چاہی جی کہ ہے شہ نو اور غلطو، لیکن  
اگر ملک کی جان خطینہ کی جو اصول بدلتے ہوئے ہیں، کہا  
غالب سنہ؟

"میں نہیں جانتی کہ تم کو کون سا  
 کام ہے جس سے تم کو دنیا سے الگ کر دے۔"  
 "میں نہیں جانتی کہ تم کو کون سا  
 کام ہے جس سے تم کو دنیا سے الگ کر دے۔"  
 "میں نہیں جانتی کہ تم کو کون سا  
 کام ہے جس سے تم کو دنیا سے الگ کر دے۔"

۴۔ اہل علم و فضل کے لئے جانشین کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ مجھ سے ملنے کے اجازت نہیں دی۔  
 ۱۱۔ اسے اپنی بد نصیبی نہ کہڑ سوچو، بلکہ یہ سیری بد نصیبی ہے کہ  
 میں اس وقت غم میں سے نہیں لی سکتا۔  
 ۱۲۔ نہیں، رانا صاحب آپ کو مجھ سے ملنا ہی ہو گا۔  
 ۱۳۔ یہ کسی خود ممکن نہیں ہے مسعود میں اب اس دنیا کو اپنی  
 منور نکل نہیں دکھا سکتا۔  
 ۱۴۔ رانا صاحب میں نے اب سے کہہ رہا ہے میں اس گھر کا خازم  
 نہیں ہوں آپ کو بھائی ہوں، میں آپ سے ملے بغیر نہیں جاتا  
 گا۔  
 ۱۵۔ مسعود نہ کرو، امر با کسی سے نہیں لی سکتا۔

میں نے کہا: آپ کو مجھ سے ملنا چاہئے۔  
 میں نہیں مل سکتا تھا۔ کوئی مجھے عبور نہیں کر سکتا۔ میں کسی کو اپنی  
 شکل دکھانے کے قابل نہیں ہوں، زانا بیدار کی جھڑکی جوں جوں  
 اٹھتی ہے۔  
 میں آپ کا سہاٹی ہوں مجھے آپ کی شکل سے کوئی دلچسپی  
 نہیں ہے۔ آپ کی سگفتہ سے پر ہے، مجھے آپ کے دل سے  
 پر ہے۔ میرا دل رُپ رہا ہے۔ آپ کو کچھ کہنے کے لئے، آپ مجھے  
 سہاٹی ہیں زانا مامب، انہی طرح کے بعد میں آپ کے پاس آتا  
 ہوں اور آپ مجھ سے ملنا نہیں چاہتے۔  
 میں نے کہا: میں اس قابل ہی نہیں ہوں۔

بعد از کھوں :-  
 میں سو میں غصہ ہے، میں ہر چیز کی سزا دے اور  
 اب اب میں صرف سزا دیتے کہے لئے آئے ہیں جب تک  
 کہ نہ شک ہے :-  
 میں آپ کو نہیں مرنے دوں گا، آپ ہر کرم و عوارض  
 کہہ لیں :-

یہ روز و رات کہیں نہیں گئے کہ رانا مسعود اٹھ کر اس طرف  
آئے کہ کرشنش سے کہنا اس میں نے تم سے جو کہہ دیا وہ  
کہہ دیا۔  
تو صبح میں کہ رانا صاحب اس کے بعد جو کہ چلا گیا  
کے دوست صاحب اس گئے۔

کیا مطلب ہے؟ اخلاقی و سیاسی برائی اور انسان کی زندگی میں اچھے سے خیر کا جانا، میں والہس جلد ہوں میں نہ کہ ان لوگوں کے کہ کھانسی کا سہارا لے رہے ہیں۔  
گوئی تو یہ نہیں ہوتی کسی چیز کو میں والہس کہہ اسی وقت

میں کوئی خدا باطلہ میں نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ انے والے وقت میں، میں اس سلسلے میں، کوئی کاروائی ضرور کروں گا، جو مجھے آپ کسی بات کی پروا نہیں تھی۔

اس وقت میں نے اپنی ناراضی و غصہ سے رابطہ قائم کیا لیکن کئی روزوں کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چلی سکا، یہ صورت حال میں میرے لئے خوفناک تھی، تو گیا واپس ہر گز میرے ساتھ نہیں رہا، بلکہ کبھی کبھی مجھ سے دور ہو کر بیٹھ جاتا ہے میری سمجھ میں نہیں اور انھوں نے کیا کر رہا ہے، میری صورت میں رات پوری رات میں مجھ میں چھنار، اُستاد، عالم ہیں، شخصیت نہیں، جس سے میں خود کو بہت آگسٹو کر کے والا بوجھ دیکھ کر کہنا تھا، راجہ میرے ساتھ آیا تھا، دو دن رات انھوں نے اس کے بعد بیکر چلا گیا تھا کہ وہ دوبارہ مجھے حقائق کہے نہ گا، میں بس ان کے معاملات کو سمجھتا ہوں، اس کے بعد وہ میرے پاس پہنچے گا،

جنازہ وقت گزارا، اس دن میں نے سیکرٹری ایمر برائے  
میں دیکھا، انکی زبان اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ دونوں ماں بیٹے  
بہرے آئے تھے، میں طلبہ کے ساتھ ان کے زائیکہ میں بیٹھ گیا، کل رات نے  
سلوہ کی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر اس کی نگاہوں میں ایک  
مشکات ایمر کی صورت پیدا ہو گئی، وہ مجھے دیکھتی رہ گئی تھی، جڑی  
وہ انکی تھی اس کے بعد ان میں۔

فریب و جوار میں کوئی سوجھ بوجھ نہیں اس کے نزدیک  
چھینچ گیا۔  
آپ کی بہترائی کو ناز میں نے دیکھ لیا۔  
کہوں میں انسان نہیں ہوں، کہیں کچھ سوچ و فہم میں میرا  
دلی گھسٹہ لٹکا ہے، ایسے کلمات میں میں بہر نکل آتی ہوں؟  
"بھیکو، ملیم۔"

ان سیم، بلکہ کننگو کسی میرے لئے ایک حبیب کی  
 مشابہت رکھ کر کہیں ہوتے ہر اس خوف و ہراسی، اس کے  
 علاوہ اور کہ نہیں ہے اس کل میں، کہنے کو: کل ہے بس  
 میرے لئے ایک نکلان، تہ کہ نہیں؟  
 "میں رنج و غم کو سنا، اور اس سحر کو بزم اپنے اپنے کے  
 لئے اپنی نگہ و نصیحت کی ہے۔"

میں نے اپنی زندگی میں کرن ساسکھ لی ہے۔ سسر  
نے جتنی بھی جہیز دیا ہے سب کچھ مل گیا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا  
ہر دور کہ نہ ہو جو کہ کیا میں سسر خاں ملے اسے دوں گی؟



جنگ ستب کا بھی نہیں عبادوں پر ظلم نہ کیا جائے۔  
 سہ عالم بھی پہلے انصاف خدا دامن لڑی جب حق نکلے گی

قبولی نہیں کیا تھا۔ دل سے محزون اور غمگین تھے۔

فرمانہ اپنے آپ پر چڑھا یا طاعتی کر لیا ہے آئینہ دیکھو میں نے تمہیں

ایمانی ہو سکے۔ ہر میں اگر چاہوں تو تمہارا اور چھاپا اور اس کے ہے لیکن  
میرا۔ صوبہ نہیں جانتی میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے جس میں اپنا سکا۔



میرزا یحییٰ -

مردم اگر ایسے امانت دہی میں کسی شخص سے کسی چیز پر جس سے جانوی جو  
 نہ تو اس کی پروا نہ کہ میری نگاہیں دور رہ کر کسی نہ کسی  
 خط پر آئیں اس سلسلے میں کبھی پریشان ہونے کی ضرورت

[illegible]

تشیعیان

میں نے ایک بڑھتی کو بچا کے دس منٹ لوہا  
روپے میں چنگ کے چاروں پائے کٹا دیے۔

178

٢٠٠

ہماری بات کہ دلچسپا شکر کے دونوں فطرت سے مل کر آوی  
179







رہت کر خلیک سے بندہ نہیں آتی تھی۔  
دوسرا روز صبح صبح ملتا تھا مجھے مجھے کے قریب واحد آگاہی  
کے پر نشو و نما پر اسرار مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔ بلورنا مسعود۔  
بلور واحد۔

ایکس گروہ کی ہے؟  
 "تھیک ہوں  
 "فائدہ ہے کہ یہ کوئی خدمت ہے؟  
 "نہیں کہہ سکتے ہیں۔  
 "یہ تو افسوس ہے۔ اسے سبوتا جانتا ہوں۔ چل ہی کھاؤں گا۔"

واحد لڑے  
 انکل کر بات کرو دادھ۔ میں نے اُلجھ کر کہا۔  
 آپ کو بھی کھل پڑے گا رانا صاحب۔  
 کہا اسباب۔  
 "تپ کو سیدیں تک و نائیر لڑتا، رانا صاحب، صحت و حق کا  
 انظار و آپ نے نور نگاہ پر لگا۔  
 میں غلام ہے۔

میں نے کہ زندگی کا سوال چند اس وقت تک اس کے خوف  
میں نہیں ہوتا رہی گی جب تک جائیداد کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ وہ  
جائیداد کا اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں ہو گا تا اس کا صحیح غرض  
پورا ہو جائے۔  
میں نے کہا کہ تو تو ہے۔

آپ نے  
 میں نے کر سکتا ہوں۔  
 منادی راعا صوبہ گلگت سے شادی۔ جانوروں کیانی نہیں  
 ہے بلکہ دھماکے کی اینٹیں ایک جوتی ہے اسی لیے اس کا حق ملے  
 یا رسول صلیب باب۔ اور جو صلیب کا لپیٹ ہو۔  
 میں نے سوچا ہے جاہد کی شکلیں دیکھ کر باخدا پھر میں نے کہا  
 میں نے جاہد کی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں۔

وہاں سے وہ لوگ چلے گئے۔  
 یہی حال تھا کہ  
 میں نے کہا کہ میں  
 جیسے کہ  
 یہ ہے کہ  
 جس میں نہیں تھا۔  
 آج رات کو اس کے ساتھ ہی رہیں گے۔

کہا۔ جس سستی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ رات بیکار اور کوئی خاموشی  
بہت نہیں ہوئی۔ یہ بے چینی سے دس بجے کا انتظار کر رہا تھا۔ دس بجے  
میں چوروں کی گھڑن چھپنا ہوا غصہ بال حکایتیں میں بھی گنگا، دھندل سا  
بلکہ موجود تھا جہاں دو دو نوں پہرے دہرے پہرے تھے۔  
واحد وہ کہاں گئے۔؟

تجے ہوش پر تے ہوسے ہیں۔  
 "ہب کیا کر تے۔"  
 پہلے جلد ہے۔ دستک دیجیے، جرات سے کام لینا ہوگا، اس  
 وقت اند کوئی نہیں ہوگا۔! میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔  
 اور پھر درد و غم نے مجھے پاس پہنچ گیا۔ میں نے وہ دانے کھائے  
 ہیں، نہ کر دستک دیا۔"

”آجاء۔ جباری، آواز سنائی دتی۔ اندر میں اندر داخل ہو گیا۔  
 مانا جبار سانس ہی سیشے تھے۔ اس وقت ان کا چہرہ بھی کڑے نہیں  
 نہیں چلکا تھا۔ تجھسا جو خوفناک سا چہرہ۔  
 نیچے دیکھ کر وہ اچھل کر کھڑے ہوئے۔ تم۔؟  
 ’ہلی بھائی صاحب۔‘ میں ادب کا جھانی ہوں۔  
 ’تم کون آئے یہاں۔؟‘  
 ’اس کو کھت جانتا تھا۔‘

’کو دیکھ لو۔ اب میں اس قابل نہیں ہوں کہ کسی کے سامنے  
آؤں۔ یہ تم۔ یہاں ہے۔‘ کے ساتھ انکسرت رہا ہوں۔  
’جو ہونا تھا وہ چل رہا ہے۔ جہاں صاحب۔ آپ کو بہت سے  
کام ہیں۔‘

”وہ جب تک میری شکل ابھارتی رہی گی، اس میں صرف موت کا  
 انتظار کروں گا۔“ خاموشی سے اس کو نے یہ سنا نہیں سہرا ہوا  
 موت کے انتظار میں، رونا جتنا کہ گریہ کا آواز ابھرتا ہے۔  
 ”اچھا بھئیو کہ میں جیواں چاہتی ہوں، لہذا خداؤں سے کہو کہ“  
 ”کیا تم نے کہیں خداؤں کے سلسلے جانتے ہو؟“ شہسوز  
 میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب توڑ موت کے بعد ہر میری شکل  
 وہ کہیں جگہ نہیں جیسے میرا۔ تم نہ مجھ دیکھ لیا۔ کیا اب بھی تم  
 کہہ سکتے ہو، عام توڑ جسکو سلسلے، توڑ۔

”ہاں۔ لیکن اب میں ان کا جیسے یہاں۔ میں۔ میں خود کش  
گزشتہ ہفتہ کی کسی سڑک سے منہ نہیں جاتا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ  
لوگ یہ سڑک دیکھ کر چھین دیں۔ مجھے اس کے لیے مجبور نہ کرنا  
”مجھے اس کے لیے کبھی مجبور نہ کرنا تھا۔ میں یہ دیکھتا ہوں  
کہ وہ داخل ہیں۔ نہ کہ گزشتہ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ ان کا محل کی گزشتہ

182

میں میرا ابا کوئی بھتہ نہیں ہے۔ نکلا ہے۔ بیستہ سوچ بھائی رانا  
چو گھیرے تے رنجب دیا تھا اس نے اس خاندان کی عزت ایک بار  
پھر سیٹھ کے کجا گردنی تھی بنوے چاہیے تھا کہ اس عزت کی اضافہ  
کرے لیکن میں نے اسے اور مطالبہ کر کے کی کوشش کی اور مجھے  
ان تمام باتوں کا بخوبی احساس ہے۔ ہاں مجھے حق نہیں تھا کہ میں اس  
بدرفت محبت کو یہاں لا کر رکھتا ہوں اس عیادت کی نہ تھی کہ عزت  
نیووں میں گرا دے کر کے اس نے اس گھر کو ختم کر کے دو حیرتیں بڑھ  
کر دیا تھا اور جب میں نے اسے مرزا کی اس کو اس نے مجھے ساتھ  
یہ سلوک کیا۔ مسود میں اسے لاش کر کے قتل کر دینا چاہتا تھا لیکن  
میں نے اسے اسی جگہ کی کہ جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا  
تو اس نے عوس کر لیا کہ اب میں مرزا کا بھتیجا۔ اب مجھ کو دنیا کے  
ساتھ جانے کی سبک نہیں ہے۔ کم یقین کر دے میں یہاں سے کہیں  
غور چلا جاؤں اس جگہ میں بیستہ اپنی خاندان میری جو بھی نہ لاش  
کر سکے لیکن میں جانتا ہوں کہ یہاں یہاں سے میں گزروں گا غور  
کا ایک انبار عظیم لپٹا چلا باؤں کا بھتیجی انسانوں کے درمیان سے  
گزرے کی بہت نہیں ہے اس لیے میں نے یہ اور تکلیف دانا عمل  
واقوں کو دینا گوارہ کر لی میں اس کو شے میں اب زندگی کی آخری  
گھڑیاں گن رہا ہوں اور میری قسمت و خواہش ہے کہ مجھے یہاں  
جڑا رہنے دو مجھے صرف اس دن یہاں سے نکال دینا جب میری لاش  
میں ختم ہو جائے گی۔ میں نے کوئی پروا نہیں دیا اس شخص کے  
بچے کی چھٹی کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ میرے عہد میں نے تو نہیں  
کا اکل کر کے سونے گا۔

نہیچھے آسمانی انیسوس ہے بحال صاحب کہ جس آب کو اس  
حال میں دیکھو! ہوں اگر آپ نہ ہیں تو میں اس عورت کو نکاح  
کر نہ کی کوشش کروں۔؟  
”جس مسعود ہیں۔“ سر ایسی ہی منہ کو جس جگہ تم کر  
دوئم آج مجھے پہلے آگئے ہو براہ کرم آج کے بعد کبھی میں  
نہ آتا میری تم سے درخواست ہے مسعود۔ میری تم سے درخواست  
ہے۔۔۔

[illegible]

مہربان کام میں گیا۔  
 "ہاں۔ میں نے گہری سانس لے کر کہا۔"  
 "کیا کوئٹہ پانی رانا جبار کی؟"  
 "ان کا چہرہ تراب سے بڑی طرح تجھس گیا ہے۔"  
 "تمہارے ان کی شکل دیکھنی تھوڑا حد سے پوچھا۔"  
 "ہاں عموں! کوئی تمہارے ذہن میں کسی خاص بات ہے  
 کیا۔؟" میں نے پوچھا۔

”جی نہیں نہیں، میں تو چاہ رہا تھا کہ کیا وہ اسی قدر بوجھ بکرا  
 ہو گئے ہیں کہ اب دنیا کے سامنے نہیں آسکتے۔“ واحد نے سوال کیا۔  
 ”وہاں میں تو بہت سی بھیا بکسٹریز لکے کر ملتی ہیں واحد بہرہ ور  
 آدمی جیسے سائڈ میں نے اس سے کہا اور واحد کو بے چارے اپنے  
 کھوس داخل ہو گیا میں واحد کا ذرا بھی کھول کر لیا پا چکا تھا۔ کھوس  
 میں پہن کر میں نے اسے پیٹنے کا ارادہ کیا اور وہ میسٹر سامنے بیٹھ  
 گیا۔“

”مطلب یہ کہ تم کو ہر ادا ان سلسلے معاملات سے کیا  
دوبیس رکھتے ہو؟“

یہاں ہمیں اپنے ہندوؤں میں ایسا جانا تھا کہ انھوں نے ہندوؤں کو گناہگار قرار دیا کہ جس بھی تمہارے خاندان کو کڑا اور ناقص کار ہو تو میرا معاملہ برا جود لست تم لوگوں سے رہا ہے مجھے جتن ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے ہو گے وہ یہی ماننے لگے ہیں کہ میں دیکھا ہوا کہ کچھ عیسائیوں میں تمہاری پوری کمالی سے قوت ہوں مگر تم مجھے صاف کر دو جسکو دوست تو ہیں اور صاف مگر تم سے کام ہو یا مجھے علم ہے کہ تم کمالی سے خستہ کرتے ہو تم سے خستہ ہو جاتے تھے یا تمہوں کی طرف۔ لیکن ماننا تھا ان کے کہ تمہوں نے ہندوؤں کی یاد پر شاید تم اس بات کی جنت نہیں کہ پاس تھے کہ تم نے اس کے اپنی خاندان سے کڑی نہ ہو مگر ہوا اور اس کے توبہ پر اپنی نکلی گئے تھے تمہاری بڑی جرم میں میں ماننا ہے کہ میں نبیات کو دینی اور بت پیدا کر چکا تھا کہ اب میں کہہ ماننا تھا ان کے سپرین انفراس میں ہوا اور اس نے فریج جنوں میں ماننا تھا ان کی کہ تمہوں نے اپنی ہندوؤں کی قوت کے صحت ماننا تھا۔ اور دو مری طبیعت کے آدمی سے اپنی ہندوؤں کے نام سے میں چاہتا تھا کہ وہ اپنے بڑے بھائی سے بھی اس کے کہیں بہت نہیں جیتی تھی کہ کہہ کر اس سے ملایا ہے وہ خاندان کی سادگی پر طرہ اس کے بلال کا ہے وہ صرف اللہ کی اپنی طبیعت ہے وہ اپنے جہان میں کہ میں اللہ کی طرف سے کہنا چاہتا تھا جب تم مجھے تو اسے جنت دکھاؤ۔ اتنا کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے لائے گی وہ کہنا

183







کردوں گا واحد۔ اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ہم کو کشش کریں گے کہ  
 سلیم کو اس مصیبت سے نجات دلائی جلد سے ہی صورت بھوت کو ہلک  
 کرنے کے بعد کیا ہوگا۔  
 ایک دوسری صورت بھی ہیں آپ کو پیش کرنا چاہتا تھا رانا  
 مسعود سے واحد بولا۔

”وہ کیا۔“  
 ”مجھے اُسی سے کہ رانا مسعود اپنی فراخ دل سے کام لے کر میری  
 کسی بات کا بڑا جتنی مامی لے رانا صاحب سلیم کے تحفظ کے لئے  
 یہی ضروری نہیں ہے کہ صرف ایک بھوت کو ہلاک کر دیا جائے  
 ایسے ہیے بڑوں بھوت رانا ممل میں پیدا ہوئے ہیں دولت بنگا  
 غریب شے ہے انسان اس کے بچے میں نہیں کرنا ایسی مصیبتوں کا  
 شکار ہوتا ہے کہ ان سے نکلنا اس کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے لیکن  
 اگر سلیم کی زندگی آپ کو عزیز ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ رانا صاحب  
 کی نفس و نشانی باقی رہے تو پھر آپ کو ایک اور کوشش کرنا ہوگی  
 رانا مسعود۔“

”میں کوشش۔“  
 ”مگر کوشش کو اس کا مامی باور دلانے کی کوشش اسے مامی  
 میں دلایں گے کی کوشش۔ یہ کوشش کہ وہ آپ سے دوبارہ نکلی  
 پر رانا صاحب جانتے۔“

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو واحد؟ میں نے اسے چھوڑ دیا ہوئے  
 کیا حالاکہ یہ بات نہیں ہے جتنی آسان بھی واحد نہیں جانتا تھا بڑا  
 ایک محووشی کی کوشش مگر اس کو اپنی زندگی میں شامل کر سکتی تھی  
 وہ تو اس بات کا اظہار کر رہی تھی لیکن ظاہر ہے میں کسی دھتور  
 کو اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا تھا۔“

”اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ رانا مسعود کہ  
 آپ دشمنوں کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیں ان کے زواہیں  
 پر پانی پھر دیں رانا صاحب مگر دولت اس کی جوتی کی ہے اور اس کے  
 ساتھ ساتھ اس کے بچے کی ہے آپ رانا سلیم کو اپنی تحویل میں لے  
 لیں گے دولت کے شعلہ ادا مالک آپ جو نہ کہ مذکور اس وقت  
 تک جب تک رانا سلیم جوان نہیں ہو جاتا اور پھر جوانی ہی سے یکیت  
 قابض ہے کہ اگر کبھی آپ کی جوتی ہوگی اس کی دولت آپ کی دولت  
 ہوگی اس طرح رانا مسعود صاحب سلسلے لوگوں کے حوصلے بہت  
 جو جاتیں گے اور آپ اس دولت کے واحد مالک ہوں گے آپ  
 میں دولت کا ذرا تصور کریں رانا صاحب۔ یہ کسی طرح اس دولت  
 سے کم نہیں ہے جو کبھی آپ کے خاندان میں تھی۔ آپ کہنے ہی پڑے  
 جو آپ کی بول کشائی کا سبب ہوں۔ لیکن انہی دولت آپ کے لیے  
 حاصل کرنا مشکل کام ہوگا۔“

”ہاں۔ میں جانتا ہوں۔“  
 ”ہم واحد کی بھی کتنا کتاب مجھے اجازت دیجیے۔“  
 ”پھر کہیں مانتا ہے کہ وہ واحد۔“  
 ”آپ کے حکم کا منتظر ہوں گا جب آپ حکم دیں مگر ہر جادو کو  
 تمہارا کوئی فون ضرور ہو۔“  
 ”ہاں۔ یہ تو نہیں۔ آپ لوٹ کر لیجیے۔ واحد نے کہا اور میں  
 اپنے اس کا فون ضرور فون لینا کر لیا تھا۔“  
 ”اس فون پر جوش ملے ہو؟“

”جی ہاں۔ اس وقت تک جب تک آپ دوبارہ طلب نہیں  
 کرنے۔“  
 ”ٹھیک ہے میں تمہیں فون کے مورقش سے ابھو کر دوں گا۔“  
 ”فون پر نہیں۔ فون کو شب بھی کہا جاتا تھا۔“  
 ”آپ فون کر کے  
 حرف لیے طلب کر لیں جلد سے اور آپ کے درمیان کو شکوک بھی ہوئی  
 آئیں سامنے بیٹھ کر ہوگی۔“

”ٹھیک ہے۔ واحد اپنی جگہ سے اُٹھ گیا اس کے جاننے کے بعد  
 میں گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ میں  
 فعل رخ سے شادی کر کے اس ممل میں بیٹھ جاؤں میری ماں اور  
 سے نا جائز کیا جاتی تھی ابھی تک تو اس نے اپنے کسی رادے کا اظہار  
 نہیں کیا تھا۔ میری جیسے بڑی جیسے، غریب کیفیت ممل واحد ہی کو سمجھ  
 چاہتا تھا۔ میری وہ حالت بھی مجھ سے کہہ جاتی تھی لیکن یہ کچھ یوں کہ  
 سے باہر تھا۔ کیا نہ چاہیے؟

”جنتا سوچتا تھا جی میری میں خود بتا دیتا تھا۔ میں  
 یہ سب کچھ تو نہیں تھا میں تو زندق کا ایک طویل سحر کے کے  
 یک مخصوص تھے تک پہنچ چکا تھا اس کے بعد تھیں زندگی باقی  
 رہتی تھی اسے سکون سے گزارنے کا خواہشمند تھا۔  
 کہاں سے کہاں شروع ہوتی تھی وہ کیا سب شیخ تھی تھی  
 سداں ہزار شہادت کا مالک اگر اپنے آباء دشمن سے  
 انتقام کے لیے تو یقیناً ہم عمر و امیں آجاتے اور اپنی زندگی  
 میں وہیں گزار دیتا۔ لیکن حالت میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی  
 تھی کہ ساری سمیت حال مجھ کو کہہ گئی تھی سداں سب  
 اس دنیا میں نہیں تھا کیا کیا جا سکتا ہے یا پھر یہ بھی لیکن  
 سب کو جس طرح میں لگا گیا تھا وہ بھی کیا گیا۔ ماکندو کا  
 وہ پراسر شخصیت بہت حسد زدک اور بیزاری بہت کے رادے تھے  
 میرے ذہن میں اگر کچھ اور سامی میں جلا جاتا تو پھر رانا خاندان  
 بھی بار بار تھا۔ جہاں ہر طرح منہ دوستی ہی تھی چاہتے نہیں  
 ان لوگوں میں سے کوئی موجود ہوگا نہیں لیکن کیا کیا جا سکتا

”یہ حالات اگر امارت دیتے تو میں اس لیے تلاش کرنے کی  
 کوشش کر سکتا تھا۔“

”لیکن۔۔۔ لیکن یہ میری اپنی شہادت اب ایسی ہے کہ میں  
 اپنے گھر میں مولا ہوں۔ میں تو ایک ایسے غریب شہنشاہ کا ایک  
 ممل تھا تھا تھا کہ اس کے ایک طویل سفر کے بعد میری منزل پر  
 لوٹ آنا کوئی مہربانی بات نہ تھی لیکن آج نہ گواہ تھا میرے باپ  
 پاؤں گواہ تھے میرے دل کی انگلیں گواہ تھیں کہ میں نہیں کاڑھیں  
 تھا میں سے جلا تھا جاتی تھی میرے بچے تھے ابھی تک میں تھی اور  
 یہ میرے لئے ناہقین ہونیکوں دوسروں کے لئے قابل یقین  
 تھے میں یہ سب کچھ تھی کرتی۔ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہی باہر اور  
 خان ہوں جواب سے ایک طویل عرصہ قبل یہاں سے گیا تھا  
 آخر وقت کچھ فوٹے تھے میرے لیکن مجھے وقت میں دل میں  
 ڈھلنا دیا گیا تھا یہ سب کچھ میرے لئے ہر شے تھا اگر کبھی  
 اپنے خدا کا حاشو دیتا تو محسوس ہوتا کہ زندگی بڑی عجیب سی  
 چیز ہے۔“

”جوانی دل میں آجائے سے کچھ جتنی مسرت ہوئی تھی  
 میرے دل میں اس کا احساس زندگی تھا فون بولتا تھا  
 جتنا جا رہا ہے کون مرنا جاتا ہے حالاکہ منشی انسان کو  
 نہیں کرتی تھی میں اب تمام حقیقتوں کو قبول کر لیتا تھا  
 کر لیا تھا لیکن اب جب کہ وہ دل میں مل گیا تھا تو دل نہیں چاہتا  
 تھا کہ اس کو گواہ یا جانتے ہاں ذرا میرے غمزدگی تھی

”ادب یہ سب کچھ میری مامی عمنہ کا غلط تھا میں  
 اسے کیے نظر انداز کر سکتا تھا اس کے حکایت۔ یہ جی لڑی  
 تو میں زندگی سے بہتر راستے تلاش کر سکتا تھا۔ ہاں وہ  
 زندگی ہے میں ابھی دنیا میں مزید گزارنے کا خواہشمند تھا۔  
 میری عمنہ نے مجھے برطرف کی آزاد دی تھی اس نے  
 مجھ پر کرتی ہاں زندگی ماند نہیں کی تھی فوہ میں اخلاقی حقد سے  
 گندہ جادوں خواہ کچھ بھی کرے ہوں۔“

”لیکن میری اپنی نظرت نہ اسی تھی میں حضور کے سامنے  
 عود میں رہنا چاہتا تھا عمنہ ہی اس کی باندی کی تھی میں  
 نے لیکن اب۔ اب کیا کرنا چاہیے گل رنگ کو میں وہ دھوکا  
 نہیں دے سکتا تھا۔ اول تو یہ رانا مسعود نہیں تھا اور اگر  
 ہوتا تو یہ سب کچھ میرے پس کی بات نہیں تھی۔“

”میرے لیے اس نے نہیں کیا کیا تھا۔ مروری نہیں تھا  
 کہ میں وہ سب کچھ اسی انداز میں کر لوں پہلے اس بھوت کو تو کھینچ

”لیکن اس سے قبل میں جی لڑی ہی شہنشاہ عالم سے کر لیتا  
 چاہتا تھا۔“

”جنتا خود میرے دل نہ لگتے تھے میرے شاہ عالم  
 طلب کیا اور اسے کہہ کر ایک تنہا گشتے میں پہنچ گیا۔  
 ”شاہ عالم! اب آئیں۔ کہہ سکتے ہیں تمہارے منہ لگات  
 ماننے کا تھیں ہوں۔“

”یہ کیا عرض کر سکتے ہوں رانا مسعود میری عمنہ کے  
 خادوں سے ایک ہوں۔“

”یہ بتاؤ رانا سلیم کی زندگی کے تحت کس کے لئے قانون سے  
 درخواست کی گئی تھی۔“  
 ”ہاں یہ خامی پائی بہت ہے جب شاہ رانا سلیم پر  
 دوسرا دستور لایا تھا تو میں نے خود کو پس میں پورے طور  
 کرائی تھی اس پر ترجمہ دی تھی مگر ممل میں جانتے تک پولیس  
 کے سپاہی جانی کر گئی میں پہنچ دیتے رہے تھے خود پولیس آئین  
 بھی بدستور کر دیا تھا کہ اسے کہہ لیکن وہ بھوت نظر نہیں  
 آیا اس کے بعد قضا نے اسے وہ ایک کافی عرصہ تک کوشش  
 کرتے۔ ہے اور میری سب کچھ مجھے ملے انہوں نے کہا یہ  
 سب جارا دم ہے ایسی کوئی بہت نہیں ہے اس کے بعد بھی  
 پولیس والے کوئی بار جارت ہاں آئے لیکن بہت کبھی اس  
 وقت نظر نہیں آیا جب پولیس کو گئی میں دوبارہ ہوتی تھی پناہجویم  
 ممل کی بھوت جی دکر کے اور اس کے بعد وہی شرسندہ ہوکر  
 بیٹھ گئے۔“

”ہوں۔ میرے یہ وہ بھوت پولیس ہی سچو دے کہ رانا سلیم  
 کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔“

”ہاں۔ پولیس سننے ناک بند کیا ہے میں نے نظر  
 کے لئے کہ سب کچھ جارا دم ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔  
 ”اور جو جانتے ہوئے۔ رانا پران کی اطلاع پولیس کو دی  
 تھی؟“

”نہیں۔ حالت کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ اس نے مجھ اس کی  
 گمانش کی لڑی؟ شاہ عالم نے جواب دیا۔  
 ”ہوں۔ تم لوگ نے بھی اس بھوت کو کہہ سکتا تھا کہ  
 کی کوشش کی؟“

”میں نے سوال کیا۔  
 ”نہیں صاحب۔ یہ میں کوئی بھی کوئی بھی اتنا دیر نہیں  
 ہے یہاں تک کہ میں گمانش ہی ہم لوگ بہت فوہ نہ۔ میں



ہیں سے، ایک تو وہ بہت کم نظر آتا ہے لیکن جب کبھی نظر آتا  
تھا تو اس کی ہر ایک حرکت ہر جگہ کی کسی کی نگاہ کی طرف  
پر محسوس ہوتی جو اسے بکھڑے کی کشتی کہتے تھے۔  
"ہمیں، جسکے یہ شاہ عالم اگر کوئی ایسی بات کہیں ہو  
جانتے تو نہیں کہنا، فراموش نہ ہو گا۔"  
"مجھے اور افسوس! شاہ عالم نے قحب خیرنگا جو اس سے  
بچے دیکھتے ہوئے تھا۔"  
"میرا مطلب ہے تم نے ہر فرد اس کوئی کی بہت خدمت کی  
ہے، رانا اعلیٰ میں رہیں گے، جتنا اس رانا ہے تبار کی  
یہ جو ہے اس لئے تم ایک بہت نورنگے ہو۔"  
"جسکے بعد ان کا وہ، لیکن اب بیکار آپ آگئے ہیں تو  
میں غائب سے پہلے ہی میں کیا تھا کہ میں اپنے آپ کو بہت  
سی خدمتوں سے محروم ہو کر رہا ہوں، مجھے تو آپ  
میں بہت بات دیکھ کر مجھے یہ کہنا چاہیے۔"

"وہی شاہ عالم و شہرہ کو کہہ رہی تھیں۔"  
"شہرہ کون ہے؟"  
"میری بھئی کا نام ہے۔"  
"اور یہی سہی میں بھول گیا تھا، کیا کہہ رہی تھیں وہ؟"  
"وہ ان صاحب میں بہت نہیں پڑا، دل کو پہنچ کر چاہیے۔"  
لیکن میری اس بات سے کہ میں آپ کا ایک اعلیٰ ملازم ہوں  
میں اگر آپ سے کوئی قول تو مناسب نہ ہو گا۔"  
"میرا مزاج بیکار کیا پہنچے ہو؟"

"خوشگوار ہے، یہی تم کو رانا صاحب، اور اسلئے شہرہ کا واحد  
محبت ہے جو میری بھئی کی نگاہ میں صاحب کے قحب رہتے ہیں  
اور وہ اس طرح ملازم ہیں لیکن نہ گھر اور نہ ہی کوئی  
وجہ آپ سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے گھر سے صاحب کے  
گھر سے ہی سہی ہے، صرف اس لئے کہ انہیں نہ پتا تھا کہ اس  
کا نام۔"

"ہاں جیسکے ہے، میں جانتا تھا لیکن وہ بیکار رہی تھیں؟"  
"میں نے شہرہ کے بارے میں پوچھا۔"  
"بہت نہیں پتا تھا، ان صاحب، لیکن کیا ہی ہو سکتا تھا  
میں، وہ کہہ جاتی تھیں کہ وہ شاہ عالم کے گھر سے تھیں تو بہت  
محلات کہہ سکتے ہیں۔"  
"اور یہ کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ میرے مکان کی ایک کھیت ہے  
لشکر الی (خیر) ہے، وہاں سے وہ صاحب دیا۔"

"ہے شک، لیکن ہر کوئی حق بہت نہیں ہے، کیا نہیں جانتا  
ہو تاہم، آج رانا صاحب، یہ سب کہہ کر تو رانا بھی باخبر ہے ایسا  
ہو تاہم، اس طرح اس کے مسائل حل ہو جائیں گے، آپ کو اس  
کا اندازہ ہے؟"  
"میں نہیں اس کا اندازہ ہے، شاہ عالم کو کھل اس نے ہر  
میرے بارے میں کیا کہیں گے؟"  
"کیا کہیں گے؟ شاہ عالم نے پوچھا۔"  
"یہی کہیں گے، اپنے بھائی کے عدالت پر جو کہ میں اس عدالت کی  
ظاہر میں، نہایت ہی صاف سے شادی کر لی۔"  
"میں نے رانا صاحب کیس کی بھائی ہے، یہ وہی اعلیٰ کی ہے، میر  
یہ سب کہہ کر ان کا معاملہ ہے، سنا عدالت کر کے وہاں کوئی سہارا  
ہے جو مناسب سمجھا گیا، شاہ عالم نے جواب دیا۔"  
"اور شاہ عالم نے اس مسئلے میں میرے کا مفروضہ دہرایا  
میں عدالت کو لے کر گیا، ات نہیں کہہ سکتا۔"

"میں نے رانا صاحب میں سے تو ایک خدمت کی حیثیت سے یہ پوچھ کر آپ  
کے عدالت میں رہی ہے، اس جوڑے کے لئے تو رانا بھی انہیں آپ  
بھی قحب ماننے ہوں گے، شہرہ کو رانا کو آپ ہی کا نام ہے۔"  
"رانا صاحب میں تو اس مسئلے میں آپ سے مدد کی کہ میں  
ہوں کہ اس طرح رانا عمل سے ملاقات، مول پر کہیں گے اور  
بہت سی باتیں بند ہو جائیں گی، شہرہ کو آپ میں طرح مناسب  
سمجھیں کریں۔"

"شاہ عالم کا بھی یہی شر ہے تھا۔"  
"نہی دیکھتے ہیں، اتیں ہیں ہی نہیں اب اس کے علاوہ  
اور کوئی ہمارا کار نہیں تھا کہ انہی کا وہ یہ مسئلے میں سہیل  
میں آخر کی شہرہ کے سکوں۔"

"جنا تو میں نے اس سے عدالت میں گھر کر کے اس کشتی کی  
وہ میری پہلی توکل ہے۔ اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو  
مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"

"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

"میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا  
وہ میری پہلی توکل ہے، اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو

"مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"  
"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

"میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا  
وہ میری پہلی توکل ہے، اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو  
مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"

"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

"میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا  
وہ میری پہلی توکل ہے، اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو  
مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"

"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

"میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا  
وہ میری پہلی توکل ہے، اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو  
مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"

"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

"میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا  
وہ میری پہلی توکل ہے، اس پہنچ گئی میں اس کے وجود کو  
مسوس کر سکتا تھا اس کا وہ مجھے ہر لمحہ اس کا احساس دلاتا  
تھا۔"

"مجھ کو کیا بہت ہے، ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

لیکن پانچ نہیں تھا، اشاروں کی چٹاؤں میں چاروں طرف  
خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کی روشنی بھیلی ہوئی تھی۔  
اور یہ رائے شاید ہماری کامیابی کی بات تھی کہ ان کی بارہ  
کے نزدیک پہلی بار میں نے ہی اس حقیقت سے اس کی حرکت محسوس  
کی تھی۔  
"واحد، جب میری آواز ان کا ایک ابھری اور وہ ہر دو شاید  
بیٹھے بیٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے، اچانک اچھل پڑا  
"کیا بات ہے؟"  
"وہ دو کھسکے، میرا وہ جھٹکا ہے۔"  
"کیا ہے؟" وہ کھسکا ہوا گیا۔

میں نے اس سے پہلے ہی تم کو مسئلے کو سن لیا

ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

189

ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"

ہر وہی میں آواز کاؤل میں ابھری  
نہیں میرے مسائل سے واقف ہو۔"  
"نہیں، میں روشن خیر تو نہیں ہوں، اس نے جواب دیا  
"میں تو ان کی بہت ہو گئی ہے، وہاں بہت سے ملاقات  
میں نے کیا۔"







نہانی کی کیفیت سے جانتے تھے۔ یہ سب کچھ کراہتوں اور نہیں تھا۔

”میک ہے۔ برا فورم آپ مجھ کو مبارکباد صاحب کی رہائش گاہ کی کشمکش کی مہارت دے۔“

”یہ تو بڑا مشکل ہے۔ اس معاملہ کے لیے شکر گزریں۔“ ڈی ایس۔ پی نے کہا پھر مجھے اور شاہ عالم کو ڈی ایس۔ پی کے ساتھ مل کر مانتا ہوں۔ رات کے پندرہ بجے اس نے مجھ کو بہت پریشان کر دیا۔ صبح اس وقت دوپہر کو کراچی میں موجود نہیں تھے۔ پھر شہینا کے بڑے بھائی اور اس کے گھر کا مالک ملے۔ شاہ عالم کی موت سے ایک ایک چپے کو دیکھ رہا تھا۔

”براغیر سامان تھا اس گھر میں۔ مسہری ایک میز چند کرسیاں ایک آئینہ کرسی، بیٹل پیس آتش خانہ بیٹل پیس پر ایک طاقتور یا جو گرائی میں تھا۔ اس میں ہاتھ والا تو ایک گول کیسیل ابھری نظر آئی۔ اسے یاد آیا تو ایک سمت کی دیواریں ایک آئینہ کے ساتھ دو دروازے نمودار ہو گئے۔

ڈی ایس۔ پی نے سڑک کی طرف اشارہ کیا اور ہم لوگوں کو ساتھ آگے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ ایک انداز کی گلی میں کاغذ تمام ایک اور کمرے پر ہوا تھا۔ یہ کمرہ اصل جگہ سے بہت دور تھا۔ کیونکہ رہا رہی کسی کافی لمبی تھی۔ اس سارے کمرے میں ایک بڑے صندوق کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ صندوق میں ساڑھے تین تھیں۔

ڈی ایس۔ پی نے دو کاسٹلین کو یہ صندوق کھولنے کا حکم دیا اور انہوں نے ڈھکن کھول دیا۔ خدا ایک انسانی ڈھانچہ رکھا ہوا تھا۔ اس کے پاس اس کا لباس بھی موجود تھا۔ یہ زمانہ لباس تھا۔

شاہ عالم نے یہ لباس پہن لیا۔ یہ اس عورت کا لباس تھا جسے انہوں نے بنا کر لائے تھے۔

”اوہ۔ اس کا مقصد یہ کہ وہ عورت یہاں سے فرار نہیں ہو سکتی تھی بلکہ اسے قتل کیا گیا تھا۔“

”ہاں۔ اس سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کمرے میں ایک اور دروازہ دستیاب ہوا۔ اس کے دوسری سمت تقریباً سی گز لمبی گز لائن تھی۔ یہ لائن خشک چڑی ہوئی تھی لیکن اس کا اختتام پندرہ گز پر ہوا تھا۔ انہوں نے قریب جہاں سے وہ بھوت نمودار ہوا تھا۔

”میک ہے۔“

”تقریباً ایک جگہ قبل۔“

”انہوں نے آپ سے ملاقات کر لی؟“

”ہاں میں جانا کی سے اندر گھس گیا تھا۔ پھر انہوں نے مجھے منع کیا۔ لیکن میں نے ان کا جھلسا ہوا چہرہ دیکھا تو وہ۔“

”یہ وہ چہرہ نہیں ہے۔ یہ تو بالکل صاف ہے۔“

”اب کیا کرنا چاہیے؟“ میں نے پوچھا۔

”میری باتیں ہیں۔ میں ڈی ایس۔ پی کو اطلاع دے دوں گی۔“

”یہ تو بڑا مشکل ہے۔ اس معاملہ کے لیے شکر گزریں۔“

”یہ تو بڑا مشکل ہے۔ اس معاملہ کے لیے شکر گزریں۔“

فراموشی کے مال۔ انہوں نے رانا بھائی کو کھانا کھانے کیلئے

رہا تھا۔ اس نے اس عورت کو کھانا کھانے کے لیے اس سے کہا کہ وہ نہیں کیا تھا۔ اور اس نے رانا بھائی کی اس وقت کو یاد پانے کے لیے

یہ سلیپنگ کمر کی تیار کیا کھانے کی تھی۔

ڈی ایس۔ پی نے بھی یہی غلطی کیا تھا۔ پولیس کی کارروائی میں ملوث رہی۔ سب کے خیالات ایسے گئے اور پھر رانا بھائی کی لاش پولیس ہسپتال پہنچی۔ رانا بھائی کی اس پر اس کے مالک کا دوسرا ایک آپ کا۔ ان کے محل گیا تھا اور میرا ایک مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

پولیس چلی گئی۔ مدینہ و حجاز اس۔ اس کا وہ بھتیجی کر دیے گئے تھے۔ شاہ عالم مجھے سنسنی دینے کیلئے یہاں تھا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا۔

”اب کیا ہوگا رانا صاحب؟“

”تمام مسئلے حل ہو گئے۔ اب سلیپنگ کمر کی طرف نہیں ہے۔“

”آپ رانا بھائی سے ملے تھے؟“

”ہاں۔ اور ان کا چہرہ دیکھا ہوا تھا۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔“

”خدا کی پناہ! آپس کیسے یہ چلا کریں ان کے پاس آنے کی کوشش کروں گا؟“

”میں نے انہیں بتایا تھا۔ واحد نے جواب دیا اور بڑے کانوں کے قریب جیسے ہم بچپن میں کھیلتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ گورکھنا گیا۔ پھر شکل میں نے کہا۔

”تم نے۔“ تم نے واحد۔ کیا تمہارا بھائی صاحب تھا؟

”وہ واحد فریاد ہے جسے رانا صاحب کی ایک ایک کارروائی معلوم تھی۔ دوسرے دور اس کا کھانا کھانا۔ یہ شخص میرے حوالے کر دیا گیا تھا۔“

”کیا کچھ اس کر رہے ہو؟“

”میں نے عرض کر دیا ہوں رانا صاحب۔“

”صاحب کیونکہ دوسری فریاد ہے جسے ایک اور ڈاؤ معلوم ہے۔ وہ واحد کے بھائی پر سکڑا ہوا ہے۔“







ہاں، کچھ سے پورے ایک ہفتہ بعد دیکھنا چاہئے۔  
 سوال کا جواب ہے۔  
 وہاں سے چھوٹ کر کہا۔ اور اس کا ہلکا سا  
 جھٹکا مٹا دیا۔  
 ہاں، دیکھنا چاہئے۔  
 مگر اس سے تمہارا کیا کام ہے؟  
 - اچھا آرام کرو۔ میں وقت سے پہلے نہیں اس بارے  
 میں کہہ سکتی ہوں۔ اب چلیے۔ آواز بلند ہو گئی لیکن  
 میرے لیے وہ سبکدوش، اچھی جگہ تھی۔ صبح صبح اس کا  
 جیسے جیسے اس کو کیا کام ہو سکتا ہے؟  
 لیکن اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہوتا ہے  
 انہوں نے کہا۔ حالات جوں کے توں رہے۔ واحد دو دن تک  
 ملے نہیں آیا تھا۔ میرے دل میں اس سے سرسری ملاقات  
 ہوئی، کوئی خاص بات نہیں کی اس نے۔ لیکن اسی رات گلی  
 سبک کے سوچنے کے بعد میرے کمرے میں آگئی۔ اس کا  
 چہرہ جذبات سے سرخ ہو رہا تھا۔  
 وہ اس سوراخ سے جذبات مری آواز میں مجھے مخاطب  
 کرتے ہوئے کہہ  
 - کوئی راز ہے؟  
 آپ نے سلیم کی زندگی بھر کا ذکر کیا۔ اسے کہتے  
 ایک نئی زندگی ہے دی۔ اس لیے تاکہ وہ آپ کا خون ہے۔  
 - یہ میرا راز ہی تھا۔  
 میرے لیے آپ کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں بھی تو  
 منظم ہوں۔ کچھ توڑیے گئے تھے۔ کیا میں بقیہ زندگی ایسے ہی  
 گزار دوں گی؟  
 - اس کے جواب میں میں نے صرف ایک بات کہہ  
 سکتا ہوں کہ راز ہے۔  
 - کیا ہے؟  
 - بہت بندہ نہیں اندازہ ہو جائے گا کہ مجھ سے منسلک  
 رہ کر تمہیں فائدہ ملے گا۔  
 - مجھے پتہ نہیں ہے؟  
 - نہیں، جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ محض حقیقت ہے۔  
 جس میں جانی ہوں کہ مجھے اب قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ  
 میں ہمیشہ سے ہی تھیں ہوں۔ میں نہیں سمجھتی کہ وہ گار  
 سوراخ آخر کار تم سے اکیسے میں نظر کرنے آئی تھی۔  
 - یہی تمہارے ہی خیال ہیں؟  
 - میں نے جواب دیا۔

سلیم کی سالگرہ قریب آگئی تھی۔ رانا محل میں ایک عورت  
 چکا تھا۔ لیکن یہاں کے کمپوزیشن سے اس کا تعلق نہیں  
 کیا تھا۔ رانا محل جو کچھ کہہ سکتے اس کے بعد اس سے  
 کوئی مسئلہ نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ سالگرہ پہلے ہی کر دیا  
 دھوم دھماکے سے منائے کا فیصلہ کیا گیا اور تیاران شراب  
 سالگرہ کے اعلیٰ پائے پر منائی گئی۔ سالگرہ اور بنا  
 رات جگہ پر تھا۔ یہ بھی اس میں برابر کا شریک رہا تھا۔  
 دوسری رات جب سوئے کے لیے بیٹا تو مجھے میری زندگی  
 آواز سنائی دی۔  
 - بار ایک کر رہے ہو؟  
 - اور ایک نہیں۔ تم سناؤ اس وقت کیسے ہے۔  
 - میرے کام کا وقت اب قریب آگیا ہے۔  
 - خوب! میں تیار ہوں۔ میں نے کہا۔  
 - تو صبر! یہاں سے بارہ میل دیر دوسروں کی مدد  
 ہے۔ جہاں کھڑے رات بھر سے سوئے ہیں۔ کل دوپہر تک  
 مجھے تم سلیم کو کسے کر سکتا ہوں۔ تمہیں اس میں کوئی دشواری  
 نہیں ہوگی۔  
 - کس۔ سلیم کو؟ میں نے جھپکی کر کہا۔  
 - میں تمہارے انداز میں کوئی چکا ہٹ برداشت  
 نہیں کروں گی۔ میں نے تمہارے لیے پیش و پشت کے وقت  
 کھول دیے ہیں، اور تم میرے کام میں انہیں محسوس کر رہے ہو۔  
 کیا نہیں دیا میں نے تمہیں؟ اور کیا چاہتے ہو مجھ سے؟ ایک  
 بار کہو منہ سے تمہیں میں دھیر کروں۔ اس کے باوجود تم  
 - لیکن میں تمہارے کام سے انحراف نہیں کروں گا۔ میں سلیم  
 معصوم بچہ ہے۔ اسے نقصان پہنچانا میرے لیے ایک بات نہیں ہے۔  
 - مل چکی ہیں۔ تمہیں تمہیں تمہیں کا کام انجام دے گا۔ اس کے  
 مجھے میں حکم تھا۔ اس کے بعد مجھے اس کی آواز سنائی دی۔ میری  
 پریشانی ہو گیا۔ دل کی حالت کچھ عجیب ہو رہی تھی۔ خود اپنی ذات  
 کے لیے اس طرح کیا تھا۔ کس طرح زندگی بدل گئی تھی۔ کیا تھا جو کیا تھا  
 کئی بار دل میں اک جھک سی آگئی تھی۔ یہ میری سرزمین تھی۔ میرے  
 لیے کچھ نہیں تھا۔ اب رہ جانے کون زندہ ہو۔ کون مر چکا ہو۔  
 اگر انہیں تلاش کروں تو شاید کسی کا پتہ چل جائے۔ لیکن میں ایک  
 انوکھے جمال میں جھپکی گیا تھا۔  
 اس کے بعد کا وقت صحت پریشانی کے عالم میں گزرا۔  
 کوئی بات کہہ نہیں آ رہی تھی۔ لیکن سالگرہ اور سالگرہ رات  
 کے سوچ بچار کے بعد ہی فیصلہ کیا کہ اس کی بات پر عمل کیا جائے۔

دوسرے دن میں اپنے اس ارادے میں پختہ تھا۔ البتہ میں نے  
 ایک فیصلہ اور بھی کیا تھا۔ اگر سلیم کی زندگی خطرے میں ہوئی اور  
 اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔  
 دوسرے کے کھانے کے بعد میں نے سلیم سے کہا۔ سلیم  
 تمہیں وہ بات یاد ہے جہاں ہم گئے تھے؟  
 - ہاں، کیوں نہیں؟  
 - اچھی تمہاری دیر کے بعد ہم وہاں چلیں گے۔  
 - جیسے۔  
 - ہاں، تمہیں وہ جگہ یاد ہے؟  
 - بہت۔  
 - تو جہاں تیار ہو جاؤ۔ ہم چل رہے ہیں۔  
 مجھے سلیم کا خالق سمجھنا تھا اور میرے ساتھ اس کے  
 بدلے پر کوئی غریبی نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ کسی نے نہ پوچھا کہ میں  
 سلیم کو کہاں سے جا رہا ہوں؟ اس نے کہا کہ میں چل رہا  
 دوسروں کی مدد کے لیے جا رہا ہوں۔ چنانچہ وہ چل رہا تھا۔  
 رہی تھی۔ اور وہ در در تک وہیں کھڑے ہوئے تھے۔  
 جب میں نے جیب یہاں رکھی تو سلیم بولا۔  
 - یہ کونسی جگہ ہے؟  
 - آؤ، تمہاری دیر تک کھڑے رہیں گے۔ دھوپ  
 بہت تیز ہے۔ نوراک جو اسے نوراک چلیں گے۔  
 - ٹھیک ہے، اٹھو! اس نے کہا۔ میں دل زور  
 تھا۔ کھڑے رہا۔ اس نے مجھے دھپا دھپا اس کی آواز سنائی دی۔  
 - بار! اٹھو تم۔  
 - ہاں، میں آگیا ہوں۔ میں نے کہا۔  
 - اٹھو! یہ کسی کی آواز تھی؟ سلیم نے پوچھا۔  
 - تم نے سننے؟  
 - ہاں، کوئی کسی بار کو پکار رہا تھا۔ مگر آپ نے اس  
 کا جواب کیوں دیا؟  
 - آؤ، سلیم! آجاؤ۔ میں نے کہا اور معصوم بچہ میرے  
 ساتھ آگے بڑھے۔  
 - چلے آؤ۔ اس طرف چلے آؤ۔ میری ناوید دوست  
 کی آواز تھی اور میں آگے بڑھ گیا۔  
 - یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟  
 - غاموشی سے چلے آؤ۔ میں نے کسی قدر خستہ ہو  
 کہا اور ہم کمر خاوش ہو گیا۔ آواز میری رہنمائی کر رہی تھی۔

اور کھڑے رات کے دندوں میں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی  
 مایہ میرے کمرے آگے چل رہا ہو۔ مجھے یہ بھی محسوس ہو رہا تھا  
 کہ میں اس مایہ کا کھلم کھوکھلا ہوں۔ میں اس کی آواز کے سر  
 میں گرفتار ہو گیا ہوں، اور اس کی آواز کی گھول کر میری سرشت  
 بن گئی ہے۔ میں اگر جاؤں گی تو یہاں سے جہاں نہ سکوں۔  
 لیکن جہاں تو وہاں سے بھی نہیں جاسکتا تھا۔ اس آواز نے  
 میری بڑی رہنمائی کی تھی۔ اس آواز نے مجھے اس کے ماحول میں ایک  
 نئی زندگی کی دیکھائی۔ اور سب سے جڑ تک بات یہ تھی کہ اس  
 نے میری جوانی واپس لے لی تھی۔ ہاں، انسان خوار کشتی کی غزل  
 کرے۔ اپنی ذات پر کشتی کی تہذیب کے غول پر دھماکے۔  
 لیکن جوانی بڑی درخش چہرہ کی ہے اور اس کے جانے کے  
 بعد یہ آواز وہی ہے کہ کاش: یہ نعمت چھوڑا ہی نہ گئے ہوتے  
 جوانی چھوڑا نہ گئے۔  
 لیکن مجھے تو ایک طویل زندگی مل گئی تھی جسے اپنی ذات  
 میں جو تبدیلیاں محسوس ہوئی تھیں انہیں میں خود ہی نہیں دیکھتا  
 سے نہیں دیکھتا تھا۔ لیکن میرے وہ حقیقت تھی۔ میں مل کر اس  
 منزل پر پہنچنے کے باوجود میرے اپنی عمر کے بہت سے سال  
 بچے کی طرف لوٹ گیا تھا۔  
 سلیم میرے ساتھ ساتھ آ کر ہمارا اب اس کے چہرے  
 پر غور کے انکار کر رہا ہے۔ مجھے بارہ تھے۔ شاید میرے  
 کشتی کے لیے اسے اور بھی زیادہ خوفزدہ کر رہا تھا۔ آخر میں  
 اس کے لیے اجنبی ہی تو تھا۔ بہر حال اب تک مجھ پر اعتبار کرنا  
 آیا تھا۔ اس لیے اس وقت بھی اعتبار کر رہا تھا۔ میں نہیں جانتا  
 تھا کہ میری ناوید مجھے کہاں سے جا رہی ہے۔ بہت سے  
 دھول اور بہت سی راہیں ہیں۔ گزرتا ہوا ایک ایک ایسی  
 جگہ پہنچ گیا جسے اس کوئی باہر سے نہ دیکھ سکتا تھا۔  
 یہ جس خاصا وسیع اور سرسبز تھا۔ چاروں طرف عراہیں  
 بنی ہوئی تھیں۔ ایک دریاں بارہ دوری میرے ساتھ تھی دریاں  
 میں ایک چھوٹے سے جہاز پر ایک جہاز آباد تھا۔ میں نے  
 اس جہاز کوئی توڑ نہیں دی اور وہاں کھڑے ہو کر بارہا  
 طرف دیکھنے لگا۔ سب ہی اس کی آواز تھی۔  
 - بار! یہ میرا نیا سکھ ہے۔ اس جیسے کے نزدیک پہنچو۔  
 اس نے کہا۔  
 اور میں جہاں سے دیکھتا ہوں وہاں سے اور ادھر دیکھتا ہوں اس  
 جیسے کے پاس پہنچ گیا۔ جہاز کسی عورت کا تھا۔ ایک بہتیت  
 اور کردہ عورت، انتہائی گھناؤنا چہرہ۔ خوب صورت  
 اس نے کہا۔



[illegible][illegible]

میرے ہنسنے کے سامنے غنیمت اور بھلائی  
 ہے جو اسے ہوں سے بڑھ کر کسی اور غنیمت بڑھ کر کسی  
 کی گردن غنیمت پر ہے۔ اور میری بھلائی کی گردن پر بھلائی  
 خیر اور خوں کا ایک قطر بھی نہ میری زرخیز ہوا ہے۔ یہ  
 تمہاری خوشی کا ہے۔  
 کیا کیا کی کہیں میں کیا کہیں ہوں؟ میں نے  
 دشت سے بھی بھلائی کی ہے۔  
 یہی بھلائی ہے تم سے بہرہ دارانِ ابد کی ہے۔  
 نے تمہیں غور کیا کہ تم نے عمل کیا ہے۔ میں نے  
 دیا ہے۔

میں سے جو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے، بارہواؤں میں کہ تم جانتے نہیں  
جو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ جو کہ میں کہہ رہی ہوں میں پر عمل کرو  
بارہواؤں میں۔ میں آفری۔ بارہواؤں میں کہہ رہی ہوں۔ اعلیٰ باجوہ  
اور ان وہاں سے فطرت میں۔ جو کہ میں کہہ رہی ہوں وہ کہہ رہی  
کی جیسا کہ آواز میرے حاکم کہہ رہے تھے۔ جو کہ میں کہہ  
رہی ہوں کہ وہ۔  
توہ ایک تیز ذہن کی رنگ میرے ذہن پر چھانے لگا۔  
میں نے اس کی رنگ میں۔ رنگ بوزا نہیں ہو رہا۔ میں نے اس کی  
کسی نہ تہی ہو رہی تھی۔ میری آنکھوں پر شرج رنگ۔  
رنگ تھا۔



ہاں امیر سے میر سے۔ تمہارے سلسلے میں ابھرتے  
موجود ہے۔ اس نے کہا، اور میں نے گردن ہلا دی۔  
میں نے اس غلشت کو اٹھایا بہت جلد کیا اور اپرا  
کے نیسے کو خون سے نیندا دیا۔ سفیدہ خیر خوانست تر ہو چکا تھا۔  
میں نے غسو کیا کہ اس کے اعضاء میں جیشیں ہو رہی تھیں۔ اس  
کے پونوں پہ پکی سی مسکراہٹ پیدا ہو گئی۔ میں دو قدم پیچھے  
بٹ کر اس جیسے کو دیکھنے لگا۔ خون کے قطرات سر سے پاؤں  
تک بہہ رہے تھے۔ لیکن ایک بھی قطرہ زمین پر نہیں گرا تھا۔  
نہایت ہی نظرات کو مذہب کو ہلا تھا۔ اور اس کے چہرے  
پر ایک عجیب سی تازگی و شوخ جابر ہی تھی۔ ہاں، یہ میرا وہ ہم  
نہیں تھا۔ پر نہ ہن بڑا احساس نہیں تھا۔ بلکہ یہ ایک حقیقت  
بتا رہا تھا کہ حقیقت تھی کہ اس کے اندر خیال میں تبدیلی  
سی پیدا ہوئی جا رہی تھی۔ وہ بوڑھے اور جھپٹا ایک نند خیال  
جو قصور و دیر پہلے نہایت کروہ نظر آتے تھے۔ اب قد سے  
بہتر ہو گئے تھے۔ لیکن قد سے ان کی کوسٹ اور کمر خنکی اور  
خوسٹ اب بھی باقی تھی۔ تب مجھے پیر کی آواز سنائی دی۔  
نہیں میرے لیے ایسے بہت سے کام کرنے ہوں  
گئے بار داد خان! اس کے بعد اس کے بعد میں نئی زندگی  
نیا حسن حاصل کروں گی۔ ہاں مجھے وہ سب کچھ مل جائے  
تھا جو میری ملکیت تھا۔ مجھے تم با تم میری سب کچھ مل  
گیا تھا۔ اور اب تم ہی مجھے میری جوانی اور حسن واپس دو گے۔  
یہ میرا فیصلہ تھا، اور اس فیصلے کے تحت میں نے تمہیں ایک  
نئی زندگی دی۔ ورنہ تم کیا سمجھتے ہو یا اس ورنے میں مجھ  
تمہارے بیٹ کی انتہا میں نکال کر رکھا جاتے۔ تمہاری۔  
آنکھیں نکال لیتے۔ تمہارے وجود کا ایک ایک ذرہ  
کر جاتے۔ لیکن میں نے تمہیں نئی زندگی دی ہے۔ میرے  
شکر گزار ہو یا ردا خان! میرے شکر گزار ہو میں نے تمہیں  
نئی زندگی اور نئی جوانی دی ہے۔“

انگل۔ انگل۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے  
 کہیں مار دیا انگل! انگل! انگل! میں نے کیا بھلا کیا تھا آپ کا؟  
 انگل! انگل! :  
 نہیں۔ یہ میں وقت سے چیخ پڑا۔ میرے چاروں  
 طرف انگل انگل کی پکار رہی تھی۔ میں نے اپنے دونوں  
 کانوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اچھ! کھیں سختی سے جھپٹ لیں اور پھر  
 وحشتناک انداز میں سنبھلیں۔ یہ وہاں کرتے ہوا رہا ہے اور کہا  
 چلت پڑا۔  
 یہ جسے وجود میں پیدا ہوئی ہوئی تھی۔ کانوں میں سائیں  
 سائیں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ سیرا دل میں چیخ کر نہ  
 تھا۔ میں نے بہت برا کیا ہے۔ بہت برا کیا ہے۔ آہ! بہت  
 برا کیا ہے جس نے۔ بہت ہی برا کیا ہے۔  
 میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ باہر نکلتے سات ہی بجے  
 جیب کھردری ہوئی تھی۔ میں نے جیب اسٹارٹ کی اور وہ اس  
 چل پڑا۔  
 اب کسی منہ سے رانا مل جاتا۔ میرے رانا غل جہاں  
 بٹھا دیا تھا۔ ہاں، میں نے یہی چاہا تھا دیا تھا جس کی  
 حفاظت کے لیے میں نے رہا تھا۔ کوئل کو روکا تھا۔ اس  
 وقت میں غل تھا۔ لیکن۔ لیکن میں تو اب بھی غل تھا۔  
 لیکن کون اتنا سیری بات کو۔ اگر میں وہاں جا کر کہتا کہ میں  
 مجبور تھا۔ میں نے کسی سحر کے نہ برا ہو رہا۔ سب کچھ کیا ہے  
 ہاں، میں نے افزائش کی خوشی ملے کے جاؤ کے منگنے میں جلا  
 کر سلیم کو قتل کیا ہے۔ تو سب میرا مذاق اڑائیں گے۔ سب  
 یہی سمجھتے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ سلیم کو قتل کرنے سے  
 میرے کچھ اور مقاصد بھی ہوں گے۔  
 ہاں یہ مقاصد تو کھل کر سامنے بھی آہاتے۔ اگر میں غل  
 سے شادی کر لیتا تو۔ اس کی تمام دولت فی الحال میرے تصرف  
 میں ہوتی۔ لیکن یہ خدشہ ہمیشہ میرے ذہن میں رہتا کہ عورتوں سے  
 عرصے کے بعد سلیم اس کا مالک و نگران بن جائے گا۔ یہ اس  
 کے باپ کی جاگیر تھی۔ میرا کچھ نہیں تھا۔  
 اول تو میں رانا سمود کی حیثیت سے ان لوگوں کو دھوکا  
 نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن اگر میرا کردیتا یہ سب کچھ میرے  
 قبضہ میں آتا۔ مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اب میں  
 اس محل کی طرف رخ بھی نہیں کر سکتا تھا۔  
 جیب کا رخ شہر سے باہر جاتے والی سڑک کی جانب  
 ہو گیا۔ میں جس جیب و در کے بارہا تھا۔ کافی دور پہنچنے

کے بعد میرے حواس کچھ کمال ہوئے۔ بیروں اب بھی  
دکھ رہا تھا۔ میرے پورے اعصاب براہ راست جھٹکا رہے تھے۔  
میں نے بوجھ ڈال دیا تھا۔ یا جیسے میں سادہ لباس اور سارا دن  
شدید مشقت کرتا رہا ہوں۔  
کیا سوچیں تھے مل دینے کے لیے کسی سلیپر پہ ڈال کر رہ گئے۔  
میں نے یہ سچا یہ کی کیا کہہ کر وہ بھی بڑی مظلوم عورت تھی۔ بڑا  
مظلوم بچہ تھا۔ کاش وہ میرے ہاتھوں نہ رہتا۔ کاش وہ۔  
میرے ہاتھوں قتل نہ ہوا کاش۔  
ضمیر کی پین نہیں بیٹھنے دے رہی تھی۔ صبر و تحمل بڑا  
بانا۔ باہر ہوں کے سامنے آجاتا تھا۔ لیکن ہر طرح مجھے اس کی  
کوئی شام نہ آتا تھا۔ میرا اپنی کوئی کوشش اس میں شامل نہ تھی۔ میں  
نویس۔ جو کچھ تھا میرے ہاتھوں نہ آتا تھا۔  
میں سڑ کر رہا۔ باکائی دور بیٹھنے کے بعد بیروں کے خیر بخیر  
کا احساس ہوا۔ وہ میری نظر میں بیروں کی تلاش میں مشغول تھیں۔  
کافی خاصے پر ایک بیروں پیپ نظر آیا تھا۔ میں وہاں بیٹھا جیب  
کی ٹکی نقل کرانی اور دائیں کر کے آگے بڑھ گیا۔  
میرا کوئی منزل نہیں تھی۔ میں جہاں بھی پہنچتا تھا۔ لیکن اس  
دروازے کے سفر کے بعد میں نے خود کو ابلی میں پایا۔  
میں باقی دروازے پہنچ گیا۔ میری پیشینہ کے بعد میں ٹھکا  
ماتہ اپنی رہائش گاہ میں آگیا۔ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو کر  
میں نے اپنے کمرے میں جہاں رہا۔  
فون کی دھڑکی سنائی دیتی تھی کہ اب ان الحفظ۔ کچھ میری نہیں  
آتا تھا۔ کہ کہا کر دیں۔ فون پر نہ رہا دست بوجھ رہا تھا۔  
کمرے میں بیٹھ رہے تھے۔ ابھی ٹھیک ہی دیر گزرتی تھی کہ ٹھیک  
وہی منہ کو آواز نہ آتی تھی جیسے بس میں جہاں چکا تھا۔ میں اسے  
اپنی نادرہ مسئلہ کہا کرتا تھا۔ لیکن وہ حقیقت وہ میری دشمن تھی۔  
میری بدترکی دشمن تھی۔ اب اس پر۔  
اپسراجس نے مجھے زندگی کی شدید آذیت میں گزار کر  
دیا تھا۔  
بابر وادخان کہتا تھا بالکل جو گئے ہوئے۔  
اب۔ میں بالکل جو گیا ہوں۔ تہے مجھے بالکل کر دیا ہے۔  
خونی ملک تو سچے پائل کر دیا ہے۔  
اگر تم نے یہ فعلی بائیں جانکی تو پھر میں تم پر  
صحت صبح دون کی۔ اور اس کے بعد تہارے ساتھ جو کہ ہوگا۔  
اس کے دستور تم خود ہو گے۔  
اب۔ میں تیار ہوں۔ میں مرنے کے لیے تیار ہوں۔



میں نے سوچا کہ کونسی طرف سے نہیں ہوتا۔ میری ذرا ہنسی نہ  
تھیں جو نہ وہ کام کرے کہ اسے وہ میری ساری زندگی کے  
بے کافی ہے۔ میری اپنے جی میں کسی کو بھی صاف نہیں کر سکتا  
میرا تو اس صوم میں نے تھوڑا سا بھلا ہوا ہوں۔ عجب اب وہ  
چنے اس صوم میں نے کونسا سے کہوں کہ وہ اس میں پڑتی  
اور ان کے لئے تھی۔  
- پر وہ دفعتاً: جیسے جو کہ میں نے کہا ہے اس کا حصول  
میرے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر میں اسے اپنی فکری زندگی نہ  
اپنی فکری زندگی ہی طرح موت کی خوشی میں جاؤں گی۔  
اور ان وقت کا شکریہ ادا کروں گی۔ بے حیات میری کے حصول کے  
لئے وہ سب کچھ کر لیتے۔ اور اس کے ذریعہ جو کہ تم میری  
لئے نہیں جی میری مقصد برائی کے لئے ملے گی کہ اسے وہ اس  
نے کہا۔  
میرا اس کے لئے: خدا کے لئے بے سوا کر دے۔ میں  
تیرے لئے نہیں کر سکتا۔ میں نے جو کچھ کر لیا ہے وہی میری فکری  
زندگی کے لئے کافی ہے۔  
- خدا دو میں تمام باتوں کو بھٹا دو وہ دونوں انسان  
ان کی فکری زندگی سے بھلا اور وہ اس میں کچھ بھی نہیں کر سکتا  
گی۔ دیکھو نہیں اتنا باوجود دشمن مٹا کر نہیں ہے۔ تم نے جو  
سے میری حکومت کیوں چھین کر لیں گے جس نے اس بے وقوف  
ذہنیت زادے کے پاس میری سرکونی کے لئے تم نے میرے  
قتل کے لئے ملین کا ساتھ دیا۔ وہ جب میں قتل ہو گئی تو میرا  
ساتھ تم نہیں لے سکتے۔ تم نے لے لیں تو تباہ کیا؟ اس کے لئے کی  
موت کے لئے تم نے اس قدر ہر ہر میری جو صدیوں کی کاوشیں  
اور صدیوں کی زندگی اپنے لئے لیں اس کا کوئی اس میں تباہی سے  
دل برداری نہیں ہے۔  
- تم - تم نے لفظ کہ جاؤ گئی ہو تم فکری ہو تباہیت  
کہ وہ صورت ہو۔  
- جب کہ اس سے کہا تو پتا چلا میری جو کوئی بھی ہو۔  
پر وہ انسان میں تم میرے دشمن بن کر کیوں آئے؟ تم نے لے  
نہا کہ تم نے میری نہیں ہو جاؤ تم کسی کو تباہ کر لیتے ہو؟  
میں اپنے لئے نہیں تباہ نہیں کر چاہتا تھا۔  
- کہو کہ بے جی میں ہی سلطان خدا کو کون تباہ کرے  
تباہ کر دیتے تھے؟ ایک عزیز آدمی کا بیٹا ایک جیڑ شخص کی اور وہ  
جہاں کہوں میرے لئے میری ہی گئے کہ میری تباہی کے لئے  
ہلکا ہوتے۔ تم اس کے لئے تھی جو بایا وہاں: اور میرے ہی

جیسا ہے۔ لوگ خود کشی بھی کر چکے ہیں مگر وہ مرنے ایک  
بڑا بڑا نعرہ بولی ہے۔ اگر اس نعرے سے کب لڑ بھی انہیں  
سنیں تو کمال جیسے نعرے کی بجائے زندگی کی آواز دے کریں۔  
چنانچہ موت کو اتنا انسان نہ کہو۔ موت بہت بڑا کچھ چیز  
ہے۔ میں جی زندگی کی خواہش ہوں۔ یہی انسان کی بات تو سنا  
میں نہیں یہ جانتا کہ نہ کروں گی کہ سنا اکی لاف ہے۔  
- تم کیا؟ میں اچھل پڑا۔  
- ہاں۔ وہ زندہ ہے۔  
- بلکہ - کہیں ہے وہ؟  
- یہ سوال غیر ضروری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔  
کافی ہے کہ وہ زندہ ہے۔ یہ وہ فیصلہ راز کی گمان ہے۔  
میرا بھی زندہ ہے اور وہ شخص جس نے میرے خلاف ایک  
طولی کا فتنہ یا فتنہ وہ بھی زندہ ہے۔ وہ سارے کراچی  
موجود ہیں۔ لیکن بے ایمان سے کہیں یہ وہ بھی نہیں ہے۔  
اپنے دشمن ملک کے لئے انتقام تو میں لے لیں گے مناسب وقت  
آنے پر میں اس کے لئے ایک ایسا ہتھیار تیار کر رہی کہ اس کے  
ہندہ کسی کھنچ پڑی کی طرح اس میں آجھنے۔ جس کے کسی کو  
معاذ نہیں کیا ہے۔ اور اس کے لئے تو سلطان میرے تختہ  
میں ہے۔ جس کے کھنچ کر میری ہوں تم نہیں جانے؟  
تم نہیں جانے؟ وہ میرے صدیوں کا پیار ہے۔ ہاں، یہ وہ وہ  
خان میں ہزاروں سال سے اسے چاہتی ہوں اب اس سے  
بہت چاہے۔ بہت چاہے۔ بہت چاہے وہ کب بار  
میرے لئے آیا تھا۔ یہ ہزاروں سال قبل کی بات ہے۔  
میں نے اسے دیکھا اور میری جان سے اس پر فتنہ ہو گئی لیکن  
وہ میری حکمت نہیں تھا۔ میں نے اس صورت کو تسلیم کر لیا۔  
میں نے جو سے پہلے اس پر فتنہ قائم کر رکھا تھا اور اس کے  
بعد وہ مجھ سے نفرت کرنے لگا۔  
- جیسے کہ اس کے اسے جس موت کی زندگی تیار ہو لیکن میں  
جانتی تھی کہ وہ اسے جو وہ چاہے اس کے لئے اس کی فکری  
بر سے تھی کہ اسے جو کچھ کہہ سکتی تھی وہ نہیں کہہ سکتی۔  
مجھے تو اس کا انتظار تھا اور ایک طویل عرصے کے بعد وہ آیا۔  
لیکن میرے ہی اس کے فتنے سے بڑا وہاں ایک اب میں  
اس دشمن کو دوستی میں بدلنا چاہتی تھی اس نے اس کے لئے  
اکانہ دیکھنے کے لئے  
میری ملک سے میرا کمرہ یا میری موت جیسے ہیں



وانتو ماہ میرے لئے صحبت بن سکتا ہے۔

میرے ہونے کے لئے عین تھا کہ اس پر اس وقت سے گی۔  
میرا غم نہ کھاتا۔ لیکن ہر طرف کے اس خوف کو میں  
نہ جوش نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے شراب کے چند ادھیگہ  
پیتے اور میرے دل سے یہ خوف بھی مٹ گیا۔ میں خاموش  
تنگر کھٹا۔

پھر شام نے سوچا کہ اب اس چوب کو اپنے ساتھ رکھنا  
مناسب نہیں ہے اسے یہیں بھونڈا جائے اور کسی سے  
گھر میں جایا جائے۔ یہ چوب میرے لئے صحبت بن سکتی  
ہے۔

لے کر باوجود اس بڑی کھجوری کا تھا چنانچہ میں  
وہیں ایک ٹیکس سے گھر گیا۔ شراب کا شہر ہی میرے ذہن  
پر تھا تھا۔ میں نے اپنے ذہن کو بلایا اور اس سے مزید شراب  
لانے کے لئے کہا۔ ملازم نے مجھے شراب لاکر دے دی تھی۔  
میں شراب اور اس وقت تک پیا۔ جب تک میرے  
حواس میرا ساتھ دیتے رہے اور اس کے بعد میں یہ کہہ کر  
بویا۔

میری زندگی کے معمولات پھر سے جاری ہو گئے تھے۔  
میرے کمرے میں پر وٹا اور سات سواری سے سلیم  
کے منت میرے ہاتھوں و آواز ہوئی تھی میں اس کے لئے  
انچے آپ کو بھی ملانے میں کہتا تھا رات کی نیکیوں میں  
جب بھی میں کا نہیں آتا تو میرے کالوں میں اس کی صوم  
بجھیں گے۔

اکل اکل میں نے آپ کا کیا بھڑکتا اکل میں نے  
آپ کا کیا بھڑکتا؟

میں نے چون چوہا، لیکن یہ مرفور کے لئے میں نے  
اب باقاعدہ شراب کا انتخاب شروع کر دیا تھا نہ صرف شراب  
بلکہ ہر وقت سے آواز کر دیتی تھی وہ میرا بہترین سہارا بن گیا  
تھوڑا سا کہ میں نے فوراً ساخا کہ یہ انتخاب کئے گئے تھے  
تاریت میں ہے لیکن میرے لئے تو وہ اس وقت بن گئی تھی بلکہ  
ہر اس سے کہتے تھے تھی میری زندگی کے معاملات  
میں کہ میرے کوئی خلا پیدا نہیں ہوا تھا ان میں اب میں نے  
منتظر رہتا تھا کہ میرا شہر اور کیا خاکہ غلام کی  
موت میرے نزدیک آگئی تھی صحت کے غم میں تھی کوئی  
تکلف نہیں تھی۔

کچھ گھنٹہ میں کہتا تھا لیکن میں صحت میں ہی

میری تقدیر حیرت انگیز طور پر میرا ساتھ دے رہی تھی میں نہیں  
جانتا کہ یہ میری تقدیر تھی یا اس کی مہر زمان میں گھومتے پر  
ماؤ لگا آتا ہے جتنا ہی ہوتا تھا۔

میں اب تک کہ میں ہونا ریس گمراہ میں بہت مشہور ہو  
گیا لوگ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے بڑے بڑے بھلاوری  
میرے گھیل پر جان رہے جاتے تھے وہ تجویز سے مجھے دیکھتے  
تھے میں جان بوجھ کر ایسے گھمراہوں کا انتخاب کرتا تھا جو  
مرل ہوتے تھے اور میں کے جینے کا کوئی امکان نہیں ہوتا  
تھا۔

میری کوشش تھی کہ کم از کم اندازہ تو لگاؤں کہ  
بہت کچھ کیسے ہو جاتا ہے لیکن جیت گینز تھی کہ وہ  
گھمراہ میرے حیرت انگیز جیت جاتا تھا جتنا میری ریس گمراہ  
میں مشہور کی جیت سے پہلے جانتے تھے لوگ مجھے گھمراہوں  
کا بخشاہ کیسے لگے نہ جانتے تھے کیا نام رکھ دیتے تھے ان لوگوں  
نے میرے بہت سے نو میرے اندر گری جکراتے رہتے تھے  
ان میں بڑے بڑے لوگ تھے وہ سب کسب اس بات  
کا اندازہ لگاتے کہ میں کس گھمراہ پر لگاؤں گا آہوں  
میں اب تک کہ میں کہہ کر اس کے جیک ہی میری وجہ سے پریشان  
ہو گئے تھے۔

ان کی کچھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کیا جاؤں گا اور ان  
چنانچہ میرے شہر میں اب لوگ کافی محتاط ہو گئے تھے لیکن  
یہ تو کبھی تھا کہ ان کو کچھ پریشان کیسے کر سکتا تھا اس سلسلے  
میں میری وہ بھی بہت سے لوگوں سے ہو گئی تھی میں کوشش  
تھی کہ ایک ہندو جان بھی تھا کوشش بہت خود دوست جوان  
تھا بہت نہیں کچھ طبیعت کا ملک مجھے اس کی طبیعت بہت  
پست آتی تھی۔

میں دوسرے لوگوں سے صرف ریس ہی سلام دعا کرتا  
تھا لیکن کوشش سے خدای منت ہی پیدا ہو گئی تھی میں اپنے  
اس سے اتنی خامی دوستی ہو گئی تھی میری ریس گمراہ میں  
ملقات ہوئی تھی میں ریس گمراہ میں کچھ نہیں جانتا تھا اس  
جب بھی دل چاہتا تو محفل سے اٹا کہ وہیں پہنچ جاتا آج  
بھی میں آتا ہوا تھا۔

میں بھی سے ہونا اپنی گاڑی میں بیٹھا کرتا تھا جس  
کے لئے میں صحت کے لئے خود کو رکھا ہوا تھا آج اب میری  
گاڑی ریس گمراہ میں کوشش ہو گئی تھی کہ میرے کچھ گئے  
گھر میرا انتظار کر رہا تھا۔

میلو ہر اس کی ریس میں متہارا انتظار کر چکا ہوں  
ہر ریس میں کیوں نہیں آتے بار بار اس سے بے باکی سے  
انتظار کرتے ہوئے کیا۔

میں کوشش میں بیٹے کے لئے کچھ نہیں آتا۔ مل گھمراہ  
ہے تو کچھ آ جانا ہوں۔  
میں نہیں جانتے ہوں ان کیسے کیا کھلا میں بھی رہتی  
میں بہت سے لوگ سننا سے منتظر رہتے ہیں تم جانتے ہو  
تو لوگوں میں ایک کئی زندگی دے جاتی ہے اس دن ریس کا  
لطف بڑھ جاتا ہے۔

فیروز تو تم لوگوں کی اپنی اخترا ہے وہ میں کس  
قابل ہوں۔

یار آؤ کہیں کچھ کر باقی کریں جے ریس شروع ہونے  
میں ابھی کافی دیر باقی ہے آؤ ہوں چلتے ہیں۔ وہ مجھے  
ساتھ لے کر گئے ایک دلیو دکان کی طرف بڑھ گیا ریس  
کو ریس کے خلاف میں بہت سے ریس تو دن بھر سے ہوئے  
تھے پر لیکن ریس تو دن کے کھنڈے میں آتا تھا میں ایک میز  
پر بیٹھ جاتا اور اس کے نیچے میری اجازت سے میرے لئے ایک  
شراب منگوا لیا۔

میں متہارے بارے میں کچھ ہی نہیں جانتا بارہوا  
فان ہمارے ملاقات میں کہ ریس گمراہ میں ہوتی ہے لیکن  
میرے خیال میں ہمارے درمیان اتنے فاصلے نہیں رہے ہیں  
کہ ایک دوسرے سے کوئی واقفیت حاصل نہ کر سکیں۔  
ہمارے درمیان بھی اتنا فاصلہ کافی ہے کوشش کہ ہم دونوں  
دوست ہیں۔

دوست نہ ہو میرے دوست! ابھی تو ہم صرف شناسائی  
کی حد میں ہیں۔

حد ہی میں اب تک بھی مقرب کر دی جائے انسان کی اپنی ہی  
کوشش ہوتی ہے۔

کیا مطلب؟ کیا تم مجھے جسے آگے لیتے ہو؟  
میں دوسری طرف کا آدمی ہوں کوشش مجھے ملانے کر باقی  
معدود کا نہیں ہی نہیں کرتا۔

میں نے اپنی طبیعت میں بہت دلچسپی لے لی ہوں اب میر  
دن کا ان چیزیں کر دے میں نے نہیں کہ تم ریس جیتے لوگوں میں  
جو میں میں تم سے متاثر ہو گیا ہوں لیکن یہ تم اس  
بات کو کہی کہ میں متہارے سے وہ بے دولت منگوا جاتا  
ہوں۔

میں کوشش میں یہ نہیں سمجھتا۔ دولت تو آتی جاتی ہے  
ہے کوئی بھی کہیں سے حاصل کر سکتا ہے یہ ساری باتیں ہی  
فعلی ہیں۔  
تو پھر تمہارے بارے میں میں تم سے سوالات کر سکتا  
ہوں؟

میں نے لیکن براہ کرم مجھے جواب کے لئے مجبور نہ کرنا  
اچھا ہیں کہ کہیں سوال کا جواب مناسب نہ سمجھتے  
ہوتے ہیں۔ یعنی کوشش کو کم از کم دوسروں سے متاثر نہ ہونے  
کا اختراع تو ضرور دے اس سے کیا اور میں ان کیسے ہوں کہ  
کے پیش میں مشروب کے چھوٹے چھوٹے گھنٹ لے رہا  
تھا اس سے بھی ابنا کلاسنا تھا یا چند گھنٹ لے کر بوللا  
تم اچھے اچھے کہیں رہتے ہو کچھ پریشان ہی کیا بات  
سے میں نے تمہاری شخصیت میں کچھ تشویش نہیں پائی۔  
میں کہ جس کی سلا سے اس میرے سے تم انتہائی صحت مند  
نوجوان معلوم ہوتے ہو لیکن ہمارے انداز میں ایک کچھ بھی سی  
کیفیت پیش پائی جاتی ہے۔

یہ وہ سوال ہے جس کا جواب میرے لئے ممکن نہیں ہے  
عین نے کہا۔

میں نے پچھلے دنوں کچھ پچھلا ہوا تھا دوسرا  
سوال تھا۔ میں نہیں کیا کہہ سکتے ہو؟

میں نے اس سے اپنا پتہ بتا دیا۔  
شکر ہے۔ اگر میں بھی تم سے ملنا چاہوں تو وہاں آکر مل  
سکتا ہوں۔

کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا۔

دوسری بات یہ بتاؤ کہ صحت کا متہارے زندگی میں کیا  
دور ہے؟

میری نہیں۔

لیکن میں نے جان ریس کوئی میں کچھ عورتوں کو نہیں ہے  
اور اگر وہ منڈلاتے دیکھتا ہے؟

اس میں میرا کوئی تصور نہیں ہے۔ میں نے مسک کر  
جواب دیا۔

اب خیر بات میں جانتا ہوں یہاں تو خواتین آتی  
ہیں وہ ابھی ان کی کچھ بول ہیں لیکن ابھی ابھی ان کی  
کی جن میں مردوں سے کچھ تشویش نہیں سمجھتا۔  
میں نے یہ کہی تو قہر میں دیکھا کوشش تم نے ہی کہہ  
لیا ہوں۔



کوئل کم سیرے بارے میں قرآن کریم میں جو ہے ہے۔  
 ایک عام سادگی جو کوئی اہمیت کوئی خاصیت نہیں ہے۔  
 مجھ میں آپ جس قدر کوئل کیا کروں گا وہ مجھ کو ہے۔  
 حاسنہ میں کوئل بھی نکالے گا کہ کرتا ہوں، اتنا چل کر۔  
 آج تم میں مجھ کو ہے کہ کوئل نکالوں :-

جیسی میرے سفر میں ہمیشہ ہر نشان دہی تھی اور  
 اترا تھے کوئی دس دن کھلونے بھی وہیں کوئی سی کم از کم  
 ایک کچی رنگا مے نہیں دیکھتے تھے کوئل کھڑا اچھے کھانا پرا

میر غنی بہ پیشابہ برقعہ سالہ تہائی شہر

207











۱۔ انیسویں صدی کے مسلمانوں کی زندگی سے  
 کہیں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔  
 ۲۔ مسلمانوں کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔  
 ۳۔ مسلمانوں کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

[illegible]

- مخبر کی مدد سے جو کہ اس کے احوال کے درمیان  
کلی چیزیں نہیں ہوتی۔  
جو کہ تم نہیں جانتے ہو جو یہ کہ خدا کا نام  
عادل کے لئے ہے نہ جو یہ کہ شیخ سعدی  
ذہین مشہور کو نہ جانتے ہو نہ کہ اس کے  
پرو و عیسویوں نے  
کاش و باریکی کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے  
ظہور ہے جس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے  
خبر کے لئے ہوں۔ ایک چیز ہے  
کیا اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے  
دشمن کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

[illegible]



[illegible][illegible]

سب سے پہلے یہ کہہ دوں گا کہ میں نے اس کتاب کو  
 لکھنے کے لیے جو کچھ لکھا ہے وہ سب اس لیے ہے کہ  
 خوشی ہو۔  
 یہاں پر یہ کہہ دوں گا کہ میں نے اس کتاب کو  
 لکھنے کے لیے جو کچھ لکھا ہے وہ سب اس لیے ہے کہ  
 خوشی ہو۔  
 یہاں پر یہ کہہ دوں گا کہ میں نے اس کتاب کو  
 لکھنے کے لیے جو کچھ لکھا ہے وہ سب اس لیے ہے کہ  
 خوشی ہو۔

دکٹر اور کاتبین کے گروہوں میں یہ تفریق کو جاننے  
 کے تو ہم کو تدارک استغناء ہو چکا ہے اور یہیت معمولی  
 معمولی دواؤں سے وہ اپنا علاج خود کر سکتا ہے۔  
 عالی جناب ڈاکٹر فری بی۔ گیت نے مجھ کو دکھانے  
 والی دواؤں جو مسو پیچٹک جو این وریس کے استعمال کے  
 طریقہ ہو یہ پیچٹک ڈاکٹر جو۔ ان کی کتاب قیمت صرف  
 ۲ روپے میں دے دی کر دے ہیں۔ اس کتاب کے بعد سے  
 غریب دکھار لوگ پیسے بچا کر بھر چہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں  
 وہ کتاب ان سے طلب کریں۔

تیل جتنی موجود ہو وہی تیلی قوت دیا کر ایسے  
سیڑیاں اٹھارو دو سو ستر اور تیلی ورتن وغیرہ کی مجموعہ قوت  
علم تشریح میں پہنچی بہت کم وقت اس بات سے واقف  
ہیں کہ حیات انسانی بھی ایک خود کار مگر منظم جسم سے  
متحرک ہے اور انسان ذہن واحد و روح کی امتداد بھی برقی  
قوت سے عمل پیرا ہے۔ تیلی جتنی بھی کوئی جلاو کا مسلم  
ہو، بلکہ ایک نفاذ جسم ہے۔ ایک جسم ہے جس کے قدرہ  
ایک انسان اپنے ذہن کو مطلوب انسان کے گذر اس سے  
سیوں کی بھی پہنچی جوڑ سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح  
جیسے ایک طاقت اور ٹرانزیشن سیر کے ذریعہ بالذات کم  
کی جاسکتا ہے۔

یہ حق سنسن شوق اور صحیح طریقہ پر عمل کر کے کوئی بھی ماحصل کر سکتا ہے۔ عمل ہی حق کے حق اور شوق کے ذریعہ بہت سے لوگوں کے گفت و گو اوقات محلانے کی حد تک شہرت پائی ہے۔ دنیا کا تلوں ایک ایسے ہی انسان کی کہہ سکتی ہے۔ میری رائے میں ہر شخص اپنی رو سے ایک مرقی وقت اور ذہن کے گزروں میں رہا جو پاکر ٹیلی جینی گما بھری سکتا ہے۔ میری نظر میں کہیں کوئی بھاری بھوری دینی سے خارج شدہ گناہ بدعتی گناہ ایک ممکنہ بدعت نامہ ہے۔

میری خدمت میں، تو اس لیے

214

۱۔ میری کھوپڑی کو تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۲۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۳۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۴۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۵۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۶۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۷۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۸۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۹۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔  
 ۱۰۔ میرے سر پر تیرے سر پر لٹکا کر دوں گی۔

[illegible]

کوشش و جدیت کے ساتھ صرف موقوفہ کرشنہ لکھ کر  
 یہ بروقی حالت کے لئے کہتے تھے۔ تب تو کہ یہ تھا کہ کوئی  
 مستحق نہیں کہ بروقی لیکن بہت تپتے ہوئے تھے۔ ہندوؤں  
 اس لڑکے کے لئے کہ وہ بروقی ہو۔ ہندوؤں نے اس قسم کا  
 اتنا تو میں نے کیا ہے کہ یہ ہے۔ ہندوؤں کو مکمل احساس  
 ہو چکا تھا۔ لیکن اس لڑکے کے لئے نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ ہندو  
 کو چھو دیتا۔ یہ کہ وہ نہ ہو سکتا تھا کہ وہ ہندو کو چھو دیتا  
 ہوتا۔ اس کے بعد وہ میں نے اس کو لکھ کر اس میں  
 شہادتیں سے بہت سی ہوتی تھیں۔ ہر شاہد اپنے ہندو  
 ہندو تھے۔ ہندوؤں کو نہ سمجھتا تھا۔  
 کوشش کے لئے کہ وہ بروقی ہو۔ ہندوؤں نے  
 سوچا کہ وہ تھا۔ ہندوؤں نے سمجھا کہ یہ ہندوؤں کے لئے تھا۔

[illegible][illegible][illegible]







218

اسے اسے کہے نامہ اس انسان جو میں نے تہیں ننگ کی  
تہا اظانوں سے پروردگار سے کیا نہیں سے تہا سے اس کے  
تاؤ کا کچھ نہیں ہے نہ اسے پاس اور نہ ننگ سے تہا کی کا  
مذا سے ہر وہ ہر وہاں کہ تو بہت بڑی بات ہے تم اپنے تہا  
گو کہیو اللہ سے کہہ کہیو کہ تو ہے تم میں اللہ میں تم میں  
فلست کی ننگ کہ اسے ہر جہاں کہہ کہیو کہ تو ہے تم میں اس  
بازہر تم میں ننگ سے تہا کا اللہ کہہ ہر وہ

پھر وہی کر سکتی ہوگی۔ لیکن مجھے ہنسی آئی کی خاطر یہ میں نے مزاحیہ انداز میں کہا تھا۔

فرخانی کا کوئی اندازہ یا احساس نہیں۔ مجھے تم وہم و جوش نے تجھے نہایت  
جس نے میری ہزاروں سالہ قدیم محنت سمجھ لی اور میں نے غصہ  
کہہ نہ کیا مگر اس کا تم میرے کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ جب چاہو  
میں چٹکیوں میں اسل دوں لیکن میں تم دو مری طبیعت  
کی مانگ ہوں۔ میں اپنے دشمنوں ہی سے اپنا کام نہ نکالنا چاہتی ہوں  
اور اب وہ مجھ کو کہہ دشمن کی مدد سے نکل کر چوتھے کے کون سے  
مراحل میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں سچائی تم خود میری استدعا کرنا چاہی

## ٲهنڌي مڃملي

رملو ایک جھوٹی بھلی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 اس میں یہ خوبی رکھی ہے کہ اگر یہ ماہی گیر کے جال  
 میں بھنس جاتے اور جال کی رسی ماہی گیر کے ہاتھ  
 میں رہے تو ماہی گیر اس کی ٹھنڈک سے کانپنے لگے  
 گا۔ ماہی گیر بھلی کے اس وصف کو جانتے ہیں پتا نہ  
 چاہ انہیں پتا چلتا ہے کہ ان کے جال میں رملو بھلی  
 بھنس گئی ہے تو وہ جال کی رسی کو دو رخت سے بانٹ  
 دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ مر جاتا ہے۔ پھر اسے نکال لیا  
 جاتا ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد اس کی ٹھنڈک وہی  
 صفت باقی نہیں رہتی۔







میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔

جس پر بہت مسرور و غمخوار رہی تھی۔  
 مسیحا کو ملایم و دلکش کرتے دیکھ کر مجھے کوتاہی ہو گئی۔

لغوی و معنی کے کمر میں کمر لگائیں اور کلام کے دواں

انہیں کیوں کہ جو خواتین سکون و آس کی سوزناں سے  
جہی سبب انہیں ہنر، باغی میں ہو کر کھیلے، وہ







کتابخانه

7  
8  
9  
10  
11  
12  
13  
14  
15  
16  
17  
18  
19  
20  
21  
22  
23  
24  
25  
26  
27  
28  
29  
30  
31  
32  
33  
34  
35  
36  
37  
38  
39  
40  
41  
42  
43  
44  
45  
46  
47  
48  
49  
50  
51  
52  
53  
54  
55  
56  
57  
58  
59  
60  
61  
62  
63  
64  
65  
66  
67  
68  
69  
70  
71  
72  
73  
74  
75  
76  
77  
78  
79  
80  
81  
82  
83  
84  
85  
86  
87  
88  
89  
90  
91  
92  
93  
94  
95  
96  
97  
98  
99  
100  
101  
102  
103  
104  
105  
106  
107  
108  
109  
110  
111  
112  
113  
114  
115  
116  
117  
118  
119  
120  
121  
122  
123  
124  
125  
126  
127  
128  
129  
130  
131  
132  
133  
134  
135  
136  
137  
138  
139  
140  
141  
142  
143  
144  
145  
146  
147  
148  
149  
150  
151  
152  
153  
154  
155  
156  
157  
158  
159  
160  
161  
162  
163  
164  
165  
166  
167  
168  
169  
170  
171  
172  
173  
174  
175  
176  
177  
178  
179  
180  
181  
182  
183  
184  
185  
186  
187  
188  
189  
190  
191  
192  
193  
194  
195  
196  
197  
198  
199  
200  
201  
202  
203  
204  
205  
206  
207  
208  
209  
210  
211  
212  
213  
214  
215  
216  
217  
218  
219  
220  
221  
222  
223  
224  
225  
226  
227  
228  
229  
230  
231  
232  
233  
234  
235  
236  
237  
238  
239  
240  
241  
242  
243  
244  
245  
246  
247  
248  
249  
250  
251  
252  
253  
254  
255  
256  
257  
258  
259  
260  
261  
262  
263  
264  
265  
266  
267  
268  
269  
270  
271  
272  
273  
274  
275  
276  
277  
278  
279  
280  
281  
282  
283  
284  
285  
286  
287  
288  
289  
290  
291  
292  
293  
294  
295  
296  
297  
298  
299  
300  
301  
302  
303  
304  
305  
306  
307  
308  
309  
310  
311  
312  
313  
314  
315  
316  
317  
318  
319  
320  
321  
322  
323  
324  
325  
326  
327  
328  
329  
330  
331  
332  
333  
334  
335  
336  
337  
338  
339  
340  
341  
342  
343  
344  
345  
346  
347  
348  
349  
350  
351  
352  
353  
354  
355  
356  
357  
358  
359  
360  
361  
362  
363  
364  
365  
366  
367  
368  
369  
370  
371  
372  
373  
374  
375  
376  
377  
378  
379  
380  
381  
382  
383  
384  
385  
386  
387  
388  
389  
390  
391  
392  
393  
394  
395  
396  
397  
398  
399  
400  
401  
402  
403  
404  
405  
406  
407  
408  
409  
410  
411  
412  
413  
414  
415  
416  
417  
418  
419  
420  
421  
422  
423  
424  
425  
426  
427  
428  
429  
430  
431  
432  
433  
434  
435  
436  
437  
438  
439  
440  
441  
442  
443  
444  
445  
446  
447  
448  
449  
450  
451  
452  
453  
454  
455  
456  
457  
458  
459  
460  
461  
462  
463  
464  
465  
466  
467  
468  
469  
470  
471  
472  
473  
474  
475  
476  
477  
478  
479  
480  
481  
482  
483  
484  
485  
486  
487  
488  
489  
490  
491  
492  
493  
494  
495  
496  
497  
498  
499  
500  
501  
502  
503  
504  
505  
506  
507  
508  
509  
510  
511  
512  
513  
514  
515  
516  
517  
518  
519  
520  
521  
522  
523  
524  
525  
526  
527  
528  
529  
530  
531  
532  
533  
534  
535  
536  
537  
538  
539  
540  
541  
542  
543  
544  
545  
546  
547  
548  
549  
550  
551  
552  
553  
554  
555  
556  
557  
558  
559  
560  
561  
562  
563  
564  
565  
566  
567  
568  
569  
570  
571  
572  
573  
574  
575  
576  
577  
578  
579  
580  
581  
582  
583  
584  
585  
586  
587  
588  
589  
590  
591  
592  
593  
594  
595  
596  
597  
598  
599  
600  
601  
602  
603  
604  
605  
606  
607  
608  
609  
610  
611  
612  
613  
614  
615  
616  
617  
618  
619  
620  
621  
622  
623  
624  
625  
626  
627  
628  
629  
630  
631  
632  
633  
634  
635  
636  
637  
638  
639  
640  
641  
642  
643  
644  
645  
646  
647  
648  
649  
650  
651  
652  
653  
654  
655  
656  
657  
658  
659  
660  
661  
662  
663  
664  
665  
666  
667  
668  
669  
670  
671  
672  
673  
674  
675  
676  
677  
678  
679  
680  
681  
682  
683  
684  
685  
686  
687  
688  
689  
690  
691  
692  
693  
694  
695  
696  
697  
698  
699  
700  
701  
702  
703  
704  
705  
706  
707  
708  
709  
710  
711  
712  
713  
714  
715  
716  
717  
718  
719  
720  
721  
722  
723  
724  
725  
726  
727  
728  
729  
730  
731  
732  
733  
734  
735  
736  
737  
738  
739  
740  
741  
742  
743  
744  
745  
746  
747  
748  
749  
750  
751  
752  
753  
754  
755  
756  
757  
758  
759  
760  
761  
762  
763  
764  
765  
766  
767  
768  
769  
770  
771  
772  
773  
774  
775  
776  
777  
778  
779  
780  
781  
782  
783  
784  
785  
786  
787  
788  
789  
790  
791  
792  
793  
794  
795  
796  
797  
798  
799  
800  
801  
802  
803  
804  
805  
806  
807  
808  
809  
810  
811  
812  
813  
814  
815  
816  
817  
818  
819  
820  
821  
822  
823  
824  
825  
826  
827  
828  
829  
830  
831  
832  
833  
834  
835  
836  
837  
838  
839  
840  
841  
842  
843  
844

شمارہ احمد دہلوی کے ایک مضمون  
سے اقتباس

مونا محمود جلالپور

226

باتیں سن رہے جو میراث الہی مرثیہ کی مائیکہ مہذب جڑ کھینچا  
نے اپنی مرثیہ لکھ کر وہ دیکھو کوئی نظر ہے یہ تہہ کون چہ

میں نے مذاق پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ یہی تو میری ساری زندگی تھی۔ میں نے مذاق پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ یہی تو میری ساری زندگی تھی۔ میں نے مذاق پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ یہی تو میری ساری زندگی تھی۔



تھک رہی تھی۔ گھر کے سامنے معاملات حسب معمول تھے۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو انگلی دھست کر لیا تھا۔ پھر میں نے حلازم سے پوچھا۔

"اس دوران کوئی بات تو نہیں ہوئی؟" اس نے عرصے کے بعد کہاں سے پوچھا۔

"نہیں تھا۔" میں نے جواب دیا اور وہ خاموشی پر مبنی نظر آ رہی تھی۔ وہ مکان سے اس سے زیادہ گفت و شنید نہیں کر سکتا تھا۔

اپنے کمرے میں جا کر بھوت بھوت کر رہا تھا۔ گھر پر آ رہی تھی۔ یہ اس وقتوں کے دھماکے بھوت رہے تھے۔ گھر پر آ رہی تھی۔ یہ اس وقتوں کے دھماکے بھوت رہے تھے۔

جس حالت میں اس نے اس کے ساتھ لیکن اب وہ میرے ہی بے رحم ہاتھوں میں تھا۔ اس کا شمار اب بھی کر رہی تھی۔

یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ لیکن اب وہ میرے ہی بے رحم ہاتھوں میں تھا۔ اس کا شمار اب بھی کر رہی تھی۔

اپنی زندگی بھر اس سے امت ہے اس کو کھتہ ہو کر رہ گیا۔ میں گرتا رہا۔ بہت کچھ یاد آ رہا تھا۔ ملاؤنگ سکان تارہ

شمال میں۔ آہ میں نے تارہ شمال کی ہم شکل کو ایک بار پھر خود سے جھکا کر دیا تھا۔ کافی دیر سے اس طرح گزرتی تھی کہ کوئی پتہ نہیں تھا میں نے غصے سے بولے تھے۔

"اپنے۔" میرے حلق سے دھست زدہ ہی آواز ابھر رہی تھی۔ اس کی کھٹکتی ہوئی سی ہنسی میرے کانوں میں ابھر رہی تھی۔

"وہیجہ سی ہوں اتنی دیر سے نہیں دیکھ رہی ہوں۔"

### خلیفہ کی قیمت

ایک دن ہندو رشید رسول کے ساتھ حمام میں گیا۔ خلیفہ نے رسول سے مذاق میں پوچھا۔ اگر میں غلام ہوتا تو اس حالت میں میری قیمت کیا لگتی؟

رسول نے جواب دیا۔ "پچاس دینار۔"

خلیفہ طعنے ہو کر بولا۔ "بگے! صرف یہ خند ہو میں نے باندہ رکھا ہے، پچاس دینار کچھ ہے۔"

رسول نے جواب دیا۔ "میں نے صرف تصدی کی قیمت لگائی ہے۔ وہ خلیفہ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔"

محمد ابراہیم جہلی۔ نہ گراوی

طرح دیکھ رہی ہوں۔ بے عیب ہو تم بار بار وہاں دیکھا کی ساری کامیابیوں میں نے تمہارے قدموں میں ڈال دی ہیں اور تم میرے اس چھوٹے سے کام سے اس طرح تمہارے ہو۔

"چھوٹا سا کام تو اسے کچھ نہیں کاڑھتا۔" میں نے کہا۔

تمہارے لغت کرنا ہوں۔ بلکہ لغت ہے۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض اوقات کچھ وقت ایسے ہی ہوتے ہیں جو لغتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"یہ ایسی دوستی پر لغت ہے۔"

"مجھے یہ سب کچھ یاد ہے۔"

"میرے بچا بھوتہ ہے۔ اپنا میرے بچا بھوتہ ہے۔"

نہیں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔ تو نے وہ ایسی سستیوں کو کچھ سے لٹل کرنا جو میرے لئے تھی۔

میرے ہمیشہ میں سے دل کا ڈھونڈ رہا تھا۔

"تو تھا۔" میں نے کہا۔ میرے دل کا ڈھونڈ رہا تھا۔

دیکھا یا ان سے ملنا ختم جانے ہو کر میں نے ان کے لئے کوئی کچھ نہیں کر سکا۔

خون سے تیار ہے جو کچھ تم مجھے چاہتے ہو وہ مجھے دیا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

جڑھاؤ تھے۔ تو ان میں سے وہ ہوتے ہیں۔ اس بات پر میں نے کہا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

ہاں۔ بار بار وہاں تم کہیں ہو۔ مجھے انیسویں انسانوں کے خون کے غسل کی ضرورت ہے۔ یہ خون میرے مسامات سے گزر کر میرے بدن میں اتر جائے گا اور میرا بدن جب بے پناہ قوت حاصل کرے گا تو میں ایک انسان بن کر رہا ہوں گی۔ اس انسان کو وہیں مجھے انیسویں دن تک آگ کا غسل کرنا ہوگا۔ اور جب میں آگ کے غسل سے نکلوں گی تو میں پھر وہی اپنی جہی ہوں گی۔

ہاں میری قوتیں میرے پاس موجود ہیں لیکن میں اپنا بدن حاصل نہیں کر سکتی۔ میں وہ قوت حاصل نہیں کر سکتی جو مجھے حاصل تھی۔

"اس کے حصول کے لئے مجھے اس عمل سے گزرنا ہوگا۔"

یہی میرا گناہ ہے۔ یہی میری قوت ہے۔ اور میں میرا گناہ نہ دیکھتا ہوں جس طرح بھی اس کے نام میرے لئے کام آئے ہوں گے۔

"میں نہیں کر سکتی۔" میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

"ابھی بات ہے۔ تم میرے لئے کوئی اور ذرا سے رہے ہو تو میں کا نتیجہ بھی جھگٹ لیتا۔"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

کی بار بار وہاں میں سے میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔

میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ اس کا نام اب نہیں دے سکتا۔







تو جہاں ایسا کرتے ہیں گناہیں گئے کہیں :  
وہاں کی ہر ذرہ کو یہ راز قہر بھی ایک کشتہ تین







پادک کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔  
"وہاں کا ماحول کافی خوشگوار ہے فائدہ کیا تھا۔  
کچھ دیر چل کر ہمیں  
"اس وقت تو مناسب نہیں ہے غم سواری کیلئے  
بچہ رہے۔ میں بڑی مشکل محسوس کر رہا ہوں۔ دلوں میں  
ہے جیسے منتوی دوس کے بعد شہر چل بھی نہیں سکتا۔  
"تھوڑی دیر آرام کرو اس کے بعد بہ کئی سواری کے  
ہوئے ہیں گھر میں نے کہا۔ اور فائدہ کروں جو وہی  
میں اسے ساتھ لے کر پادک میں آئی۔ پادک میں تھوڑا  
بھیلا ہوا تھا۔ اور وہاں کسی شخص کا وجود نہیں تھا۔  
نے پادک پر پادک کی ایک بچی پر چلا ہوا اس کا منہ گہرے  
سے گہرے جیسے جیسے جی اسی وقت بچی ہونی لگی۔  
"پادک وہاں اگر تھوڑی سی بات مان لو تو جہاں تک  
نیش کر رہے ہو تو بچی ہر سانس میں ہمارے قدموں میں  
میں بھی تو ہوں۔ کوئی ہوں میرے پاس پہلے بہت کچھ تھا۔  
سکین کے شوق نے مجھے پاگل کر دیا۔ مجھے پتہ نہ تھا کہ  
میرے ذہن میں ان افکار سے کچھ عیب سے احساسات  
جائ آتے تھے۔ میں بڑا بڑا ہوتا تھا۔ نہیں یاد آتی تو کوئی بھی  
یاد آتا۔ اور مشکل کے ساتھ ساتھ میری ذہنی حالت بھی  
میں نے ذہن پریشان کر کے رکھا۔ کوئی کس بھی ہوا کہ اس  
نے تو مجھے بہت بہتر دیا تھا۔ اس کی حالت میرے ذہن میں  
کا باعث بن گئی تھی۔ یہ بات بہت کچھ سناؤں کی ہر مشکل  
سے اس کا دل میں ہوتا تھا۔ لیکن اس کی ہر  
وہ کتنی خود دوست اور خوش حال ہو گئی میرے لئے سب کچھ  
تھی میں اس سے ہمیشہ کا حاصل کرنے کے لئے اب ہر کام  
کر سکتا تھا۔ کوئی بھی ایسی کوشش جس سے اس سے چھٹکارا  
حاصل ہو جائے۔  
بہت کچھ سوچا اور پھر حاکم آواز بھری  
"بس اب مجھے یہاں سے مجھے نیند آ رہی ہے۔  
"تم سو رہے ہو اور وہاں میں نے پوچھا۔  
"ہاں جی میں اس سے میں اپنے آپ پر قابو پانے ہوئے  
ہوں میں سو رہا تھا ہوں۔ اس کی غنودہ سی آواز سنائی  
دی تھی۔  
"میں نہیں ایسی پرسکون نیند۔ دل کا میرا دوست  
کو تو نہ کہ میرا دوست ہوگا۔  
"ہاں۔ میں سو رہا تھا ہوں۔ اس نے کہا اور میرا  
236

میں نے دیکھا تھا اس سے نہیں روکنا ہو سکتا ہے  
الغرض ہوش میں جب کرو وہاں بھی میں سکتا ہوں؟  
"وہ تو تمہارے لیکن بس حد تک۔ بچہ ۵ واہدہ  
کہا۔ میں دل میں سو رہا تھا۔ میری ہر سانس کا  
چاہتا تھا کہ وہ فائدہ مند بات تھی۔ چنانچہ میں نے اسے ہر ایک  
اور پادک پر ایک بار میں داخل ہو گیا۔  
"میں کافی سیڑھی ہوئی تھی میں نے ایک  
نالی میں مل گئی اور وہاں سے اپنے شہر اور میرے  
ایک مشروب چاہا۔  
"شہر کے چاروں طرف چنگ لینے کے بعد وہاں سے  
میں کی آنکھوں میں کتنی چمک رہی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ  
روکتے ہوئے کہا۔  
"اب بس کرو اور وہاں ڈیڑھ بج رہا ہے۔  
"ہاں یاد میں بھی کسی کوس کر رہا ہوں، تمہارا سہارا  
بہت اچھا ہے۔ لیکن اب اس سے زیادہ مناسب نہیں  
ہیں جو بھی چاہتے ہو۔  
"میں نے پادک میں جان لیوا ہوں۔ وہاں سے مل گیا  
اور میرا ہر نکلنے۔ باہر نکلنے والی تو وہاں کاش کچھ اور  
بڑھ گیا۔  
"پادک وہاں۔ تم غلط انسان ہو لیکن میرے ذہن  
بہت بات نہیں آتی، تم نے اس معصوم بچے کو کیوں قتل  
کر دیا؟  
"تمہاری کہ میں بہت سی باتیں نہیں آتی لیکن اس  
وقت سوچنے کیجئے گھر پر کرو۔ میں نے کہا۔  
"کوئی سواری بچہ دیا۔ اب لیکن اس کی موت  
فائدہ ہے کچھ اور میں نے گھر میں بڑی ہے۔  
"چلتے رہو سواری کی میں ہی جانتی ہوں میں اسے پہل  
لے چلا، اب میرے ذہن میں خوفناک باتوں سے  
اس وقت کوئی چھٹی میرے ذہن میں نہیں تھا جو وہاں سے  
کارآمد بات ہو۔  
"لیکن لیتے ہیں ہونے کے بعد میرا کام کچھ اور سامان ہے  
لیا تھا۔ اب میں اپنے مضبوط اظہار کے آہنی بچے ہی سے  
وہاں کو آ کر سکتا تھا۔ اپنے اندر بہت پیدا کرنا ہوا۔ ہم بہت  
سی سڑکوں سے گزرتے ہوئے ایک ایسی جگہ نکل آئے جہاں  
مستمان تھی۔ ٹرک ایک ہی ایک بالکل آ رہا تھا۔ میں نے امداد کو

یہ دیکھ کر کہ وہاں کسی انسان کا وجود نہیں تھا  
میں اس وقت ساکت تھی۔ وہ خوف کے پتے تک نہیں آئی وہ  
تھے تب میں حاکم کی طرف متوجہ ہوئی۔  
"مجھے اس سے بہت دور میں تھوڑی سی بات کے  
نے قتل کر دیا ہوں۔ اس کی موت کے بعد میں نے موت کا ہاتھ  
میں کھینچا ہے۔ میرے ہاتھ میں کی گزرتی ہے کہ وہاں  
کسی چیز کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اس نے میرے ہاتھوں کو  
اپنی گردن سے آٹھنے کی کوشش میں کی لیکن وہ میرے  
ہاتھوں کے ہاتھ کی گزرتی ہے جیسے تھے۔  
میرے ہاتھوں میں اس کے زخم سے جھٹکتے تھے۔ میں  
پوری قوت سے اس میں دباؤ ڈال رہا تھا۔ وہاں تک زبان باہر نکلی تھی  
وہ جرح طرح طرح کے دیکھ کر اس کی مدافعت باطل تھی  
یہ جان تھی۔ مجھے کوئی وقت نہ ہوا اور چند لمحوں کے بعد اس  
کی مدافعت بند ہو گئی۔  
"میں اس کی گردن سے اپنے ہاتھوں کی قوت بٹکان  
وہاں کوئی اور اس کی دھڑکن کو دیکھ کر وہاں حاکم کی  
بڑی طرح چھٹی ہوئی میں زبان باہر نکلی تھی وہ موت کی  
آغوش میں جا چکا تھا۔ اس کو موت کی نیند سنانے کے بعد میں  
نے وہاں ہاتھ بٹھائے۔ میرے کچھ خیال آیا اس میں نے  
جیب سے وہاں نکال کر اس کی گردن کو خوب بھی طرح  
سے دھڑکا۔ اس کے ہاتھ سے میری قوت بٹھانے کے نشانات بھی  
ختم ہو جائیں۔  
وہاں کا بدن ساکت تھا۔ وہاں سے قتل کرنے کے بعد  
بڑا سکون محسوس کر رہا تھا۔ میری ہر سانس سے وہاں سے میرے  
جنا کا کافی دور تک میں پہل چلا رہا تھا۔ اس کے بعد ایک کچی  
کا ہاتھ پھیل رہا تھا۔ ہوش کے کمرے میں میری گزرتی ہے  
ایک گہری سانس لی۔  
"جہاں کو مجھے میرے ہاتھ پر ضرور تھا لیکن اس سے پورا  
خوف تھا کہ وہاں سے میرے لئے ایک بڑی سی کیفیت تھی اور  
کہا تھا کہ وہاں سے میری کیفیت سے واقف تھا اور  
مجھے وہاں سے پہلے پہل سکتا تھا۔  
"کہاں اس طرح میں نے اپنی زندگی محفوظ کر لی تھی  
میں نے اس میں صحت کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس کا ہر  
بچاؤ تھا۔ میں اپنے آپ کو کسی ایسے درخت میں لٹکا رہا تھا  
جہاں سے میرے قریب وہاں سے کوئی موجود نہ ہو سکتا  
فرصت میں باقی سکون کی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔  
خدا کی کسی حیرت اب میری ہر سانس کی گت بہت دور تھی  
میں نے جھٹکتے ہوئے اور ایک سواری کی کوشش کی۔ میں نے  
نہاں ٹھوکر سے وہاں سے کچھ نہیں سکتا۔ میں نے اس کی  
سینہ پر ہاتھ لگا کر اس کی گردن میں قوت کے بعد اسے  
تھے۔ میں نے اس کی گردن میں قوت کے بعد اسے  
تھوڑی سی نیند آ رہا تھا۔ میں نے اس کی گردن میں  
تھا۔ اس کی ہر سانس میں قوت کے بعد اسے  
آواز تھی وہاں سے میرے قریب وہاں سے کوئی موجود نہ ہو سکتا  
فرصت میں باقی سکون کی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔  
"میں نے اس کی گردن میں قوت کے بعد اسے  
آواز تھی وہاں سے میرے قریب وہاں سے کوئی موجود نہ ہو سکتا  
فرصت میں باقی سکون کی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔  
237











242

ایک اسمت کہ میں انھیں میری کتاب کا مانتا ہوں مگر وہ  
 کہ وہ انھیں کہا انھیں سہ ماہی کے گولی میں سے اپنے منہ میں  
 ڈال لیا انھیں میری طرف سے تھا لیکن میں انھیں اٹھایا تھا انھیں







مجھے بتاؤ کیا کر کے دوسرا مسووی کر میں عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی؟

- جنہیں "میں نے جواب دیا۔
- کیا پوچھ رہی تھی کہ میں تم رہیں کیلئے تھے؟
- ہاں کیلئے تھا۔
- مبینہ میں مبادی تمام گاہ میں؟
- ہاں جی۔
- پھر تم وہی کیوں کہتے؟
- میں ایسے ہی سیر و سیاحت کی غرض سے۔
- تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہے؟
- نہیں۔

میرے بارے میں جو تم نے ذکر کیا ہے اسی میں کہیں ایک صداقت ہے؟

یہ حقیقت اگر تم کو معلوم کرنے کی کوشش کرو تو بتاؤ جبکہ حیرت سے چل رہا ہوں۔ میں نے جو کہو کیا غلط نہیں کہا ہے۔ بشرطیکہ تم سے معلوم کرنے کی کوشش کرو۔

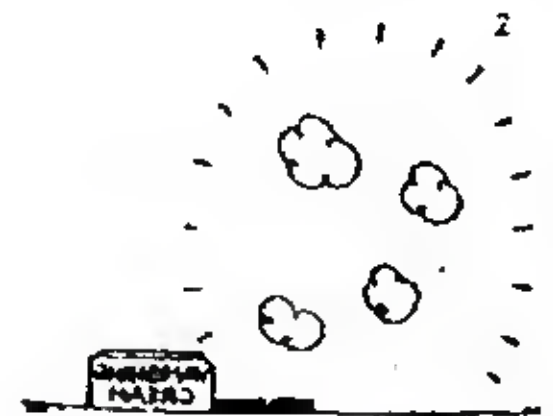
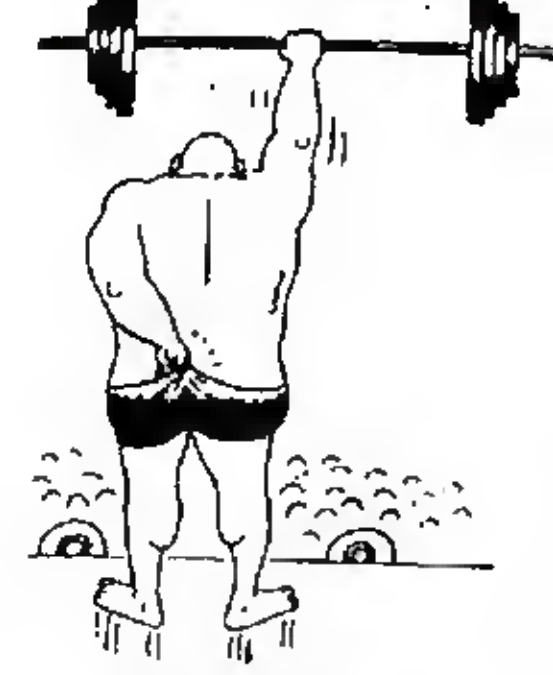
میں مندرجہ بالا میں نہیں پڑی تھی۔ تم اس طرح کہو وقت نہ لینا چاہتے ہو۔ واحد سے بیان تو نہیں سولی کو نکال کر لیا زبان تو تم کوئی چکے ہو لیکن اس نے اپنے جوارم کا احراز کر لیا ہے۔ اس نے کہتے کہ تم دوسرا مسووی کر رہے ہو اور وہاں تم نے اس کے کوئل کیا۔ اس کے بعد تم میری من آنے۔ یہی میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ تم یہاں رہی ہو گئے۔ واحد سے تمہارے کیا تعلقات ہیں۔ یہ میں نہیں جانتا۔ کاغذ کی وہ گولی تم نے نکل لی تھی۔ یقیناً کوئی اہمیت رکھتی تھی۔ بہر حال واحد کو کو اس مسئلے میں چھوڑنا نہیں چاہئے گا۔ جو اس کے صحت یاب ہونے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس دوران تم نے اگر زبان نہ کوئی تو دوسرے۔ جاؤ گے۔

"میں میں اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا کہ یہ سب پرکریں سے خود نہیں کیا۔ ایک پلازما ٹرولر کے زیر اثر میں کام کرتا رہا ہوں اور وہ پلازما ٹرولر تو اسے اپنے سے پرستے کیے لگی ہوئی ہے۔ وہ جو کہے اگر تم اس کے بارے میں جان لو گے تو تمہیں کہیں یقیناً نہیں کہے گا۔ اسی لیے میں کہہ نہ سکتا کی رخصت نہیں ہوا رہتا۔"

• مگر تمہیں زبان کو تیار ہے کہ دوست! اقرار کر رہے۔

• نہیں! میں نے کوئی نقل و نقل نہیں کیا۔ یہ سب معمول

## سدا دکھ کار در



کہو اس ہے۔ میں نے کہا۔ اور اس نے ہلکے جھک کر اشارہ کیا اور جھکا دیکر سے بیان پر کورسے پر ملنے لگا۔ پورے دن میں ایک آگ سی بھرتی ہو رہی تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ شہید شکیل کے احساس نے میری جان نکال دی تھی۔ لیکن میں نے ہونٹ چپے لیے۔ میں نے غصے سے کہہ دیا کہ یہ کورسے میرے بدن پر پڑ رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی اور ہے اور نہ جانے کیوں اس احساس سے مجھے کسی قدر سکون کا احساس ہوا میں نے واقعی غصے سے کہا کہ کورسے میرے بدن پر نہیں پڑ رہے۔ حالانکہ صبح میں اسے آپ پر غور کرتا تو پورے بدن میں آگ کی گھیر رہی ہوئی غصے سے کوئی عقیدہ نہ تھا۔ میری دوسری کیفیت مجھے سمجھانا دے رہی تھی۔ پھر کھانے کے بعد میں نے ہوش ہو گیا۔

ہوش آیا تو ذہن اپنے آپ ہی میں تھا۔ اذیت سے پری تھیں۔ نکل گئی تھیں۔ میں ایک فریضہ پر پڑا ہوا تھا۔ میرے نیچے چٹائی بھی ہوئی تھی۔ میرے آنکھوں میں سے دھیس اٹھ رہی تھیں۔

آہ! میں کہہ جاؤں کہ میں در دک سکا۔ بار بار بیٹے ہوئے ایک قیدی نے ہمدردی سے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تمہیں خوشیہ یہ بتا رہے ہیں کہ تم کی سزا دی جا رہی ہے۔ کیا کہلوانا چاہتے ہیں وہ؟"

سوچا آرام سے سوچاؤ۔ کچھ نہیں کہلوانا چاہتے ہیں۔ تم سوچاؤ۔ میں نے در دک سے کہا۔ وہ قیدی نے ہاتھوں کو بٹھا دیا۔ کسی کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ چہ نہیں کسی خیرا انسان نے عدالت سے مبارزہ نہ کیا تھا۔ مجھے عدالت میں ملے جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ آئی تھی۔ اس مسئلے میں یقیناً انہوں نے کوئی خاموشی کا ردعمل کیا تھا۔ یا پھر یہی ممکن ہے کہ کوشش اور اس کے بدلے اسے جیل کے واسے کو رہا کر کے رہا کر دے۔ عدالت میں اپنا کوئی تعلق رکھا رہا ہو۔

بہر حال مجھے پتا چل گیا کہ خاتون میں کہا گیا۔ میں نے اپنے بیان کی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی۔ لیکن سلطان وکروں سے بھی کچھ نقل و نقل نہیں کیا۔

پانچویں دن مجھے خاتون سے جیل میں منتقل کر دیا گیا اور وہ انیل کے ساتھ لے لیا گیا۔ انیل میں ایک کوٹھڑی میں کچھ قید کر دیا گیا۔ میرے اوپر نہیں پڑا۔ وہ کچھ اٹھا۔ وہاں اس کوٹھڑی میں نہ سہ سہ کوئی نہیں تھا۔ جس کا رچی اور ناناوشی باجراں زلف کی اذیت میں پراسب ہوا تھا۔ لیکن میرے زخم

پر زلف کی فٹ سے سہ تھے۔ چھٹی اور ساتویں رات میں مجھے خاتون سکون محسوس ہونے لگا۔ اس رات میں چھٹی آپ پر غور کیا۔ اور ایک بار پھر پیر ذہن ڈالنا ڈولی ہونے لگا۔ ابھی میرے ذہن سے جو کچھ گزرا رہی ہے اس میں مجھے کیا غور کر سکتا ہے۔ مجھے اس کی رشتہ کے مطابق کام کرنے رہنا چاہیے۔ اس میں کیا سرچا ہے۔ ویسے ہی تو زندگی جا رہی ہے اور اب میں اپنی دنیا میں کیسی دائیں نہیں لوٹ سکتا۔ سلطان اور دوسرے لوگ کہنا کہ کھانے کے لئے کوئی میری دیکر نہیں آ سکتا اس لیے اب ان تمام مسئلوں میں چھٹا ہے کا ہے۔

ابھی رات جب تک سنان رہا تھا۔ واقعی مجھے کوئی زلف نہیں تھی۔ لیکن میری اپنی زندگی سے مجھے کہیں کا نہیں رکھا تھا۔ اور میں جانتا تھا کہ مجھے بالآخر ایک دن۔۔۔ پچاسی پر چھٹا ہو گا۔ ذلیل عدالت کہاں رہتی تھی۔ خدا کی نافرست کرے۔ میں نے کہا ہے کہ کھانا اور دفعتاً میرے ناول میں ابھی رہی تھی۔ پچاسی مجھے اپنا کچھ خیر کی کے ایک کونے میں نشانی دی تھی۔

آہ! تو تم یہاں موجود ہو۔ میں کہاں جاؤں گی جان ہی نہ آئے۔ وہ کھانے جاؤں گی۔ تمہارے بارے میں تو مجھے عقل معلومات رکھنا چوتی ہیں۔ میں موجود ہوں۔ کچھ کیا بات ہے؟

مجھے اس کرپ سے نجات دلانے۔ مجھے اس اذیت سے نجات دلانے۔ میں تیری ہر بات پر عمل کر رہی ہوں۔ میرے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ آہ مجھے اس عذاب سے نجات دلانے۔

کیا واقعی یہ کچھ ہے جو تم؟ میں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں اب جیسے ہے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔

سوز کو بار بار دہانا!

سوچا میں نے میرا! میں نے سوز کیا ہے۔ میں کھانا ہوں کہ میں جیسے چھل سے کسی نہیں نکل سکتا۔ میں نہیں نے تو میری دنیا پر باد کی کئی بار دوا خانہ اب تم ہی میری دنیا آباد کر رہے۔ بہر حال ٹھیک ہے آزاد ہو جاؤ گے۔ ناکست۔ وہ دوا خانہ تھا۔ یہ اس زندگی میں کچھ جدیدیاں رہنا ہوں گی۔ تم ایک مفرد رہ رہو گے۔ نہیں رہنے کی لگا ہوں سے چھٹا ہو گا۔ لیکن اس مسئلے میں میں نہیں ایک ترکیب بنا سکتی ہوں۔ میں نہیں ایسے لوگوں کے پاس پہنچا



دونوں کی جو نہیں ایک نے نام سے یاد کر دی ہے اور بھاری زندگی میں کہ دوسرے سال بھی شامل ہو جائیں گے لیکن ان کے ساتھ تم بھی کرو گے کہے: یعنی کرو گے۔

مگر لوگ ہیں وہ اور میں یہاں سے کیسے نکل سکوں گا؟ یہ نہیں بلکہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں اور تم کیسے نکل گے لیکن میری ایک بات سنو، تمہارا نام کیا ہے؟

وہ افسانہ نہیں بلکہ تم شہر جو شہر کی حیثیت سے نہیں ہے نہ کہ دارمیں ہے۔ میں نہیں اسی کے بارے میں اطلاع دیجیے کہ وہ کون کیا ہے۔ تم کسی سامنے میری یہاں مست رہنا، جو کہ وقت کی ضرورت ہوگی، میں تمہارے کالوں میں اندھنی نہیں کی، تم وہی سب کچھ ہی جانتا ہو وہ لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں نہیں بہت سی جگہوں پر یاد رکھنا کہ میری زندگی، اس کا اہمیری کے قریب رہنا ہی نہیں ہے اگر تم نے اپنے آپ کو شہر و دیہات کی تو جہر شہر کی حیثیت میں گرفتار ہو جاؤ، اس طرح قتل کے جرم کے ساتھ ساتھ جیل سے فرار کے جرم میں بھی جلائے گئے۔

ٹھیک ہے تو میرا نام کیا ہو گا؟

ہاں، شہر، اور شہر کی حیثیت سے نہیں بہت سے نئے کردار ہیں گئے، اسے ایک کو اچانک کی کوشش سے مت کرنا، جس طرح ملاقات کیے رہیں، وہی ہی ہی رہا۔ تمہارے دل کے داغ میں سب کچھ آتا ہے گا۔ جو تمہاری فزیت ہوگی، میں اس مسئلے میں تمہاری مدد کرتی رہوں گی۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ہر بات پر عمل کروں گا۔

تو میں آج کی رات گزار لوں گا میں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کے بعد آواز بند ہو گئی۔ میرے دل کی خوشی کا کوئی جذبہ نہیں تھا۔ یہ سب کچھ تو میں نے یہاں ہی کرنا تھا، میں اس کم کھٹ کے لیے حل و فارت گری نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن اپنے بچاؤ کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں تھی۔ یہ لوگ تو اذیت دے دے کر مجھے مار رہے تھے۔ اور پھر مجھے اس زندگی سے محروم ہونا پڑے گا۔ زندگی بڑی حسین ہے جوتی ہے۔ کوئی بھی مرنا نہیں چاہتا، میں بھی مرنا نہیں چاہتا۔

فائدہ حال کہ میری زندگی میں اب یہ کچھ کیا گیا تھا۔ لیکن بار بار میں جذباتی ہو جاتا تھا، اس لیے کہ میں جانتے کے بعد میں اپنا سب کچھ کو بھٹاتا تھا۔ اگر اس کا مات اتنا رہتا تو شاید میں بھی اس زندگی گزار دیتا۔ اور اب یہ کچھ نہیں تھی۔

بہر طور رات کسی کسی طرح گزاری۔ دوسرے دن صبح کے ناشتے کے بعد بیٹھا ہی ہوا تھا کہ دفعتاً جیل کا ایک آدمی میرے پاس پہنچا اور مجھے کوٹھڑی سے نکال لیا۔ کوٹھڑی کے بعد مجھے جیل کے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ جیل ایک شہر تھو اور فساد پر آمیز تھا۔ قہار تھا، اور شعل و صورت سے سدھاماد اشریت آدمی نظر آتا تھا۔ اس کے سامنے ایک پولیس والا شخص بھی بیٹھا ہوا تھا، جس کا بدن بیماری تھا۔ ہاتھ کٹنے سے لے کر کوٹھڑی تک زخم کا ایک گہرا نشان بنا ہوا تھا۔

گال ٹری طرح جھوٹے ہوئے تھے۔ سن و نوش میں خاما زبردست تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر سسکاتے ہوئے کہا تھا۔

یہی ہے ہر شہر وہی ہے۔

مگر مناسب: یہ تو بار بار وہاں کے نام سے یہاں آیا ہوا ہے۔

کہتے ہیں، سب کہتے ہیں، جیل جی! تم مجھے جیل سے روک کر میں کون ہوں، کیا میں فلاں کہوں گا؟

نہیں، خان! تم فلاں نہیں کہہ سکتے، لیکن میں کیا جواب دوں گا؟

جیل، میرے مسئلے میں کوئی جواب دینے کی ضرورت رہ جاتی ہے جو اس بارے میں پوچھے اس کے سامنے تم میرا نام لے دیا۔

ٹھیک ہے خان بابا! تم سے ملے جاسکتے ہو۔

میں حیران رہ گیا کہ جو کچھ میں نے آسانی سے ہوا تھا، میں یہ سوجھ بوجھ نہیں سکتا تھا۔ میرے لیے تو بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے تھے۔ پولیس آفیسر اور دوسرے لوگ میرے لیے بنائے کیا کیا کر رہے تھے۔ بہر طور یہ شخص جو خان بابا کی حیثیت سے آیا تھا اور جس نے مجھے شہر و دیہات کی طلب کیا تھا، یقیناً کوئی ایسا ہی آدمی تھا جس کی اطلاع مجھے ملے دی تھی۔ چنانچہ میں نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس شخص نے مجھے سے نکال دیا۔ میرے سر پر ہاتھ پیرا اور مجھ سے کہنے لگا۔

”ہاں کیسے سچے گئے تھے یہاں، شہر تو اپنا کسو کے قابو میں آئے وہاں نہیں تھا۔ جلا وطنیت سے لوگ ہمارے منتظر ہیں۔ ہم آج ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ بڑی مشکل سے پڑ چلا تھا کہ تم یہاں جیل میں موجود ہو۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے میرے کان میں گھس گھس کر رہی تھی۔ اور مجھے تمام ضرورت حال بتا دی تھی، اور اسی صورت حال کو سن کر میں

دھمک رہا تھا۔

میرے تو ذاتی شخصیت ہی بدل گئی تھی۔ مجھے ایسے ایسے کردار ادا کرنے تھے کہ خود میرے لیے ممکن نہیں تھے۔ لیکن اس کے زیر ہدایت مجھے وہی کچھ کرنا تھا جو وہ یہاں بھی کر رہا تھا۔ مگر ان کے خلاف اس کے علاوہ میرے لیے کوئی اور جگہ موجود نہ تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ میں زندگی میرے لیے کیسی ہوگی۔ ناں! اچھے جیل سے باہر نکال دیا تھا۔

باہر نکل آئے کے بعد وہ باہر نکل گیا۔ میں لگتا تھا جیسے اس کی شخصیت ہی بدل گئی ہو۔ باہر کی دنیا بدل دی تھی۔ میری جگہ جی، یہاں جیل کے سب کچھ تھے نہ میری کہیں نہیں نہ پتھر کی دیوار، نہ اس کے سامنے، چوڑی سیاح سڑکیں، بلند دیواریں، جہاں تھے نیچے لوگ، وہاں تھے جھوٹے یہ تمام منظر چند ہی دنوں میں مجھے عجیب سا نظر آتا تھا۔

میرے قدم گروہ میں نہیں پڑ رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں میں ایک لرزش سی تھی۔ پتہ نہیں یہ خواب تھا یا حقیقت جو کچھ مجھے رہ گیا تھا وہ خواب تھا جو کچھ سامنے موجود ہے وہ خواب ہے۔ اس لئے میری ساری ذہنی صلاحیتیں نہیں لی تھیں۔ مجھے خوف سا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے نیند سے بیدار نہ کرے اور میں دوبارہ وہاں کے لیے نہ چھوڑا جاؤں۔

خان میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی سبب زندگی مجھے حیرت انگیز لگ رہی تھی جو میرے دیرینے کے بعد وہ ایک ریستوران کے سامنے پہنچ گیا۔ چند لمحات کے بعد ہم دونوں ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کھانوں کی مست خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ چائے کی پیالیاں کھنکھاتی تھیں۔ خان نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

”کیا ہو گئے؟“

”جنا ہے۔“ میں نے ٹھیک سے جواب دیا۔

اور اس نے جانتے نگوئی، پھر ہماری بیماری مجھے میں بولا۔

”دیکھو، جیل میں، میں نے تو کچھ کیا جو کچھ کہہ رہی تھی۔ تمہیں یہی پتا نہ ہوتا ہے۔ وہاں پہنچ کر یہاں میں اس جگہ بنا ہے۔ جہاں سے تمہارے لیے دیکھی کہ آواز ہوا تھا۔ وہاں نہیں بہت سے لوگ ہیں گئے۔ شہر! تم جانتے ہو نہیں کیا کر رہا ہے۔ میرا زیادہ دیر تک شمار اس کے نہیں سکون گا۔ اس کے بعد حالات نہیں خود دیکھنا ہے۔ میرے چائے اور پیالے سے اٹھ چلو۔ اس کے بعد میں متنبہ ہوں دوں گا۔ اور وہاں رات کی ضرورت ہو تو میں چاہوے تو یقیناً

لازم وہی سب کچھ کرنا ہے جو نہیں معلوم ہے۔

ٹھیک ہے خان! میرے مزے سے اختیار نکلا۔

ان لمحوں کی ادائیگی میں میری اپنی کوششوں کو دخل نہیں تھا۔ میں تو ایک سحر کے زیر اثر کام کر رہا تھا۔ اور یہ سحر مجھے بنائے کہاں کہاں بڑھانے سے جا رہا تھا۔ جیسے جیسے بعد میں وہاں سے اٹھ گئے۔ خان کوٹھڑی تو درجئے کے بعد مجھ سے تھکا ہوا کہہ کر دار میری کچھ میں نہیں آتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی مافوق الفطرت شے ہو جو اس کے خلاف سے خوف میری رہائی کے لیے بھیجی گئی لیکن جیل میں کے سامنے اتنا نرم کس طرح ہو گیا تھا۔ یہ بات اس دن ہی نہیں بلکہ اس دن سے آج تک میری یاد میں نہیں آسکتی۔

بہر طور میں شمار کرتا تھا۔ جیلے وقت خان نے میری جیب میں چھوئے اور مجھے کوٹھڑی کی ایک دو گڈیاں ڈال دی تھیں، جن کی تعداد بہت زیادہ تو نہیں تھی، لیکن کم از کم اتنی ضروری تھی کہ میں کام چلا سکتا تھا۔

خان نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دوبارہ بیٹھی واپس چلا جاؤں۔ بیٹھی میں نوٹس ایک شاندار زندگی گزار چکا تھا اور اس کے بعد وہاں سے جس انداز میں چلا گیا تھا۔ اسے سیر دل ہی جانتا تھا۔ بڑی پریشانی کے عالم میں تھا۔ اس وقت اندر سے میرا حال بڑا غراب تھا۔ وہی بے چینی اب بھی خوف ایسا لگتا تھا۔ جیسے اسی پروری دنیا میں کوئی میرا ششما سا ہو۔

میں بالکل تنہا تھا۔ خان کی تمام باتوں سے اوجھل ہو جانے کے بعد میں آگے بڑھتا ہوا اور نٹ ہاتھ کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بالآخر ایک کچے کے قریب پہنچ گیا۔ مجھ سے اب ایک قدر بھی آگ نہیں بڑھا یا جا رہا تھا۔ یہی چاہ رہا تھا کہ اس کچے سے سر ہٹ کر اگر جان اسے دوں۔

یہ نہیں کس صلیبت سے یہ وقت گزارا میری سب سے بڑا کہ امیدات و مدد تو کئی بات رہی کروں جو اس نے کہا ہے۔ چنانچہ پانچ دن انہیں کی طرف کر دیا۔ مناسب شہر میں۔ دشتیاں ہی، دشتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ وہ شہر کوئی صورت نہ تھا۔ میرا اس جہاں میں اس شہر کو آگ لگے و جہاں شہروں میں اس دنیا میں سیر کوئی نہیں ہے۔

دشتیاں پرست دونوں کی میرا زیادہ نہیں تھی۔ میں نے ایک جگہ شہر کی ادائیجاؤں سے کچھ لکھ کر حال ملازمین پر لیت لگا۔ اور پھر انہیں بند کر دیں۔

اٹھیں پر ہونے والے شہر سے مجھے وحشت ہو رہی



”اے بابائے یر و دیکھو بھائی! اس کی جڑیں  
میں تو بڑا مال ہے۔“ اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔  
”اور دیکھو۔ اور دیکھو اور یہی کہہ سونگھا خدی کر!“

250

یا: نو یا گفت جسے کا۔ مگر جائے نماز۔ یہی ہے کہ گفت ان کے

وہ سر سے ایک عورت اور ایک سیدی بھانے لگا۔ مجھے متین خنار



کتاب اس کے بعد بہت سارے سپاہی آجائیں گے اور شاہ  
ان سب سے کچھ میرے لئے مقرر ہو سکیں گے اور ان کی آوازیں چاروں  
طرف بھریں گیں۔ یہیت ناک آوازیں جو بڑی طرح دل میں  
اتر جاتی تھیں۔  
میں بھوک اور بھاری ناکھالی میں اس جگہ سے اس جگہ  
رہا۔ سپاہیوں نے مجھے صاف جھپٹ لیا تھا۔ ایک طرف سیٹی بھجی  
تو ہر طرف سیٹیاں بھج گئیں۔ تب مجھے خود کو ایک شکستہ دیو  
کی ادھم میں جھپٹا ہوا۔  
وہاں پر مٹی کی بندھنیں میری آہٹ پر رخصت ہو گئیں  
انفرقہ میں چیل گئی۔ وہ شور کرنے لگیں۔ میں چپ چاپ  
ایک کونے میں بیٹھا رہا۔ کسی کمرے کا ٹوٹا ہوا حصہ تھا جو کبھی  
شکھان کے اندر شامل ہو گا۔ آدمی چھت ملامت میں اور آدمی  
کی گئی تھی۔ اینٹیں اور ادھر بھری بڑی بھٹی تھیں جو حصہ غرق  
رہ گیا تھا اب اس میں مکان تھا۔  
شکھان کے ایک چھوٹے سے حصے میں سے رزنی چنی آواز  
اٹھ رہی۔  
"کون ہے؟" میں دم سادے ڈار ہا۔ مرغیاں غائب  
ہو کر رہ گئی تھیں۔ ایک عورت نے گڑے ہوئے گڑے  
مٹی پر لکھ کر رکھ رکھا۔ آواز میں لہری۔  
"کون ہے؟" وہ جھڑپ لگے بڑی اور دوسرے ہی  
لے کوئی چیز میری پشت پر آکر گئی۔ میری کراہ مٹی۔ اگر میں  
اسی طرح بڑا رہتا تو وہ چکر مار مار کر میرا حلیہ خراب کر دیتی۔  
پتا چڑھتا کہ کون سی جگہ سے کڑا ہو گا۔  
باہر سیٹیاں گونگ رہی تھیں۔ میں کسی دوسری جگہ پناہ  
بھی نہیں دے سکتا تھا۔ یہاں خوف تھا کہ عورت کے گھر والے باگ  
کر شور مچا دیں۔ میں نے آہستگی سے جواب دیا۔  
"ہیں۔ میں ایک غلام انسان ہوں انہیں کرو میں  
پور نہیں ہوں کسی ایک بے گناہ آدمی ہوں جس کے پیچھے  
پولیس خواہ گواہ لگ گئی ہے۔"  
"بے گناہ؟" عورت خوف زدہ مجھے مہم بولی۔  
"ہاں ہیں۔ میں جو نہیں ہوں۔ تم یقین کرو میں جو  
نہیں ہوں۔" میں نے کہا۔  
"ہیں؟" وہ عجیب سی آواز میں بولی۔ اس آواز میں  
قہر کا رنگ تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا: "یہیں  
کہن چھپے ہو؟"  
ہر دیر میں چھپا ہوا تھا۔ نہیں۔ مجھے آپ کی کسی چیز

کوئی حرج نہیں ہے آج۔ اس نے ٹھکانہ دیا ہے میں  
کہا۔ اور میں بھوکا ہوں۔ پھر میں اس کے پیچھے جھپٹتا ہوں۔  
میں داخل ہو گیا۔ کسی زمانے میں یہ ایک چھوٹا سا خوبصورت  
مکان ہو گا۔ لیکن اب کھنڈ نظر آ رہا تھا۔ رات کو یہاں کی دیواریں  
کچھ عجیب سی ہو گئی تھیں۔ اس نے مجھے براہ راست کی بڑی پر بھجوا دیا۔  
پھر خود اندر جا کر شاید بہتر کا انتظام کرنے لگی۔ پھر وہ نیلے رنگتہ  
کمرے میں لے گئی۔ جہاں ایک چار دیواری پر صاف سٹرا ہوا تھا۔  
مجھے اٹھ اس گھر میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ ایک کنبہ  
کے لیے یہ اتنا بڑی حیرت کی بات تھی۔ اس نے نرم مجھے میں کہا۔  
"یہاں آرام کرو۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو کہیے بتا دو۔"  
"نہیں، میری وجہ سے نہیں بیت تکلیف ہوئی ہے۔"  
"ہیں؟ اس کے لیے صاف کیا جاتا ہوں۔"  
"کوئی بات نہیں انسان ہی انسان کے کام آتے ہیں۔"  
"کیا تم یہاں تنہا رہتی ہو؟"  
"اے۔ تنہا خیال درست ہے۔ میرا شوہر رہا ہے اور  
میں جڑے ہوں۔ دو بچیاں ہیں میری ایک میرے پاس ہے۔  
دوسری کو میرے عزیز ازراہ کوم لے گئے ہیں۔ اس لیے کہ میں  
ان کی کفالت نہیں کر سکتی۔"  
"اے۔" میں نے آہستہ سے کہا اور پھر نکلتے کہوں  
میرے دل میں ایک خیال آیا۔ میں نے عجیب میں ہاتھ ڈال کر  
جسے قوتوں کی ایک گڈی نکالی۔ اور اس میں سے کچھ قوت  
کھینچ کر اس کی طرف دھانے ہوئے کہا۔  
"بھائی! کہتا ہے آپ نے مجھے جن کے مان کا حوالہ  
دیا ہے۔ میں ایک بے نصیب بھائی ہوں۔ میں نے اس کے لیے اور  
تو کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ حقیر سی رقم دیکھ لیجئے ایک بھائی کی طرف  
سے۔" میں نے رقم دھانے ہوئے کہا۔  
"نہیں! مجھے ذرا دیکھ کر پتا چلتا ہے جو۔ اپنے اس رات کے  
خیر کے قیمت اور اگر نہ چلتے ہو۔ بھائی! میں نے کمرے میں  
نہیں آکر کے نہیں ٹھہرتے۔"  
"دیکھو، بند بانی ہوسنے کی ضرورت نہیں۔ میں جو کچھ  
کر رہا ہوں وہ میرے خیر کی آواز ہے۔ اگر تم نے مجھے ڈال دیا  
تو شاید میں یہاں زندہ نہ رہتا۔"  
"کیسی باتیں کر رہے ہو۔ یہ ساری باتیں فضول ہیں۔  
نہت انسان کی ضرورت ضرور ہوتی ہے لیکن ہر جگہ نہیں۔  
جس کے باوجود اسے رکھ کر دے دے گا کہ ہو گا۔"  
"جیک ہے بند بانی! یہی اگر تم اس ایک رات کی



لڑی تو مل گئی جس سے بے سوز کرنا تھا۔ اب کسی دوسری لڑی سے سوز کروں گا۔

تو وہ اب ہر طور اس وقت تک یہاں قیام کر دیا جب تک کہ شہادی حالت بہتر نہ ہو جائے۔ اس حالت میں اس نے کہیں نہیں جانے دوں گی۔ اس کے لیے میں ایک حکم سناؤں۔ مجھے سننی آگئی۔ اس وقت جب کہ مجھے شہادوں کی عزت تھی مجھے شہادہ سناؤں تھا اور اب یہ اجنبی شہادہ سننے کی طاقت کا اعتبار کر رہی تھی۔ تو اب بھی کیا چیز ہے۔ انسان کوئی بھی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتا۔ ہر شے میں وہ حالات اور وقت کا تابع ہے۔ میں خاموش ہو گیا۔

اس نے جاری نہ دیا۔ میری خدمت کی کتنی ہی کمی تھی۔ چھوٹی سی مصروفی تھی مجھے ماما ماما کہہ کر رکھ رہی تھی۔ اور بچنے کیوں میرے دل میں ان کے لیے گداز پیدا ہو گیا تھا۔ جی چاہا کہ دیکھ کر مجھے جوڑ کر میں رہے ہوں۔ اس کی خدمت کر کے اپنا وقت گزاروں۔ کتنی کوششیں ملنا کا پیار دوں اور ایک اچھے انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کروں۔

اس وقت بچنے کیوں مجھے اپنا گھر یاد آ رہا تھا۔ اپنے عزیز و اقارب یاد آ رہے تھے۔ جی چاہا کہ ہاتھ کاٹھن کاٹھن کروں، کوئی ڈکولی کر لیں اور جیسے کہ جس طرح وہاں بے اپنے ایک رشتہ دار مل سکتے تھے۔ لیکن میرے دل میں غم اور بھی قرب و جوار میں موجود ہوں۔ ان میں سے کچھ نہ کچھ منتشر ہو کر ہو گئے ہوں گے۔ حویلی میں تہہ لیاں موز دور ہوئی ہوں گی۔ لیکن کہیں نہ کہیں سے ان کا پتہ مل جائے گا۔ آج تک میں نے کسی ان کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ لیکن آج بچنے کیوں مجھے بار بار ان کی یاد آ رہی تھی۔

وہ میرے گھر سے میرے لیے مرنے کا شور مچا رہا تھا۔ مرنے تو کسی کے گھر میں کر جوتھی۔ اس نے دیکھ کر لی ہوگی۔ شور بہت سے بعد میں ہی تو اتنی ہی آگئی تھی۔ بچا بھی اب اڑ گیا تھا۔ شاید کسی طرح تیار کر کے موجودگی کی وجہ سے وہ رک نہ سکا تھا۔ خاتم کو میری حالت بالکل بہتر ہو گئی تھی۔ مسکراتا ہوا اکھڑا ہوا تھا۔

”ہیں! میں تمہارے اس معاملہ کا زندگی بھر بدلہ لوں گا۔“

”اگر مناسب سمجھو تو ایک آدھ ملہ اور رک جاؤ تم سے کہ ایسی قیمت ہو جس سے کہ جی نہیں پارتا کہ تم یہاں سے

چلے جاؤ۔“

”ہیں! مجھے چاہئے دو۔ میری زندگی تمہارے لیے بھاری پڑناؤں کا باعث بنے گی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔ بچی کا ساتھ ہے۔ میں اپنا کس سارے تہاڑی بچی پر نہیں ڈسنے دیتا چاہتا۔“

”نہیں جیتا! وہ نہیں آکر رہی ہے۔ ماموں کبھی خوش نہیں ہوتے۔“

”اس کے باوجود مجھے جانا ہے۔ تم مجھے روکنے کی کوشش نہ کرو۔ میرے حالات بکواسیہ ہیں کہ میں نہیں کہتا جی نہیں سکتا۔“

”میں پوچھوں گی جی نہیں۔ لیکن زیادہ عرصے دوسری کو۔“

”نہیں! میں! اب میں بالکل ٹھیک ہوں! مجھے اجازت دو۔ شام کے چھینے جب رات کی سیاری میں تبدیل ہو سکتے۔ تو میں وہاں سے نکل آیا اور انٹیشن کی طرف چل پڑا۔ اب میں اپنے اندر ایک نئی توانائی محسوس کر رہا تھا۔ پتہ نہیں یہ توانائی میرے اندر کہاں سے در آئی تھی۔

بہر طور میں نے پہلی لاکھٹ دیا اور پھر وقت پر زنی میں سوار ہو کر بھی چل پڑا۔ سفر کے دوران میرے دہن کی۔ کیونکہ مجھے عجیب سی رہی۔ بچنے کے لیے کیا دہن میں آکر رہا تھا لیکن سب کچھ قبول کرنا چاہتا تھا۔ یادیں دہن میں جیسے سوائے تکلیف کے

”اگر رات کا وقت تھا تو میرے سفر گری بند ہو جاتا۔“

”اگر رات کے ساتھ ساتھ میرے اندر میں خاموشی سے مگر کسی سے بھر دے سناؤں پرناؤں چلنے چلنے کیا عیش کر رہا تھا کہ دھنسا میرے کان میں وہی سرگوشی گونجی۔

”ابرواخان خیر نہیں تھی۔“

”تم۔ تم۔ تم۔“

”میں ہمیشہ تمہارے لیے کیا ہونے لگتی تھی۔“

”جی! میں نے تم سے کوئی عرصہ نہیں پہنچا کہ تم سے غفلت کرے۔“

”یہاں سے تو میرے کام سے مراد ہے۔ بارہا تم کو وہ شخصیت ہو جس نے مجھ سے میرا جی چھین لیا جس نے مجھ سے میری حکومت چھین لی۔ تمہارے وہ سب کچھ جس نے مجھ سے میری آزادی چھین لی۔“

”اگر تم جی جھوٹے عظیم میری طرف سے دے دو گے۔“

”میرے لیے تمہارے ہر لمحہ میرے لیے ہے۔“

”میں تم پر ہم کوئی دباؤ نہیں ڈال رہی۔“

”تم میرے لیے نہیں ہو سکتی۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“

”میں تم سے نفرت کرتا ہوں! اس کے لیے تم سے یہ بات نہ کرنا چاہتا۔“













۱۰۔ ہون۔ تم کا ہونہ ہر سنگت۔ ۹۔  
۱۱۔ ہر دست کا ہونا ہونہ و ہجرواوات ہونہ  
جاکر نہ سے میری ہونہ و ہونہ اس نے ہونہ ہونہ اس کے ہونہ

من از بهر آنکه گفت که من از هر چه می خواهم به دست  
پایه می رسد که این قدر می نامد الله تعالی اولی که نام من  
حق با من است که من از هر چه می خواهم به دست  
خداوند می رسد که این قدر می نامد الله تعالی اولی که نام من  
حق با من است که من از هر چه می خواهم به دست  
خداوند می رسد که این قدر می نامد الله تعالی اولی که نام من

مجلس فیاضی در باب وایان و بیعتی که در میان سید خاں و سید محمد خاں  
شد که در آنجا سید محمد خاں و سید خاں و سید محمد خاں و سید محمد خاں

۲۹۱



کیا حاصل ہوگا  
"نہیں یہ بات نہیں ہے، میں ریشی میں سوچتا ہوں تو  
یہ چیزیں لگتی تو حاصل ہوگا۔"  
"ان کا حاصل زندگی ہے، ایک خوشگوار، بڑی تھک دینا  
میں سے بناوت کر کے تھیں کچھ نہ ٹا۔ بلکہ تم موت سے قریب ہوئے  
تھے، ہلو سٹدی دوسری چیز ہے لیکن جوازت میں سے تھک دے  
بہل میں اٹھا چلی آن سے تم زندگی سے ہی پناہ مانگے لگتے،  
"ادھر تو کو پریشان مت کرو، جو میں کہتی ہوں وہ کرو اور میں  
کرتے دیکھو، جب مجھے تم سے کوئی کام لیا ہو گا میں نہیں اس کے  
بارے میں جانوں گی، لی اٹھان تھیں عسری کرو کہ تم شہرہ جو اور  
شہر کی حالت سے اپنی زندگی کو میں قدر دیکھو، بتا سکتے ہو یا۔  
"ہوں۔" تنگ ہے جیسے نام پند کروا لیکن میں ضرور سنا  
ہوں گا کہ میں ان چیزوں سے حاصل کیا ہوگا۔ میں نے کہا۔  
"ہر شخص اپنے بارے میں سوچتا ہے، میں اپنے جیسے لوگ  
ہوں، تم اپنے بارے میں سوچو، دیکھو مجھے حاصل کرنا ہے وہی کر  
لوں گے، لیکن ابھی نہیں وقت آئے پر۔ اب میں جاؤں۔"  
"تہااری مرضی۔" میں نے جواب دیا اور اپنی آواز میں ہلکا  
دوسرے دن میں منگت کے اٹھ کر سہ پہر اپنا اور پھر چم لوگ تیار  
ہو گئے، باہر آکر ہم نے مڑھی انتظامات کے خاص حصہ سے  
منگت کے میرے ہاتھوں میں لڑک کی تھیں اور اس کے کچھ  
منگت کام نہیں تھا، ہم نے مڑھی کی شکل میں تبدیلی میں یاد ہم  
ہم رانگ اڑے کی جانہ مل رہے۔  
"ان تمام آدمیوں پر لکھی کام ہوتا تھا، خطبات کی فروخت  
جو اہمیت تھی اور انہیں دوسری چیزیں، چنانچہ میں ملے منگت  
جلی ہوئی شکل رانگ اڑے میں داخل ہو گئے۔  
"وہ ان کا اصل کام دوسرے آدمیوں سے مختلف نہیں تھا۔  
ایک چور، رانگ اڑے میں لکھی رانگ اڑے تھا۔  
"رانگ اڑے تمام رانگ اڑے میں منگت تھا گئی ڈریڈ ہونے  
کے وہ ان کی نامہ سلامت کا لکھی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں  
تھیں، ہم ان کے ساتھ پہنچے، ہم غاس کے آدمیوں سے ہی کہا کہ  
"ہم رانگ اڑے منگت سے غنا چاہتے ہیں،  
"کیوں نہ؟" اس کے آدمیوں نے فرمایا تھا۔  
"یہ ہلکی وزن نہ ہے، یہ ہلکا، رانگ اڑے اس کے  
ساتھ تھکے ہیں اس کے ساتھ پہنچا، باقاعدہ وہ اس وقت ایک  
تختہ مٹی کا تھا اور ایک آدمی اس کے بالوں و بار باقا باقی  
پہنچا اور اس کے دروازے پر سے جھرتے تھے، اہلے لکھی کی قدر کا

انڈیا میں کہا۔ اور پھر اپنے رانگ اڑے کی طرف اشارہ کر کے  
کہا۔  
"سناؤ اٹھ کر سیدک دو انہیں باہر، اپنے پیسے کراہی  
جاننا ہے۔"  
"بھلے۔" وہ آدمی آگے بڑھ آئے لیکن برقی وہ ہمارے قریب  
پہنچے، ہمارے ٹھوس سے انہیں واپس رانگ اڑے اس چھ دیا، وہ انہیں  
مڑھی پر لکھی تھا، دوسرے ہم نے ہتھوں نکالی ہیں اور رانگ اڑے  
آزاد کی طرف رخ کر دیا۔  
"دوسرے میں ہزار روپے تھے والا۔ پورے بیس ہزار  
لپٹے۔" میں نے کہا۔  
"رانگ اڑے انہیں مڑھی سے انہیں دیکھ کر رات تھا۔ پھر  
اس نے خواہش کی کہ ہم لکھی مڑھی میں ہاں سے ہونے لگا  
کہا، "تھکے ہو تم لوگ؟" لکھی مڑھی میں ہاں سے ہونے لگا  
کہ ہم بناوڑ کا، مڑھی میں منگت ہے، رانگ اڑے ان منگت  
"اگر تم اپنی کوشش کرنا جانتے ہو تو ہم اس اڑے کی قہقہہ  
بنا جانتے ہیں، ان پر تک بات ہے کہ جب تک تم بیس کو  
بہتر بناؤ گے، یہ کہیں پر پہنچے ہو گے، اس نے کہا، میں ہات  
کی پرنا نہیں ہے، تم ہمارے میں ہزار روپے لکھی کر کے دو،  
"تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔" جادو بیٹے تم باہر جا کر رانگ اڑے  
اد سے میں "ملوثات" حالت میں کہ آدمی نے تم نے ہتھوں کے نڈر  
پر یہاں کوئی منگت نہیں تو اس کے بعد تم اور ہمارے بچے زندہ  
نہ رہ سکیں گے۔  
"دیکھو، دست دو دادا، میں ہزار روپے نکال کر میرے  
سائے رکھ دو۔"  
"اس وقت رانگ اڑے ایک آدمی نے مجھے دبوچنے کی کوشش  
کی لیکن منگت نے مجھے ہتھیار کر دیا اور دوسرے میں  
نے اس آگے پر فخر کر دیا، جوتل دیکھ کے بعد وہ کچھ مٹی نکالی نہیں  
دیا تھا، چھتے لکھی میں دیکھا تھا۔  
"رانگ اڑے کی کیفیت کو تو کرنا تھا، وہ کچھ جوت کر سنا  
والے اس کی حرکت کی چیز ہیں، تب ہی نے اپنے کڑیوں سے کہہ  
"کچھ مت بولو، یہ اچھا نہیں ہے، لکھی میں اپنی ہتھوں سے  
ہتھوں۔  
"بیس ہزار روپے دادا، ہلدی سے بیس ہزار۔  
"میں کہوں ہمارے جو۔" وہ یہ کہتے ہی کہ جب کسی نے  
کاٹی ہے۔ رانگ اڑے لکھی پر آگے اور ہمارے ہتھوں پر لکھی  
جین گئی۔ تب بیٹے نے کہا۔



کونسی کر رہی تھی۔ یہ بات ذہن میں رکھو دارا۔ یہ بات تھی  
شیر کو رہا ہے۔  
"ہاں ہاں سن رہا ہوں اور کچھ کہہ رہے ہیں شہزادہ۔ یہ سننا  
اپنی جیب میں رکھ لو اور پھر اپنی قسمت آزاد و خیر۔ آگ کے کھونٹے  
نواچتے انجمن کو بچا دیکھو گئے تھے۔  
"رانا کرپان سنگھ آگ کے کھونٹے سے تنگ طاقت کرانی کے  
سلسلے میں ناکام ہوئے تھے۔ لیکن ان کی حیثیت سے کوئی شک نہیں  
کر سکتا اگر نہیں اس کا موقع مل جاتا تو کیا تم اسے ہنگامی مقرر  
وہ ہو سکتے تھے۔ لیکن اگر تم خود کو واقعی کچھ سمجھتے ہو تو کرپان  
سنگھ سے خود لڑو اور فیصلہ کرو۔  
"مجھے قبل ہی یہ مشورہ منعقد ہے۔ میں تم سے متاثر نہ رہنے کے  
لیے تیار ہوں۔ میں نے کہا۔  
"تمہیکے مشورہ کو تمہیں بڑے فحش حاصل کروں تو میں تیار  
ہر حکم کی تعمیل کروں گا کرپان سنگھ تیار اندام ہو گا۔  
"تھک ہے دارا۔ میں نے کہا اور اپنا ہسٹل منگتے کے  
حوالہ کر دیا کرپان سنگھ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ میں  
یہ سے اٹھ کر خوب نہیں تھا۔ تب اس نے اپنے تڑپتے ہوئے کہہ  
"میں نے یہ دن زبان سے وہی سنا ہے اگر میں میری لڑکی  
کا تو تم سے کوئی کچھ نہ کہتا۔  
"مٹیک بے دارا۔ تم قبائلی حکم کی تعمیل کر رہے ہو۔ اس کے  
آدھوں نے جواب دیا اور کرپان سنگھ قوت سے پیچے اتر آیا۔  
مگر بہت بڑی تیزی تھی لیکن ہم حال تھا تو بڑا ہی ہونا تھا۔  
میرے ذہن میں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں تھی کرپان سنگھ  
میرے سامنے ہے اور مجھے اس سے ہر چیز سے منہ نہ ہے۔ ہر طور  
میں کرپان سنگھ کے مقابل آگیا۔ وہ غور کر رہا تھا ہوں سے مجھے  
گھور رہا تھا۔ اس کے بہت پرہیز پناہ و درندگی تھی چند لمحات  
میں دونوں ایک دوسرے کو گھومتے تھے۔ پھر کرپان سنگھ نے  
اپنے منہ سے ایک خوف ناک آواز نکالی اور کچھ بڑھ کر دیا۔  
کرپان سنگھ کچھ بڑھ کر آگے بڑھ کر کہہ رہا تھا اسی وقت اس  
کے منہ سے ایک آواز نکلی کہ کرپان سنگھ میرے سینے  
پر اتارتا ہوں لیکن میں نے اسے زبردستی جھکا دی اور دوسری  
جھکا دی دیتے ہی میں نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ کرپان سنگھ  
جی سمجھا کہ یہ جھکاؤ ہے لیکن میری ہاتھ مارنے سے اس کے  
سینے کو خدشا شدید نقصان پہنچا تھا۔ وہ کئی قدم پیچھے  
ہٹ گیا تھا اور جھٹیل تمام خود کو منہ سے نکالتا تھا پھر اس نے  
دوسری طرف سے کچھ بڑھ کر گرنے کی کوشش کی۔ اس بار میں

نے اس کی کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تھا۔ میرے اس کی کوئی کوشش  
زور و جوش نہ دیا۔ کرپان سنگھ ایک بار پھر لڑکھڑا گیا تھا۔ اس کے  
بعد میری لاش اس کی گردن پر ڈال دی۔ وہ دم سے زمین پر گر پڑا۔  
لیکن اس نے اٹھنے میں زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ پھر میں نے اپنی  
بے پناہ قوت سے اس کے سر کو دونوں ہاتھوں میں دھرت لیا اور  
پوری طاقت سے اس کے سر کو بے دریا کرپان سنگھ کی گردن پر جی  
جو کھلی اور دوسرے لمحے میں اسے گھسیٹ لیا تھا۔ کرپان سنگھ جاں  
شانے بہت ہو گیا۔ میں نے اس کے سینے پر پاؤں مارنے کی کوشش  
کی لیکن وہ تیزی سے ہٹ گیا اور اسی ایک لمحے میں اس نے اپنے  
دونوں ہاتھوں سے میری ناک پر ہاتھ لگا کر لائی لیکن میرا ایک ہاتھ آزاد  
تھا تو جی اس کے منہ سے گھسیٹ لیا گیا۔ میں نے ایک زندہ دارو  
اس کے سر پر رسیبہ کی اور کرپان سنگھ کے منہ سے ایک کڑوا گل  
جھکی۔ جب وہ فحش طور پر میرے رحم و کرم پر ہنسا۔  
میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پیچھے ہٹ گیا۔ پھر میں نے  
کہا۔ "کرپان سنگھ۔ یہ تمہاری ملکیت ہے۔ اس نے مجھے دیکھا۔ اس  
کی آنکھوں سے غلغلہ نکلا۔ پھر اس نے کہا۔ "پھر اس نے اپنا جیب سے  
چاقو نکالا اور میری طرف اٹھان دیا۔ دوسرا چاقو اس نے اپنے  
سامنے رکھ کر اپنے کھانے کے لیے لیا تھا۔  
اور اس کے بعد چاقو کی لڑائی شروع ہو گئی۔ دفعہ میں  
نے اپنا چاقو دانا آتے آتے بڑھایا اور کرپان سنگھ اچھل کر پیچھے  
ہٹ گیا۔ لیکن پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا  
نہیں تھا۔ میں نے دوسرا وار کیا اور میرا چاقو اس کے بازو کو  
کاٹا ہوا نکل گیا اس کے بعد کرپان سنگھ بڑا سخت دکھڑا  
وہ پے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ لیکن اس کا کوئی سوا کا سب  
نہیں بڑھا تھا۔ میں نے باغی دارا اب اس کے شانے پر کیا تھا اور  
اس کے شانے سے خون بہنے لگا تھا لیکن کرپان سنگھ نے خون  
کی لڑائی نہیں دیکھی تھی۔ وہ مجھ پر تیار توڑ پھینک رہا تھا۔ پھر  
میں نے دوسرے ہاتھ لگا دی۔  
"سنبھلو کرپان سنگھ اور اس کے ساتھ ہی میں نے ہاتھ  
اپنے ہاتھوں کے کراس کی زبردستی بڑھایا۔ کرپان سنگھ نے  
ہٹے آپ کو پہلے کی کوشش کی لیکن اب میری چالاک تھی۔ میں  
نے باغی دارا سے ہاتھ لیا اور اس کے گوتے کی کڑی ضرب لگا دی  
کرپان سنگھ کے منہ سے دھماکہ نکلی پڑی تھی۔ وہ دھمکے لگا کر پیچھے  
ہٹ گیا۔ اب اس کی لڑائی ختم تھی۔ ترہیز ہو رہی تھی اس نے  
چند لمحوں کو محسوس کیا وہ چاقو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔  
"مٹیک بے شہزادہ دارا۔ تو تم اب رہا اس نے آہستہ

سے کہا اور میں نے چاقو اس کے پاس پھینک دیا۔  
"مگر یہ سنگھ میں نے پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا لیکن ہر طور  
پچھانوس ہے۔  
"اسے نہیں شہزادہ دارا اس کی کیا بات ہے یہ تو فیصلہ  
تھا جو میری۔ اس نے سکرانے ہوئے کہا ایک ہاتھ سے اس نے  
ایک زخم دیا۔ کھاتا اور اب اسے شاد خزانے کے زخم کی یاد آ رہی تھی۔  
ایک بار اس کے قدم لڑکھڑا گئے اور اس نے دھڑک دھڑک بھڑکا  
ہوئے۔ پھر وہ بڑا۔  
"مجھے کچھ بولنے کی سزا ہوئی۔  
"نہیں کرپان سنگھ۔ اب ہم تم سے پابند نہیں رہتے  
ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا۔ اور کرپان سنگھ حیرت سے کہیں لپکے  
لگا۔ پھر اس نے گردن ہٹا کر کہا۔  
"اچھے ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔ اب تمہیکے قوتے ہیں۔  
میں نے کہا اور میری حیثیت دیکھ کر بولا۔ "بھئی تم مجھے ہر لمحہ اپنی  
اجازت دو گے ورنہ یا میری موت نہیں پسند ہوگی۔ اس کی کھال  
میں بے جا رکھی تھی۔  
"اسے چلو۔ واجد کی عمر بچی تھی۔ میں نے ڈپٹ کر کہا۔  
اور وہ سب دوڑ پڑے۔ اچھا اصول تھا ان لوگوں کا ایک انتہی میں  
آنکھیں بدل جاتی تھیں۔  
کرپان سنگھ کا آدھو میرے قبضے میں آ گیا۔ یہاں بھی میں  
نے سنگھ کے اٹھنے کو پابنا تھا۔ آدھو میں نے کرپان سنگھ کے  
حوالے کر دیا اور اس کی آدھی اٹلی میری ہو گئی۔ اب کے بعد  
میں نے وہ وقت آدھو پر برسرِ پاؤں کی طرف بھاگا۔ اب میں اپنی  
کے خطرناک لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔  
ایک رات بعد اسی رات میرے پاس آئی۔ مجھے اس کی خوشبو  
محسوس ہو گئی تھی۔  
"بابا۔ انا ہوں۔ اس کی آواز ابھری۔  
"ہاں مجھ کو۔  
"کیسی غمزدہ ہو گئی ہے؟  
"تم جانتی ہو۔  
"خوش ہو۔؟  
"ہاں۔ خوش ہوں تھا کہ اب میں۔  
"میں نے تو تمہیں بھی راج کرنے کا سنا ہے۔ اب تمہیں  
راج نہیں کرنے کیوں اس جھوٹے سے ملک میں پرہیز ہوئے  
ہو کوئی تو بصورت کی کوئی فریاد اور دلیر پاؤں کو بچے گا۔ اس  
کرلو۔ زندگی کا پورا لطف اٹھاؤ۔  
"مٹیک بے اسی۔ لیکن تم بہت دن سے غمزدہ ہو رہے

"اس کی ایک وجہ ہے۔  
"کیا ہے؟  
"میرا شکار تھا کہ اسے پاس نہیں پہنچا ابھی تک۔ میں انتظار  
کر رہی ہوں۔ لیکن کھانے کے ایک خوشخبری ہے۔  
"وہ کیا ہے؟  
"مٹیک بے اب تمہاری بچہ قبول نہ ہو۔ کچھ عرصہ بعد  
کے حصول میں کچھ سا جاناں لازم ہوگی۔ میں۔ مٹیک بے کچھ عرصے  
بعد میں تمہارا بچہ خردوں۔  
"یہ کیسے ہوا؟  
"میری کوششوں سے۔ اس نے جواب دیا۔  
"خاموش ہو گیا۔ میرا راجہ اس کی کوئی بات نہ سمجھا۔ اس کا نام نہیں  
تھا۔ وہ میری کھال تک مالک بن گئی تھی۔ کال میں سے بچھا  
چھوٹ جانے کا کال میں حسرت سے سہرا رہا تھا لیکن میری  
خواہشیں کہاں پوری ہوتی ہیں؟ میں اتنا خوش غصیب نہیں  
تھا۔  
"کیا سوچنے لگے یا بڑا دماغ؟ اس نے سوال کیا۔  
"کوئی خاص بات نہیں۔  
"پھر بھی۔ کچھ تو۔  
"مہبت سے خیالات ہیں ذہن میں۔  
"مجھے بتاؤ میں تمہاری شفقت کرنے کی کوشش کروں گی۔  
"اگر تم میرے اعظم فریاد پاس ملی باؤں۔  
"ہاں۔ صدقوں سے میرا دل ہے۔ اس نے سنا۔  
میری خود ہوئی۔ مجھے اس سے بڑا ہے۔ میرا کہہ دیتی میرے بڑے  
دوست ہیں۔ کچھ بد نظریہ جادوگروں نے کھانے نہیں پہنچا دیا تھا۔  
لیکن میں جانتی ہوں وہ معصوم انسان آج مجھے یا کسی کے روئے  
ہوں گے۔  
"اور تمہارے دشمن؟  
"ہاں تو ہزاروں دشمن ہیں میرے۔ لیکن ایک ہڈی اپنے  
دشمن تھا۔ نہ مل گیا۔ اور اس کی وجہ سے میں تم سے۔ بات کہہ  
رہی ہوں کہ میرا مہبت کھنڈہ ہے۔ جب تک وہ زندہ تھا  
میرے لئے مشکلات ہی مشکلات تھیں اور میں اپنا مقصد حاصل  
کرتے ہیں کا سب نہیں ہو سکتی تھی لیکن ایک دن کے بعد بہت  
سکون محسوس ہوا ہے۔ مجھے تم تقویٰ نہیں کر سکتے۔ پھر دارا خان کہ  
میں آج کتنی مسرور ہوں۔  
"لیکن لیکن تمہارا وہ خاص دشمن تو۔ انا کا لڑکا تھا انا  
"ہاں وہی ذیل انسان اموی ہاں اگر میں نے تمہیں بہت  
نہ سیکھے کے بعد مجھے یہ یاد آ رہا تھا لیکن اس نے دیکھا کہ اس  
نہ موت کی خوشخبری کا سوا ہے۔  
265



کے ہر جو اسے غرض کہ کام تقویٰ میں نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ

مسلمانوں کے دلچسپ اور نیا نیا بیان ہے کہ اس دن میں نے بہشتی  
266

”جیتے جھوٹے شاد“۔ یہاں پر دلائل کو دیکھیں۔

کتابخانه ملی افغانستان



میں پولیس انسپکٹر کے تعاون پر تیار ہو گیا۔ باب نے کہا۔  
"ٹھیک ہے انسپکٹر میں تم سے ایک بات چاہتا ہوں  
کوہنٹن میرے آدمیوں نے نہیں کے اس کے باوجود میں تمہیں  
مدد دینا چاہتا ہوں۔"  
"اچھا تمہارے شوگر گراڈ میں دو ایک تمہاری مدد کے ہو۔"  
"تم نے مجھے جتنی شہادتوں کا ذکر کیا ہے کیا تم ان سے  
میرے آدمیوں کی شناخت کرنا پسند کر رہے ہو؟"  
"ہاں دادا یہ بات سننے کو چاہیے۔"  
"ٹھیک ہے لیکن اس سلسلے میں اس پولیس اسٹیشن  
نہیں آؤں گا۔"  
"اس کی ضرورت نہیں ہے دادا آپ اپنی کوئی بھی اپنی  
لوگوں کو بھجوا لیں۔"  
"نہیں انسپکٹر میں یہ بھی نہیں چاہتا۔"  
"کیوں دادا؟"  
"اس سیکڑ میں ایک غریبہ زندگی اس چاہتا ہوں  
یہ آدھے میری نگرانی میں مر رہی ہے۔ یہ سیکڑ میں یہ علم  
نہیں کہ میری دوسری حیثیت کیا ہے۔ تم جس طرح یہاں پہنچے ہو  
اس کی قدر میں دلاؤ تیار ہوں اور میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہیں  
یہاں کچھ ہمارے یہ معلومات کیسے حاصل ہو گئیں۔"  
"انسوس دلاؤ یہ ہم نہیں بتا سکتے ہاں اتنا ضرور کہہ سکتے  
ہیں کہ پولیس کی پولیس نے قوانین کو ختم کرنے کی خواہش ہے  
اور یہی وہ چیز ہے جو ان کو ان کے پاس لے جاتی ہے۔ البتہ اسے کام چکر  
ناؤنی طور پر بہت غلط ہیں ہم انہیں کرنے کی اجازت نہیں دے  
سکتے ہیں۔"  
"ٹھیک ہے یہاں جو کچھ ہوتا ہے پولیس اس سے واقف  
نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں پولیس اس سلسلے میں تھوڑی سی توجہ  
دے گا۔"  
"ٹھیک ہے دادا۔ یہ بات کرنے کی نہیں جو کچھ ہو رہا ہے ہم  
بھی ملتے ہیں اور ہم بھی ملتے ہو چاہا تو بہتر یہی ہے کہ ہم اسے  
ساتھ لے لیں اور جس طرح ہم لے لیں اسے ساتھ لے لیں۔"  
"اس تیار ہوں۔"  
"تو پھر میں تمہارے لوگوں کا ہر مذہب سے ملنے دوں۔"  
"جب تم چاہو۔ یہی شہادتوں کو کسی ایسی جگہ لے جاؤ  
کہ جہاں ہمارے آدمیوں کی شناخت ہو سکے۔"  
"ٹھیک ہے دادا۔ اس سلسلے میں مدد ہی آپ لوگوں کو  
اطلاع دے دوں گا۔"

پانچ سو۔۔۔ میں نے کہا اور نام نے ہانے کی ایک  
پہلی پانچ سو پولیس انسپکٹر کے سامنے رکھی۔  
گھرو پر شاد خوش افلاک اور مسند پر مسند کا مانگ تھا  
گو میں ایک نام نہان شخص نہیں، مگر تھا میں وہ جسے ابی انداز میں  
پیش کیا تھا جیسے میں کوئی اہم آدمی ہوں، میری فرسٹ کلاس میں  
اس سے تعاون کروں گا جو میں نے اس سے تعاون کیا، انسپکٹر  
گھرو پر شاد وہ ان لوگوں کی شناخت کروانی پھر اس کے بعد اس نے  
کچھ نشانات بھی دیتے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ کس شخص نے ہمارے  
بارے میں یہ نشانات دیے کیے۔  
چنانچہ میں نے پولیس انسپکٹر سے یہ بات کی کہ وہ کس کون  
سے اس کے پاس سے آئے ہیں۔  
"میں اس کے بارے میں مناسب نہیں کہہ سکتا۔ ہم نہیں چاہتے  
کہ ہماری وجہ سے آپ کا کوئی شکار ہو جائے۔ ہم اسے بھی نہیں لے  
جس سے آپ پر یہ الزام لگائے کی کوئی شکار کی ہے مگر اس سے اس سے  
ایک تیرے دوست کر رہے ہیں۔ ہاں۔"  
"ٹھیک ہے گھرو پر شاد ان کے سے تعاون کوئی مدد ہو سکتی  
ہے تو میں ان کو نہیں کروں گا۔ تم جب چاہو یہاں آ سکتے ہو۔"  
میں نے کہا۔  
"مخبرہ دادا۔ انسپکٹر پکا گیا اس کے جاننے کے بعد میں  
پڑیاں انداز میں سوچنے لگا۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی  
اور یہاں ہے اب ہماری سرگرمیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ہم  
لوگوں کی نگاہ سے محفوظ رہیں نہیں دے سکتے تھے۔ جس سے کسی اور  
بد معاشرے نے ہماری نشاندہی کی ہو اور اس طرح ہمیں چھپانے  
کی کوئی شکار کی گئی ہو۔"  
گھرو پر شاد نے اس کے بعد کچھ سے ملاقات انہیں کی البتہ  
کبھی کبھی اس کا فون آ جاتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرنا لگا تھا  
چند دن بعد اس نے مجھے اطلاع دی کہ اصل قابل بچرے بے گنے  
ہیں۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ ان کا تعلق ان ہی لوگوں سے تھا  
جنہوں نے ہماری نشاندہی کی تھی اور میں چھپنا چاہتا تھا۔  
میں نے بہت کوشش کی لیکن انسپکٹر نے مدد  
کر دی کہ وہ ان لوگوں کا نام لیجئے۔ نام لیجئے وہ اس نے اپنی  
خانی کی ایک شخص سے ایک ایک شخص سے پوچھا اور وہ  
میں پر ہوا تھا۔ وہ شخص ہوں، میری اس نے نام دیا اور البتہ  
کر دی تھی۔ اس دن میری فرم نے کام کرنا شروع کر دیا تھا اور  
میں نے علی پر اسے یاد دلا دیا کہ وہ اپنی فرم کو  
لوگوں سے ملنے ایک اور ملک بدل دے۔ یہ شخص ایک کبھی

و جب تھا میری فرم میں بہت سے ملازم تھے کہ انہیں اپنی فرم  
اور کچھ دھواں تھے جنہیں میں تمہارا تھوڑا سا کام دے رہا تھا۔  
شہادت نام کوئی اور سکون سے چل رہا تھا۔ اب میں یہاں اپنے  
کاروبار کی حیثیت سے تھا میرا کاروبار تھا۔  
دوسری جانب ان دنوں کا کاروبار بھی چل رہا تھا اور میں نے  
خود کو پر مشغول رکھنے کے لیے اور بھی اشتغالات کئے تھے۔ چونکہ  
وقت گزر رہا تھا میری سہولت میں تبدیلی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔  
اور نظر پر معاملات پر سکون تھے۔ زندگی کو ہنگاموں کا نام ہے اگر  
زندگی میں اتنی جلدیاں نہ ہوتی رہیں تو یہ شہادت انسان کو تو  
کے قریب گھسیٹ لائے۔ میری بھی خواہشات ہی ہوتی تھیں کہ  
میں زندگی سے قریب نہ ہوں۔ اور اس کے لیے میں نہ تھا۔  
مگر رہا۔ ابھی ایک میری زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا تھا جس  
کو بہت زیادہ عجیب و غریب کہہ سکتا۔  
پھر ایک رات میں اپنی کار میں واپس آ رہا تھا سڑک سے  
بارہ بجے کا وقت تھا۔ جگہ جگہ سے گزرتے ہوئے ایک  
کار نظر آئی جو اتنی ہی قریب دروازے میں گئی کہ میں نہیں تھا۔  
کار میں بٹلے کوں تھا میں نے اس سے اس کا ذکر کیا اور پھر  
میں ایک بریائوں کا دواؤں کا دیا چند عمارت کے بعد میں نے اپنی  
کار میں اس کی ہوتی کار کے قریب دھک دی۔ میں نے اس کا ذکر  
لے رہا وہ میری نہیں گئی چنانچہ میں اس کے قریب پہنچا۔ میں نے دیکھا  
کہ اس کی کار میں چند لوگ زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں  
ذوہر میں نہیں اور دو مرد ہیں نے غور سے انہیں دیکھا اور انہیں  
نکلنے کی کوشش کرنے لگا لیکن انہیں تمام کار کا دروازہ کھول کر میں  
نے ان چاروں کو برز کلا۔ ان میں سے کوئی بھی میری نہیں تھا چنانچہ  
اب یہ میرا فرض تھا کہ انہیں اسپتال پہنچاؤں۔ وہ سب زندہ تھے  
البتہ ان کے جسموں سے خون کافی بہہ رہا تھا۔  
چند لمحات میں سوچا رہا اور پھر میں نے ایک فیصلہ کر لیا  
لوگوں کو اسپتال لے جانے کے بجائے ان کی کوئی میں سے جانوں اور  
وہاں ڈاکٹر کو طلب کر لیا۔ چنانچہ میں انہیں اپنی کوئی میں لے گیا  
کار میں نے اس طرح جسے دے دیا تھا۔  
پھر میں نے اپنے ایک شہادت کو فون کیا اور وہ میرے  
پاس آ گیا۔ وہ اپنے ان زخمیوں کو دیکھا اور پھر میری سانس لے  
کر لگا۔  
"خوش نشینی یہ ہے کہ کسی کا خون زیادہ نہیں بہا لیکن  
کیوں یہ پولیس کو اطلاع دے دی جلتے؟"  
"نہیں ڈاکٹر میں پولیس کے پتھر میں چہا نہیں چاہتا

لوگ، ٹھیک ہو یا میں تو خود ہی پولیس کو اطلاع دیتے ہوں  
کے؟ میں نے جواب دیا اور اس نے فریادیں بھلا دی۔ دوسری  
فرسٹ کے خلاف پولیس کو اطلاع نہیں دے سکتا تھا کہ وہ  
مجھے جانتا تھا۔ میں نے پولیس کے سرٹش میں اسے کا انتظار کرنے  
لگا اور رات کے تقریباً چار بجے ان دونوں لوگوں کو ہوش آگیا  
مرد ایک ایک ہوش کے عالم میں تھے۔ انہوں نے مانع دیکھا  
اور پھر مجھے دیکھ کر چل پڑے۔  
"نہیں انہیں بھگوان کے لئے نہیں، بھگوان کے لئے نہیں۔"  
"کیا مطلب؟ میں نے ان دونوں کو دیکھے ہوئے تھا۔"  
"اے۔۔۔ میں نے آہستہ آہستہ گردن ہلائی اور پھر انہوں نے  
لوگوں کی طرف دیکھا۔ دیکھا کہ میری کچھ میں کچھ نہیں آپا تھا پھر میں ان  
انہوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
"کیا تمہیں بارہ کر تھری کا لگا ایک ہیڈنٹ ہو گیا تھا؟"  
"کار۔۔۔ ایک ہیڈنٹ؟ میں نے اس سے ایک لڑکی لے آہستہ  
سے دھڑلے اور پھر میری طرف دیکھ کر جو کچھ کہی۔  
"اے۔۔۔ اے۔۔۔ کیا تم ان میں سے نہیں ہو رہا تم ان میں  
سے نہیں ہو۔ وہ بدعاش وہ بدعاش ہم دونوں کو لٹا کر کے  
لے جا رہے تھے وہ ہیں انہیں کوڑے سے۔ میں نے ڈاکٹر کو  
زخمی کر دیا تھا اور پھر کار میں گئی تھی۔" لڑکی نے کہا۔  
"لیکن وہ کون تھے؟"  
"ہم نہیں جانتے ہم نہیں ملتے۔"  
"تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟"  
"بھئی کے رہنے والے ہیں۔ یہ میری ہی ہے نا؟"  
"ہاں بھئی ہی ہے کیا نام ہے تمہارا؟"  
"میرا نام کاسی ہے اور سدا ہے۔"  
"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں، مجھے اپنے گھر لے جانا۔"  
"اگر میں نہیں وہاں چھوڑ دوں؟"  
"بھگوان کی سونگہ تم میں وہاں چھوڑ دوں گے؟ انہوں  
نے عجیب سے انداز میں کہا۔  
"اں کاسی ہاں سدا میں نہیں وہاں چھوڑ دوں گا۔"  
لوگوں نے ایک پتہ بتایا۔ اور میں نے ان دونوں آدمیوں  
کی طرف دیکھا جس کے بارے میں مجھے پتہ ہو گیا تھا کہ وہ بدعاش  
ہیں۔ پھر حال ان لوگوں کا مسند بعد میں بتا دیا۔ یہ سب  
ان دونوں لوگوں کو اپنے توارخ کے اٹھانے کے پھر مجھ کو ہاں  
کام ہے مجھ کو سکون ہوا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں کے ہوش  
میں آئے ان کا انتظار کرنا رہا۔ وہ مجھ کو ہوش میں نہ تھے۔ مجھے دیکھ کر



ہوں کے چہرے پر ہنس کر کے؟ ڈار نظر نہ دے مجھے پھر وہ چمک کر رہے۔  
 - ہم کہیں ہیں، کون سی جگہ ہے، کیا ہسپتال ہے یہ؟  
 - ہمیں یہ ہسپتال نہیں ہے پولیس اسٹیشن ہے۔  
 - پولیس پولیس پولیس م۔ نم۔ ان کی آواز سننے پر وہ  
 - ہاں پولیس اسٹیشن لڑکوں کو کہاں سے جا رہے تھے  
 تم لوگ۔؟

”وہ۔ وہ جی۔ وہ جی۔“  
 ”ہاں ہاں بھوہ کیا تھا؟“  
 ”ہاں ڈاکٹر کی تصدیق نہیں تھا۔ دونوں لڑکوں کا تعلق  
 ایک غم و اندھنی سے تھا۔ وہ لڑکے ایک دوسرے کا بیوی بچہ جی جی  
 اوتاب، ہم ڈاکٹر کی مرضی سے انہیں لڑکے ہی کہہ کر کہہ رہے  
 رہتے تھے۔“  
 ”کون سے لڑکے؟“  
 ”ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ وہ دونوں بیکار تھے۔  
 کی شکل دیکھ کر مجھے یہ محسوس ہوا کہ ان سے پوچھ، تو انہوں  
 نے ایک نام دیا۔“  
 ”ہوں شیک ہے؟“  
 ”ہاں شیک ہے۔ اس ڈاکٹر نے مجھے یہی نام لگا کر  
 براؤن کے ساتھ کیا سلوک کیا جانتے؟“  
 ”میرے دل میں اس کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لڑکے  
 نہیں ہے ہم تو ان کے کہہ رہے ہیں کہ وہ لڑکے ہیں۔“  
 ”اچھا تم بیکار جاؤ یہاں سے اور اس کے بعد اس کے لڑکے  
 کی طرف سے شیک کی سبب کرنا میں اس سے بھی طرح فٹ نوں  
 گا۔ ان دونوں کو میں نے اس وقت میں لڑکے یا لڑکی  
 مصیبت میں پہنچنے سے کیا واسطہ؟ میرے دل میں خوشی تھی کہ میں  
 نے ان لڑکوں کو ان کے پہلے سے پکڑ لیا۔ اب وہ جا رہی اور ان  
 ۱۷م۔

وقت وہی گزر رہا تھا۔ زندگی میں مختلف حادثے ہوتے  
 رہتے ہیں۔ اس طرح ایک اور لڑکی بھی مجھے آکر لائی ایک  
 ناکر نام سے لائی تھی۔ مصوم مصوم سے نہ وہ لڑکی ایک  
 میری فراہمی کا دست کے لیے آئی تھی۔ انشورہ کے لیے  
 کے لیے اسے اپنے پاس لایا اور لڑکی کا مصوم پیرہن دیکھ کر مجھے  
 اس پر ترس لگا۔ وہ ایک لڑکی نہ بول سکتی تھی۔  
 تم سب سے کہہ رہی تھیں انشورہ پوچھی تو تم نے مجھے لکھا  
 لفظ ہی نہیں بتایا۔ دوسرے دن اس کی آنکھوں سے آنسو  
 نکل پڑے۔

جناپ: جناپ، یہ بہت غم زدہ ہیں۔  
 نے زندگی میں کبھی انشورہ نہیں دیا۔ میں بہت گھبراہٹ

ہوں۔ آپ سے۔ آپ مجھے سارا دم دیکھ لیتے۔ لہذا میرا  
 گھر از موت لاشکار ہو جائے گا۔ وہ بولی۔  
 - اور بیکار ہونا ہے جہاں رہیں گے اس کی درخواست  
 پر دیکھتے ہوئے کہا۔ درخواست پر اس کا نام شاید لکھا  
 براحتہ دوسرے دن وہ بھی بول پڑی۔  
 جی شادہ۔  
 کہاں رہتی ہو؟  
 ہمارے روبرو۔

اچھا شادہ شیک ہے۔ میں نے مقدار اپنا لکھت  
 کر لیا ہے کل سے تم کو کوئی پر آ جاؤ۔ شادہ ڈیوٹی پر آنے  
 لگی۔ کچھ ایسی مصوم اور شریف لڑکی تھی۔ کہ آہستہ آہستہ  
 وہ میرے دل میں گھر کرنے لگی۔ حالانکہ میری عمر اس کی عمر  
 سے مل نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ میری فوج کو غصے کرنے  
 لگی تھی۔ میں نے اس کے پیر سے پکڑ لیا۔ تاثرات دیکھے  
 پیسے وہ میری جانب متوجہ ہو اور میں سمجھ گیا۔ میں اس بیکار  
 کو بھلا نہیں جانتا تھا۔ عمر میں وہ میری بیٹی جگہ پون کے برابر  
 ہو گئی۔

جناپ: میں نے اس کے ساتھ شفقت و سلوک کر دیا اور  
 جیب ایک دن وہ ہڈی بولی ہو گئی تو میں نے اس کے سر پر ہاتھ  
 پیر سے پونے لکھا۔  
 تم غلط نہیں شادہ: میرے دل میں ہمارے لیے  
 کوئی غلط خیال نہیں ہے۔ تم تو مجھے بیویوں کی طرح عزیز ہو  
 رہی۔ وہ وہی طرح پوچھ پڑی۔  
 ہاں شادہ: جی ہاں، مجھے جو کچھ محبت کے تو منت ڈیو  
 ہوتے ہیں، تم مجھ سے وہ تو فیہ دیکھو جو ایک عورت مرد سے

اکثر لڑکی ایک بادل تھی۔ وہ خود خیر نکالی کے دل خیر  
 ہوتے تھے۔ ایک دن اکبر نے دیکھا کہ وہ لڑکی نہیں آئی اور وہ  
 سے خوفزدہ نہ ہو گئی۔ اس کے جانتے ہی کہیں لکھا۔ مصیبت  
 میں تو کچھ تھا، اس گھر میں صدف خیر سے تالی ہوتے ہیں، آج  
 تو اس کی بات تھی۔ یہ کہ کراہوں نے فی جیہ کیا۔  
 خیروں کے گھروں میں لکھت کی باتیں لگتی ہیں  
 نرا دست کے لیے کمرشہ نہ تھا۔ میں لگاتی ہیں

270

رہتی ہے۔ تم میرے لیے قابل احترام ہو میں نہیں سے نہ ہر  
 کر رہی ہوں۔ جواب میں شادہ کی آنکھوں سے آنسو اتر پڑے۔  
 وہ جوت جوت کر، واپس۔  
 جنہیں افسوس ہوا ہے شادہ: میں نے ایک جی بات  
 کہی ہے۔ شیک نے دے تو بے شمار مل بدلتے۔ نہیں میں نے  
 گندگی میں پڑنے سے نکال لیا ہے۔  
 یہ بات نہیں سے سزا۔ بات نہیں۔  
 پھر کیا راستہ ہے؟  
 سزا: میں آپ کو پکڑے ہاتھ بناؤں۔ آپ ہا تو

میں مانگے۔  
 نہیں سزا: لکھتے: جیب میں تم سے کہہ چکے ہوں کہ میں  
 ہر طرح سے تمہاری۔ دیکھو کہ ان پیر تم اس سلسلے میں پریشان  
 نہ ہو۔

سزا: میرے دل میں بھی ایک کے لیے وہ احساس وہ  
 بد بات نہیں تھی جو کسی لڑکی کے دل میں کسی مرد کے لیے  
 ہوتے ہیں۔ لیکن میں اپنی یہ عادت درست برقرار رکھنا چاہتی تھی میں  
 نے اپنی دوسروں سے بات جیت کی۔ اپنے والدین سے میں نے  
 کچھ بھی نہیں کہا۔ میری دوسروں نے کہا کہ یہ لڑکیوں کے جوا نکلتا  
 ہوتے ہیں وہ جو ان اور مصیبت لڑکوں کی اس نگاہ سے دیکھتے  
 ہیں۔ سزا: میں اس دن سے بہت پریشان تھی۔ لڑکے نہیں شیک  
 میں مسلسل پریشان رہی تھی۔ بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا اپنی  
 یہ دیکھ کر برقرار رکھنے کے لیے میں آپ سے دی سب کچھ آئیں  
 کو ان کی جگہ سے آپ خوش رہ سکیں۔ اب نہیں کریں۔ میں نے  
 اپنی مصیبت کو گرا کر اپنے والدین کو زندگی بخشے کی کوشش کی تھی۔  
 آنسو شادہ: مجھے بہت افسوس ہے لیکن تم بھی شیک  
 کہتی ہو۔ واقعی اس قسم کے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔  
 لیکن اب تو تم مجھ سے پہلے سے ہی زیادہ محبت کر رہی ہو ایک  
 جانی کی محبت سے ایک باپ کی محبت سے۔ شادہ: وہ میرے  
 قدوں سے بڑھ چکی۔

سزا: بہت غم میں ہیں۔ آپ بہت غم میں ہیں سزا۔  
 اس کے بعد سے شادہ میری زندگی میں ایک خاص مقام حاصل  
 کر گئی۔ مجھ سے عام لڑکیوں سے مختلف ہوتا تھا وہ اس کی ایک  
 عزت کا علم میں نے اس کی خواہش میں ہی سارا کر دیا تھا۔ کبھی  
 بار اس کے گھر گیا تھا۔ ایک ایک اور شریف گھرانے کی لڑکی تھی۔  
 باپ مصنف تھا۔ میں ہے با۔ نہ شیدہ تار تھی۔  
 ہر جو میں اس کی ہر ملن مدد کرتا رہا۔ اب وہ میری

کوئی پرانی آجانی تھی اور بہت سے معاملات میں میرا مددگار  
 تھی۔ میں نے بار بار اسے سن لیا کہ وہ اس طرح کوئی پرانے کے  
 ہیں وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں تو اس نے کہا۔  
 سزا: آپ نے مجھے کبھی کہا ہے کہ میں نہیں تو کیا ہوں  
 کے گھر آئی جانی رہتی ہیں۔ یہ میرا فرض ہے جو میں کر کے جاتی  
 ہوں۔ کوئی کچھ کہتا ہے جگہ نہ ہے۔  
 شادہ: میری زندگی میں بہت گہرائی میں آ کر گئی تھی کہ  
 ایک غمزدہ شادہ: مجھے میرا کی آواز سنائی دی۔ اور میں اس کی آواز  
 کو سن کر چونک پڑا۔  
 - بار بار وہاں!-  
 - اور! افسوس!-  
 - ہاں! میں!-  
 - خیریت، کوئی خاص بات ہے، بہت دنوں سے

بدنم مجھ سے ناخواب ہوئی۔  
 - ہاں! تم صحیح راستے پر جا رہے تھے کوئی ایسی بات  
 نہیں تھی جس کے لیے میں نہیں پریشان کر رہی۔ جب مجھے شادہ  
 ضرورت پڑی میں شادہ سے بات پہنچ گئی۔ افسوس کہ  
 اور سزا: بولی کہہ دیا۔ اس کو محبت اب اس کی خواہش میں  
 ہوتی تھی۔ جو مجھے ذہنی طور پر کڑی تھی۔ میں دھڑکتے  
 دل سے اس کی آواز کا منتظر رہا۔ دیکھتے ہیں اب اس پر کیا مصیبت  
 آ پڑی ہے۔  
 - کیا سوچتے تھے! بار بار وہاں!-  
 - کچھ نہیں! شادہ: آواز کا منتظر ہوں۔  
 - ہاں! تو میں نہیں یہ بتا رہی کہ مجھے شادہ  
 ضرورت پڑی آئی میں شادہ سے بات لگتی۔ تم نے مجھ سے  
 وعدہ کیا تھا کہ جیب میں مجھے تم کوئی کام ہوگا تم سے اکام  
 دوسرے۔  
 - کیا کام ہے! افسوس! مجھے بتاؤ۔

خوشخبری میں نہیں پہلے ہی سن چکے ہوں۔ شادہ: میرا  
 آخری کام آخری ہی ثابت ہوا اور میں اپنے مقصد کے حصول  
 میں کامیاب ہو جاؤں۔ نہیں جینے کی طرح اسے منہ ہی اور  
 مجھ سے میرا کام کرنا ہوگا۔  
 مجھے بتاؤ تو سب۔ براہ کرم انتظار سے دست کھینلو۔  
 میں نے کہا۔  
 - ہاں! مجھے خون دھکا رہا ہے۔ اس نے کہا اور ایک  
 مٹ کے میرا دل لڑکے لکھا تھا۔ یہ نہیں اب اسے اس

271



سوال نمبر ۱۰۰

میرا دل  
 ہوں ہے وہ اپنا بس کا خون چاہی ہو  
 "تمہاری محبوب دوست شاد کا کہہ اس نے کہا  
 اور ایک لمحے کے لیے غم دار جگر اٹھایا، میں نے خود  
 کو گھسنے کہا نے کے لیے اٹھایا تھا میرے پوتے  
 وجود میں آگ کی لہری سی دوڑ گئیں۔ میرا دل  
 سنا رہا تھا جیسے جلتے ہوئے پرانی ڈال دیا ہو کانی دیر  
 تک یہ سفنا بہت میرے کانوں میں گونجی رہی، میرا دل  
 اس کیفیت کا شکار رہا پھر میں نے خود کو کسی قدر سنبھال  
 کر کہا۔

ابن ابی اسیر: کیا کہہ رہے ہو تم؟  
 ہمیں؟ کیا بات ہے؟  
 شاہ: مقرر خانہ کے تہا (کیا بتا رہے؟)

میں نے کہا :  
 میں تم سے کہہ چکا ہوں بار وادخان ! اگر یہ اس قسم  
 کے سداوت نمک سے نہیں کر دیتے۔ میں تم سے جو کمالوں کی  
 تمہیں دی گا کہے جاؤ گے یہ تیار فرما رہے ہیں کوئی بھی  
 ہوتا رہے یہ کوئی بھی حیثیت نہ کہتا ہو قبیل میرے  
 دوست کہ کرنا ہو گا۔

وہ سب پر گناہوں کا۔  
 اے اللہ! مجھے تکرار کرو۔ لیکن مجھ سے ایسے  
 برائیوں کا جولوہ اسم کے علاوہ کسی کو بھی کبھی ملے  
 تفل کر کے رکھ دوں گا لیکن موصوفہ شاہدہ بی بی شامہ۔  
 دہ۔ دہ۔ میری آواز لگے گی۔

۳۔ دریا اور نہریں  
بابر اراخان نے جسے جس کی ضرورت پڑتی ہے وہ  
جسے درکار ہو جائے، حق اپنے طور پر کھینچتے رہو۔ بہر حال  
تمہیں شام کو لکھنؤ کے صوبہ مولائی کا نواح جسے فراہم کرنا  
ہوگا۔  
یہ نہیں کر سکتا۔

یہی ہے جس نے اسے  
 کیجئے تو اسے اس کی ہر ہر حرکت سے وہ ہر حرکت سے  
 ہوا اور ہر بار وہ ہر حرکت سے اس کی ہر حرکت سے  
 یہ کام نہیں کرو گے تو جانتے ہو کیا ہو گا۔ یہی ہے جس نے  
 اسے ہر ہر حرکت سے اس کی ہر حرکت سے وہ ہر حرکت سے  
 ہر حرکت سے اس کی ہر حرکت سے وہ ہر حرکت سے  
 یہ ہر حرکت سے اس کی ہر حرکت سے وہ ہر حرکت سے  
 ہر حرکت سے اس کی ہر حرکت سے وہ ہر حرکت سے

انکسوں نے اپنے حلقوں کو چھوڑ دی گئی۔ کچھ سیدھے ہو گئے جو میں نے کبھی  
 دیکھے ہی نہیں ہو گئے۔ کچھ بار وادوا خان، دوسری ہو گئے۔  
 ادوہ (پسر) : ہم سب صوم شامہ کے مکان میں آئے۔  
 پھر وہ مجھے بیٹوں کی طرح غریب سمجھتے تھے۔

میں نے اسی کا خون دیکھا ہے بارہا دھان پر ہوں  
رات ساڑھے گیارہ بجے اسی سال پہ چیلان ایک اور پہلے  
میں تم جیسے خون کی جھڑپ سے چنگڑ ہو۔ " اچھے سنے کہا۔  
"ستوں ایسے نہیں۔"

مستحق نور، فیصلہ کرنا مسئلہ کام ہے۔ میں نہیں اس  
میتے کی شکل میں ملوں گی۔ میرا کام اگر نہ ہوتا تو دوسرے دلی سے  
تم پر تاجی نازل ہونا شروع ہو جائے گی۔ اور اس بار بار  
دہ دہاٹھا، میرا فیصلہ قطعی اور آخری ہو گا۔ تم ہر بار مجھ سے  
دعہ خلافی کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ میں بھی مذہبی اور  
حکومتوں سے ابے جنگ آجکی چوں اور اب جبکہ تم میرا کام  
کرنے سے انکار کر رہے ہو تو میں نے مجاہدی فیصلہ کیا کہ  
کہ منہ پر موت کے ٹکاث اتار دیا جائے۔ تم نے کوئی کام  
نہیں کیا تھا، مشکل ہوتا ہے۔ میرے لیے امداد، مشکلات پڑ  
تھیں۔

جس میں ہرگز  
 ہر کسی آواز میں غضب، ان کی کیفیت پیدا ہو کر  
 مٹی میں بننا تھا کہ وہ تو سخت ناراض ہو گئی ہے اور وہ  
 کہہ کر رہی ہے دی کو کھائے گی۔ کہہ میں نہیں آنا تھا کہ  
 کہوں۔ شاہد کا تصور کرنا تو کچھ سڑکوانے کا کام ہے  
 ایک پر لاجت آئینہ ہے میں اسے پکارا لیکن مجھے جو بات  
 ملا۔ میں کہہ گی کہ وہ باجی کے لیے آخری حکم ہے  
 شاہد کو نکل کر کہو، شاہد کو نکل کر کہو۔

شاہد کی موت کا حکم کیا میں شاہد کو کل رخصت کر دوں گا۔  
 نہیں بزرگ نہیں۔ یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔  
 ایسی ترکیب ہوئی جاوے جس سے شاہد پہنچ جائے اور میرے  
 ساتھ بھی یہ سب کچھ ہو۔ اور اگر میرا ہونا واجب تو میری  
 ذات پر سب کچھ ہواشت کو لوں گا۔ لیکن شاہد کا نقل  
 میرے ہاتھوں سے نہیں ہوگا۔ ہاں، میں شاہد کو اپنے  
 سے نقل بدلیں کروں گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا اور میں اس  
 اس سوچ پر اب میں معروف ہو گیا کہ اس لیے کیا کرنا چاہیے  
 اس کے بھائی کرنا تو ممکن نہیں تھا۔ وہ میرے دور  
 کی خوبصورت واقف تھی۔ جہاں بھی ماٹا مارا ہو رہا  
 اور یہ میرے سر پر حیرتوں کے پتھر ٹوٹ پڑتے۔  
 طالت میں جاگتا۔

دوسری جمعہ کے ہمارے جویا تکہ میں دفتر نہیں پہنچا تو  
شاہدہ سیدہ جیسے گھر لڑکی کیا، میری حالت کافی خراب تھی۔  
میں نے نفی آواز میں اس سے بات کی تو میری آواز اس نے لکڑی  
لگا دیا کہ میری کیفیت ٹھیک نہیں ہے۔

میں کیا بات ہے جیسا: آخرت تو ہے: ہر آدمی کی کسی پر  
رہی ہے اور دفتر کیوں نہیں آئے آپ؟  
شاہ: میں ذرا طبیعت کڑی ہوں۔ میں آج دفتر  
نہیں آؤں گا۔ تم لکھ کر: طبیعت طاریک ہو جائے گی تو  
پہنچ جلاؤ گا کہے گا: جواب دے بغیر خاموشی سے غولی بند کر  
دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ ٹھوڑی سی سیڑھی سے اتر کر  
کر جوتھکا سارہ گھبراہٹ میں آئی کہ: میں آج دفتر  
آئے تھے۔

شاہدہ و شاہدہ : چہاں کیوں نہیں ؟  
 مہربانی کر کے جیسا کہ اس کے لیے امانت کرو  
 میں یقین کرو مہربانی و جہت کرنی ناچار ناخوارہ شاہناہ  
 چاہتی ہیں مہربانی دل لیا میں نہاں ہے وہی جہت  
 مرد اس کو جہت جو کہنے کی ہے نہ

۴۔ میں تیرے لیے بڑا، بڑا ہنس کو تیار ہوں۔ میں تیرے ساتھ  
کوئی ایسا دشمن نہیں کروں گا، جو تجھے کسی طور نقص  
پہنچائے۔  
۵۔ شاہدہ نے حیرت سے کہا اور میں نے زرا

بند کردن  
 میں شاید تمہارے عالم میں کچھ کہہ گیا ہوں شاید ہر  
 مت کرنا اب تو جو ناؤ ٹہری بات ہے اپنے امیر کے

میت کرنا۔ آپ مگر ناہم ہر بات سے ایسے  
زیادہ دیر رہنا ٹھیک نہیں ہے۔  
پھر وہ بات کہیں آپ نے بننا: میں آپ کو  
نہاؤں گا۔ آپ ناخوش ہو جائیں گے۔

نہرونگ اور۔۔۔ میں آپ خاموش ہو جاتا ہوں۔  
شام تک شاہ جہان گھر پر رہا۔ چنانچہ جنگ میں نے اپنے  
اسے رخصت کر دیا تھا۔ میری طبیعت میں اب ہیر پھیر نہ  
ہو رہی تھی اسے کوئی کے گہنہ تک مجھ پر نہ آیا۔ کوئی  
حکایت سے میں نے شاہ جہان کو رخصت کیا اور اس وقت تک  
دیکھتا رہا جب تک وہ بلی نہ جھنکی۔ میں نے اس لڑکی کے  
لینے کا فیصلہ کر دیا تھا۔

چنانچه لا یتعلل کرایا شد  
 همه اب میرے ساتھ جو کہ میری کرسے میں ہے  
 کرزن گا۔ ابھی میں کرسے سے پلٹ ہی۔ اچانک دفعتاً

فی ایک کار میرے گھٹ پر اگر کر کی اور کار کی اسٹریٹنگ سیٹ  
 پر جو مجھے نظر آئے وہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں  
 یہ زول کیا کر چھیل کر قطع ہوا گیا تھا، نہیں، میں یقین نہیں  
 کر سکتا، میں نہیں، نہیں، یہ سکتا کہ یہ سلطان ہے ہاں، وہ سلطان ہوا  
 تھا، پھر گنگے حسین سوٹ میں طیوس آنکھوں پر سیاہ چشمہ  
 دھاسے وہ کھڑک سے گردن نکالتے مجھے دیکھ رہا تھا۔ غصے پر  
 کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، میں بالکل کی طرف اس  
 کی طرف انوار، سلطان بھی کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔  
 اور اس کے بعد ہم اس طرف گھٹ گئے، جیسے یہ وہی کچھیرے جو  
 ہوں۔

مسلمان: میرا مینا، میرا بیٹا۔ اے میرے بیٹے! میری  
 پیارا کر کہ اجملہ مسلمان بھی جذباتی ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے  
 آنسو بہ رہے تھے۔ جو اس کے چہرے کے فرم کے نیچے سے  
 لٹاؤں پر لڑکھک اُٹے تھے۔ چہرے نے چہرہ اُٹا کر کہ بیٹے میری  
 نکاحا اور آنکھوں کو خوشک کرنے لگا۔  
 آؤ بیٹے! آؤ اندر آ جاؤ۔ میرے مسلمان! میری  
 زندگی۔ میری روح۔ میں نے کہا۔

نہی۔ سہری ہوا۔ یہ ایک سے ایک  
 اٹھائیں اندر سے آؤں؟ اس کے پوچھا  
 اودھ: ملازم کے آئے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میرے  
 اس سے کہنا: یہ سلطان میرے ساتھ اندر داخل ہو گا۔ جو کہ  
 سے تم نے کیا؟ وہ کہانی کسی سے اچھٹو نہ ہو۔ جو کہ  
 جہان پارہ: سطر، جو کوئی نہ میرا ہو رہا تھا۔

میں یہاں کوئی گراؤ نہ دیکھ سکی اور نہ ہی اس کے لئے کوئی اور وجہ تھی۔  
میں اسے اپنی آزمائش کے لئے آیا تھا۔ ایک بار مجھ سے ملنے کے لئے  
مجھے دیا۔ سلطان بھی مجھ سے کہیں کی طرح پشیمان تھا۔ دوسرا، جو  
میں کو دیکھنے کے لئے آیا تھا، اس نے میری آغوش میں پروردگار کی بانی کی  
نمائش کے لئے مجھ سے کہا۔ اس نے انکساری کے لئے مجھ سے  
میں نے دیکھا تھا۔ اس نے اس وقت تک کہ وہ اب کی کہیں سے  
زنی سے ملنے کے لئے نہ آئے۔ اس نے اس سے کہیں سے کہیں سے

کیا دیکھو، سیر ہوئے؟  
 کہ نہیں، الخ، باب دیکھو، امیوں کو آپ میں کتنی  
 تہذیبی پیدا ہوئی ہے۔ یہی نکالوں تو میں اس کا سب کو پڑھان  
 نہ سکا تھا، میں جو کہہ رہا تھا، اب مجھے احساس ہو رہا ہے  
 دماغی سلامتی پر اس حد تک کہ انکار نہیں کیا جاسکا۔ سلام  
 مجھے پڑھان لیا، اس کو سن کر بات میں وہ کہے دیتے اور  
 اب مجھے اس شکل میں انکو پڑھان بھی نہیں کئے تھے



